کپل کا فلسفہ سانکھیہ

کرشن کمار پاٹھک

ترقی اردو بیورو، نئی دہلی

کپل کا فلسفہ سانکھیہ

مترجم

کرشن کمار پاٹھک

ترقی اردو بیورو نئی دہلی

KAPIL KA FALSAFA-E-SANKHIYA
By : Maharishi Kapil Muni
Translated By : Krishan Kumar Pathak

© ترقی اُردو بیورو، نئی دہلی

سنہ اشاعت: جنوری تا مارچ 1994 شک: 16-1915

پہلا ایڈیشن: 1000

سلسلۂ مطبوعات نمبر: 707
کتابت: محمد طاہر حسین
مصحح (پروف ریڈر) ڈاکٹر سید صفی الدین علی
قیمت: =/30 روپے

مصنف کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

ناشر: ڈائرکٹر ترقی اُردو بیورو، ویسٹ بلاک 1، آر کے پورم، نئی دہلی 110066
ٹیلی فون: 603938، 603381، 609746
طابع: سپر پرنٹرز، ساؤتھ انارکلی دلّی

پیش لفظ

ہندوستان میں اردو زبان و ادب کی ترقی و ترویج کے لئے ترقی اردو بیورو (بورڈ) قائم کیا گیا۔ اردو کے لئے کام کرنے والا یہ ملک کا سب سے بڑا ادارہ ہے جو دو دہائیوں سے مسلسل مختلف جہات میں اپنے خاص خاص منصوبوں کے ذریعہ سرگرم عمل ہے۔ اس ادارہ سے مختلف جدید اور مشرقی علوم پر مشتمل کتابیں خاصی تعداد میں سماجی ترقی، معاشی حصول، عصری تعلیمی اور معاشرہ کی دوسری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے شائع کی گئی ہیں جن میں اردو کے کئی ادبی شاہکار، بنیادی متن، قلمی اور مطبوعہ کتابوں کی وضاحتی فہرستیں، تکنیکی اور سائنسی علوم کی کتابیں، جغرافیہ، تاریخ، سماجیات، سیاسیات، تجارت، زراعت، لسانیات، قانون، طب اور علوم کے کئی دوسرے شعبوں سے متعلق کتابیں شامل ہیں۔ بیورو کے اشاعتی پروگرام کے تحت شائع ہونے والی کتابوں کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مختصر عرصہ میں بعض کتابوں کے دوسرے تیسرے ایڈیشن شائع کرنے کی ضرورت پڑتی

ہے۔ ترقی اردو بیورو نے اپنے منصوبوں میں کتابوں کی اشاعت کو خاص اہمیت دی ہے۔ کیونکہ کتابیں علم کا سرچشمہ رہی ہیں اور بغیر علم کے انسانی تہذیب کے ارتقاء کی تاریخ مکمل نہیں تصور کی جاتی۔ جدید معاشرے میں کتابوں کی اہمیت مسلّم ہے۔ بیورو کے اشاعتی منصوبہ میں اردو انسائیکلوپیڈیا، ذولسانی اور اردو۔اردو لغات بھی شامل ہیں۔

ہمارے قارئین کا خیال ہے کہ بیورو کی کتابوں کا معیار اعلا پائے کا ہوتا ہے اور وہ ان کی ضرورتوں کو کامیابی کے ساتھ پورا کر رہی ہیں۔ قارئین کی سہولتوں کا مزید خیال کرتے ہوئے کتابوں کی قیمت بہت کم رکھی جاتی ہے تاکہ کتاب زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچے اور وہ اس بیش بہا علمی خزانہ سے زیادہ سے زیادہ مستفید اور مستفیض ہو سکیں۔

یہ کتاب بھی اردو بیورو کے اشاعتی پروگرام کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ آپ کے علمی ادبی ذوق کے تسکین کا باعث بنے گی اور آپ کی ضرورت کو پورا کرے گی۔

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم

ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو

فہرست

پیش لفظ	:-	ڈاکٹر فہمیدہ بیگم	3
مقدمہ	:-	کرشن کمار پاٹھک	7
باب اول	:-	تحقیق	13
باب دوم	:-	جوہر ابتدائی کے عل کا تصفیہ	63
باب سوم	:-	بے اعتنائی	77
باب چہارم	:-	امثلہ وحکایات	99
باب پنجم	:-	تردید مناظرات	109
باب ششم	:-	خلاصہ نظریات	142
باب ہفتم	:-	جامع کلمات کا متن	161
		فہرست اصطلاحات	197

مقدمہ

سانکھیہ سرزمین ہند کا قدیم تر ویدک فلسفہ ہے اور اس کے شارح مرتاض کپل منی ہند کے بے حد اہم فلسفی سمجھے جاتے ہیں اب اُن کی کوئی تصنیف دستیاب نہیں، اگر کبھی کوئی تھی بھی تو انقلابات زمانہ میں تلف ہو چکی ہے، جو جامع کلمات موجودہ حالت میں دستیاب ہیں اُن کے مجموعہ کو سانکھیہ درشن' (فلسفہ) کا نام دیا ہے۔ چوں کہ ان جامع کلمات میں بودھوں کی لاشیئیت (جامع کلمہ ۱۵/۷۹) کے علاوہ قدیم ہند کے دیگر فلسفوں کا بھی ذکر ہے۔ کناد کا ویشیشک (جامع کلمہ ۵/۸۵) اور گوتم کا نیائے (جامع کلمہ ۵/۸۶) اس لیے بیشتر علماء کی رائے ہے کہ ان جامع کلمات (سوتروں) کی تالیف مہاتما بدھ کے بعد کی ہے اور ان کا تالیف کنندہ وگیان بھکشو تصور کیا جاتا ہے۔

سانکھیہ نام کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ سنسکرت کا لفظ سنکھیہ بمعنی گنتی ہے، چوں کہ سانکھیہ میں چوبیس (۲۴) مادی عناصر اور ایک غیر مادی عنصر کُل ملا کر پچیس عناصر کا شمار ہے (جامع کلمہ ۱/۶۱) اس لیے اس کا نام سانکھیہ پڑ گیا' ایک دوسری رائے یہ ہے کہ اس نام کا ماخذ سنسکرت لفظ سمیکھیاتی' بمعنی مکمل علم ہے یعنی کسی شئے کے بارے میں اس کے عیوب و اوصاف کا تجسس ہے' اس لیے یہ سانکھیہ کہلایا

سانکھیہ فلسفہ کا ذکر دیگر قدیم کُتب میں آیا ہے۔ بھاگوت پُران میں اس فلسفہ کا مختصر بیان ہے۔ گیتا میں ایک باب (باب دوم) کا عنوان ہی سانکھیہ یوگ ہے جس میں روح پاک کی ہیئت کا بیان ہے۔ اپنشدوں میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔ ایک مثال جس میں اس فلسفہ کی فضیلت کا ذکر ہے، مندرجہ ذیل ہے۔

'جو دوامی الدوام، شعوری الشعور تنہا ہی کثیر التعداد کی خواہشات کو پوری کرتا ہے اسی ہستی کو جو عالم امکان کی علت فاعلی ہے جو

سانکھیہ و یوگ کی وساطت سے قابلِ ادراک ہے اُس کی معرفت کا حصول کرکے بشر جملہ دنیوی پابندیوں سے رستگاری حاصل کرتا ہے! [شوتیاشوترا اپنشد ۱۳/۶] چوں کہ اس صحیفہ کے چھ باب ہیں، اس لیے اس کو شش باب والا فلسفہ بھی کہا جاتا ہے۔

بنیادی طور پر سانکھیہ کے دوازلی عناصر ہیں۔

(۱) پُرش۔ عالم صغیر کی شخصی روح یا ذات۔ یہ لاشمار ہیں اور باہم مختلف ہیں، یہ غیر منسلک ہے (جامع کلمہ ۱/۵) یہ پاک و بے لوث ہے، غیر مادی ہے، باشعور ہے اور ہر پیکر مخلوق میں قیام فرما ہے۔ اس کا مادی پرکرتی (علت اولی) کے ساتھ ازلی ودستوری رشتہ۔ بلور رنگ کی مثل، تخلیق کا سبب تسلیم کیا جاتا ہے۔ پُرش جس کے معنی شخص کے ہیں کی پوزیشن باپ کی تصور کی جاتی ہے۔

(۲) پرکرتی یعنی علتِ اولی پُرش کی طرح یہ بھی ازلی ہے یہ ست۔ رج۔ تم۔ تینوں صفات کی مساوی حالت ہے۔ اُس حالت میں اس میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ اس کو پردھان، جوہر ابتدائی، قدرت، صفات، غیب نام بھی دیئے گئے ہیں۔ ذات یعنی پُرش کے قرب سے علتِ اولی میں شعور کی آگاہی ہوتی ہے ورنہ علتِ اولی مادی اور لاشعور ہے۔ اس کو ذات کا سایہ بھی کہا جاتا ہے۔ جہاں پُرش کو باپ سے نسبت دی جاتی ہے وہاں پرکرتی کی حیثیت ماں کی ہے جملہ کائنات کی نمود علتِ اولی سے ہے جس طرح لوہے اور مقناطیس کا باہمی تعلق لوہے میں حرکت پیدا کرتا ہے اسی طرح ذات کی دست گیری سے عالم صغیر میں علتِ اولی کام کررہی ہے۔ علتِ اولی پر مسلط ذات صمد و بے نیاز ہے۔ علتِ اولی کے ۲۴ عمل ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے، علتِ اولی یا جوہر ابتدائی جو کسی کا عمل نہیں بلکہ ایک ازلی عنصر ہے اُس سے عنصر کبیر، عنصر کبیر سے پندار خودی (حرکت اولی)، پندار خودی سے خمسہ عنصری خاصیتیں (سامعہ، لامسہ، باصرہ، ذائقہ اور شامہ) عمل پذیر ہوتی ہیں۔ عنصر کبیر، پندار خودی اور خمسہ عنصری خاصیتیں علتِ اولی کے تغیرات ہیئت وصورت ہیں یعنی جن کا سبب علتِ اولی ہے اور بعد ازاں وہ سات خود کسی اور کے تغیر ہیئت وصورت کی علت کا سبب بن جاتے ہیں، عنصر کبیر پندار خودی کی علت ہے، پندار خودی خمسہ عنصری خاصیتوں کی علت ہے۔ مزید برآں پندار خودی خمسہ حواس علمی (گوش، پوست

چشم، زبان اور ناک) اور خمسہ حواس عملی (دست، پا، منہ، مقام بول اور مقام براز، اور قلب ان گیارہ کی بھی علت ہے۔ اسی طرح خمسہ عنصری خاصیتیں سامعہ لامسہ، باصرہ، ذائقہ اور شامہ علی الترتیب خمسہ عناصر کثیف خلا، باد، آتش، آب اور خاک کی علل ہیں، بہر کیف علتِ اولیٰ (جوہرِ ابتدائی) عنصر کبیر ہندار خودی خمسہ عنصری خاصیتیں، خمسہ حواس علمی، خمسہ حواس عملی، قلب اور خمسہ عناصر کثیف یہ چوبیس (۲۴) مادی عناصر پر ترکرتی یعنی علتِ اولیٰ کے عمل ہیں اور پچیس ویں (۲۵) ذات یا شخصی رُوح ہے۔ یہ سانکھیہ کے پچیس (۲۵) کا شمار ہے (جامع کلمہ ۱/۶۱)

سانکھیہ اور یوگ دونوں ایک ہی ہیں اور دونوں کا ایک ہی موضوع یعنی اذیت کا ازالہ ہے دونوں کا مقصد کیفیات قلب کی نفی کرنا ہے۔ یوگ میں کیفیات قلب کو مسدود کیا جاتا ہے جب کہ سانکھیہ میں بغور مطالعہ سے مکمل علم کا حصول یوگ کی طریقت عبادت ہے اور سانکھیہ کی طریقت علم ہے۔ یوگ کی مزاولت کا راستہ طویل ہے جب کہ سانکھیہ کا علم کا راستہ چھوٹا ہے لیکن دشوار ہے۔ دونوں ابتدائی مدارج میں ہم سفر ہیں، آخیر میں بھی ایک ہی مقام پر پہنچتے ہیں، یوگ درمیان میں کچھ راستہ پیچیدار پختہ سڑک پر چلتا ہے لیکن سانکھیہ کی راہ صراط ودشوار ہے یوگ اور سانکھیہ کا موازنہ اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ سانکھیہ کی مثل کوئی دوسرا علم نہیں اور یوگ کی مثل کوئی دوسری قوت نہیں۔ قصہ مختصر قدیم ہند کے شش نظامات فلسفہ میں کپل کا سانکھیہ اور پاتنجلی کا یوگ دونوں ایک ثنوی نظام ہے۔
سانکھیہ کی رُو سے عالم ظاہری کا وجود واجب الوجود سے ہے۔ سانکھیہ میں حق سے حق کی تخلیق تحقیق کی گئی ہے۔ بنیادی بحث یہ ہے کہ کسی موضوع سے اس سے متضاد موضوع کی آفریدگی ہونا ممکن نہیں ہے۔ جو موضوع جس موضوع سے متحد ہے اس کے سبب میں بھی وہی موضوع معمور ہے۔ موضوع یعنی مادہ کا اتلاف نہیں ہوتا محض تغیر پذیری ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بدھ کا فلسفہ نیست سے ہست کی تخلیق تسلیم کرتا ہے، گوتم کے فلسفہ نیائے کے رُو سے حق سے باطل کی تخلیق ہوتی ہے۔ سانکھیہ کو قدیم ویدانت فلسفہ بھی کہا جاتا ہے لیکن

سانکھیہ اور ویدانت میں یہ اختلاف ہے کہ ویدانت میں کائناتی تغیر اور تخلیق کا ہونا خدا کے قصد سے تسلیم کیا گیا ہے اور نجات کا تعلق پُر کیف مقام ہست مطلق میں قیام کے ساتھ ہے، جبکہ سانکھیہ تخلیق کائنات کے معاملہ میں محدود و بے نیاز غیر مادّی ذات کی پشت پناہ سے محض علت اولی کا تغیر پذیر بتلاتا ہے۔ اور محض اذیت کا ازالہ ہوجانا ہی کلیتاً نجات کی حصول یابی بیان کرتا ہے۔

قدیم ہند کے دیگر فلسفوں کی طرح سانکھیہ کا نصب العین بھی نجات ہی ہے، نجات کے نظریہ کا ماخذ ویدک معاشرت کی رُو سے مقرر کردہ حیاتِ انسانی کے چار مقاصد ہیں جن کا مختصر بیان مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) دھرم۔ پیکرِ انسانی سے متعلقہ افعال اور فرائض کی تکمیل، پابندی، مذہب وغیرہ۔

(۲) ارتھ۔ حیات کرنے کے لیے ساز و سامان کی فراہمی، حصولِ معاش وغیرہ۔

(۳) کام۔ پیکرِ انسانی کی جائز خواہشات و حاجات کی تشفی وغیرہ۔

(۴) موکش۔ قیدِ مجاز سے کلیتاً رہائی، نجات کی حصولیابی یا وصلِ ذات وغیرہ وغیرہ

نجات کا اہم پہلو مجاز کی قید سے رہائی یا مقام انتہا، ادراک انسانی کے اعلیٰ ترین مقام تک رسائی ہے ویدانت نے اس مقام ہست مطلق یا واجب الوجود کہا ہے سانکھیہ کی رُو سے نجات کا ہونا اذیت کا کلیتاً ازالہ ہے، یہی ذات کا اپنی ہئیت میں قیام کرنا یا بقا کا کیف ہے۔

اس ضمن میں ایک اہم ترین امر جس پر تبصرہ کیے بغیر سانکھیہ کے بارے میں کوئی بھی بحث نامکمل رہ جاتی ہے اور جس پر مشرقی و مغربی مبصرین نے کافی حاشیہ آرائی کی ہے وہ یہ ہے کہ سانکھیہ کی سرزمین میں نجات کی حالت میں علتِ اولی کا معمور وجود لازوال رہتا ہے اور خدا کا معمور وجود معلوم نہیں ہوتا محض اپنے جسم میں قیام پذیر خدا کے غیر مادیت احساس کی یافت ہوتی ہے اس لیے اپنے جسم کے تصور سے ہر جسم میں شخصی روح کو الگ الگ متعدد الوجود تسلیم کرنا علت اولی کو دوامی تسلیم کرنا اپنی آگاہی کی سرزمین میں نجات کے لیے خدا کے وجود کو تسلیم کرنے کا اہتمام نہ سمجھنا سانکھیہ کی سرزمین میں معقول و موزوں ہے، تاہم سانکھیہ میں روحانی ادراک کی وساطت

سے خدا کے وجود کو تسلیم کیا ہے اسی سے سانکھیہ کی مخصوص خدا پرستی کی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ سانکھیہ کی سرزمین میں دُنیاوی تصوّر سے خدا مثبت نہیں ہے کیوں کہ خدا نہ تو وابستہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی غیر وابستہ، غیر وابستہ ہونے پر اس میں پندار کے فقدان سے وہ کائنات کا تخلیق کنندہ نہیں ہو سکتا اور وابستہ ہونے میں تخلیق کا مقدور ہی نہیں ہو سکے گا، لہذا دنیوی تصوّر کے لحاظ سے خدا مثبت نہیں ہو سکتا اس کے بعد سانکھیہ کہتا ہے کہ خدا کا وجود اگرچہ دُنیاوی لحاظ سے مصدّقہ نہیں تاہم یوگ کی مزاولت اور عبادت کی وساطت سے کامل لوگ صحائف میں بار بار خدا کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔ اس لیے خدا کے معاملہ میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیئے کیوں کہ دُنیاوی شہادت کی وساطت سے خدا غیر مثبت ہونے پر بھی نجات یافتہ کامل بزرگوں کو استغراق کی حالت میں خدا کا وجود آشکارا ہوتا ہے۔ سانکھیہ عبوریت کا فلسفہ نہیں ہے اس لیے اس میں باصفات خدا کی جگہ نہیں، اس کی ترجمانی اُپنشد میں مندرجہ ذیل کلامِ ربّانی سے ہوتی ہے، (جامع کلمہ ۵ /۴٦) ۔

'جو دل سے نہیں جانتا یعنی دل کی وساطت کے بغیر ہمہ داں ہے، جس سے دل جانا گیا ایسا کہتے ہیں، اس کو ہستِ مطلق جان نہ کہ جس کی عبادت کرتا ہے' [کین اُپنشد ۱/۵]

قارئین سے التماس ہے کہ مہارشی کپل مُنی سے منسوب 'سانکھیہ درشن' (فلسفہ) کی عبارت سنسکرت میں جامع کلمات کی صورت میں ہے پیشِ نظر کتاب میں مذکورہ جامع کلمات کا ترجمہ قدیم اصل صحیفہ جو آج دستیاب ہے اُس کے مطابق کیا گیا ہے، کتاب کے آخر میں جامع کلمات کا متن الگ سے دیا گیا ہے۔ کتاب میں دی گئی تشریحات کے معاملہ میں عرض ہے کہ اگرچہ فلسفہ کا مطالعہ خواہ وہ کسی بھی زبان یا خطہ کا ہو ایک عسیر الفہم مضمون ہے اور یہ تصنیف بھی اُس سے مستثنیٰ نہیں، تاہم حسبِ استعداد ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ تشریحات عالمانہ نوعیت کی یا تنقیدی تحقیق نہ ہو کر ایک نہایت ابتدائی درجہ کی ہوں تاکہ عام قاری موضوعِ متعلق سے بآسانی مستفیض ہو سکے، اس کے باوجود اگر اس سعی میں کوئی خامی رہ گئی ہو تو یہ ہیچمدان اُس کے لیے معذرت کا خواہاں ہے۔ مزید برآں یہ کاوش قومی یکجہتی کے اس جذبہ کے زیرِ اثر کی گئی ہے کہ اس

سرزمین کی قدیم دانش قطع نظر مذہبی عقائد اور بلاامتیاز مذہب وملت اس سرزمین کے تمام باشندگان کا مشترکہ ورثہ ہے جن کے اجداد یہاں کے قدیم باسی تھے یا جنہوں نے اس سرزمین کو اپنا بنالیا تھا۔

کرشن کمار پاٹھک

باب اوّل

تحقیق

جامع کلمہ ا۔ کتاب کی ابتدا کرتے ہیں۔ تینوں طرح کی اذیتوں کا کلیتاً مفقود ہو جانا نجات ہے۔

تشریح: اذیت کی تین اقسام ہیں

(ا) النفس۔ وہ اذیت جو ایک جاندار کو اس کے جسمانی ہیجان کے باعث پہنچتی ہے۔ مثلاً ذہنی یا جسمانی عارضہ۔

(ب) الہیہ۔ وہ اذیت جو قضارا عناصر کا توازن بگڑ جانے سے جانداروں کو پہنچتی ہے۔ مثلاً آتش زدگی، طغیانی، زلزلہ۔

(ج) الخلائق۔ وہ اذیت جو ایک جان دار کو دوسرے سے پہنچتی ہے مثلاً جنگلی جانور، سانپ، بچھو وغیرہ سے ہونے والی اذیت، ایک انسان سے دوسرے انسان کو ہونے والی ایذا بھی اسی میں شامل ہے

قدیم کتب میں بیان کردہ حیاتِ انسانی کے مندرجہ ذیل چار اغراض ہیں:۔

(ا) شعائر اور فرائض کی ادائیگی۔ پیکرِ انسانی سے متعلقہ مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی رسوم و فرائض کی تکمیل۔

(ب) حصولِ زر۔ بسرِ حیات کے لیے مال و دولت کی فراہمی۔

(د) نجات۔ قیدِ مجاز سے کلیتاً رستگاری۔

چوں کہ یہ کتاب علم الحقیقت کے موضوع پر ہے، اس لیے اس نجات کو حیاتِ انسانی کا نصب العین تسلیم کر کے اس ضمن میں تحقیق کی گئی ہے۔ نجات کی تکمیل مذکور سہ اقسام اذیتوں کے ازالے سے ہوتی ہے۔ اگرچہ جب تک قلب کا وجود ہے راحت و اذیت کا احساس ہونا ایک فطری عمل ہے۔ تاہم قدیم مفکروں نے بھی

تجسس یہ نتیجہ اخذ کیا کہ شخصی رُوح میں احساسِ راحت و اذیت ازلی جہل کا شاخسانہ ہے۔ لہٰذا شخصی روح اس وقت احساسِ اذیت رہائی پا لیتی ہے جب اُس کو علم معرفت کا حصول ہوتا ہے۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔

' اپنے آپ کو جاننے والا اذیت کو عبُور کر جاتا ہے' لیکن عارف راحت اور اذیت دونوں کو ترک کر دیتا ہے [چھندوگیہ اپنشد ۲/۱/۱۷]

شخصی رُوح ازل ہی سے پاک و علیم ہے، اس میں بندش اور اذیت کا اتصال علتِ اولیٰ کے ساتھ ربط ہونے پر ہوتا ہے۔ یہ ربط ہی جہل ہے، مثلاً بلور صاف و شفاف ہے لیکن جس کسی رنگ کی شئے اُس کے قریب رکھ دی جائے وہ اسی رنگ کو اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح نیابت سے شخصی روح میں اذیت کا احساس ہوتا ہے، ربط کے مفقود ہو جانے پر نجات کا حصول ہو جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۔ ایک بار ازالہ ہو جانے پر بھی بازگشت ہونے سے مادی تدابیر کے ذریعہ اذیت سے خلاصی نہیں ہوتی۔

تشریح:۔ دُنیاوی زحمتیں بار بار آتی ہیں، ہر بار اُن کا تدارک کر دینے پر بھی اُن سے کلیتاً رہائی نہیں ملتی، مثلاً انسان کا بار بار بیمار پڑنا اور علاج معالجہ کروانا لہٰذا مادی تدابیر سے اذیتوں کا کلیتاً ازالہ نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۳۔ روزانہ تسکینِ اشتہا کی مثل اذیت کے انسداد کی سبیل کر لینے سے نجات کی تکمیل نہیں ہوتی۔

تشریح:۔ مادی تدابیر سے اذیت کا قطعی انسداد نہیں ہوتا، جو ذہنی راحت ملتی ہے۔ وہ تسکینِ اشتہا کی مثل ہے۔ اسی طرح زندگی میں خواہشات کی اعادت سے جو اذیتیں پیدا ہوتی ہیں ان کو بار بار دفع کرنا پڑتا ہے۔ اس پر بھی ان کا قلع قمع نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۴۔ سراسر تدارک ہونا ممکن نہ ہونے سے، ممکن ہونے پر بھی امکان بنا رہنے سے جو کوئی درست حالت کا جائزہ لینے میں ہوشیار ہیں ان کو ترک کرنا چاہیئے

تشریح:۔ مادی تدابیر سے اذیت کا سراسر تدارک ہونا ناممکن ہے

اور اگر ممکن بھی ہو تب بھی اذیت کے ہونے کا امکان تو بنا ہی رہتا ہے مثلاً جو گناہ انتقام کی آگ بجھانے کے لیے کیا جاتا ہے اس کے ثمرہ صورت بھی اذیت کا حصول ہوتا ہے۔ اس لیے اربابِ فہم و دانش کے لیے مادی تدابیر قابلِ رد و ترک ہیں۔

جامع کلمہ ۵۔ نجات کی فضیلت سے بھی اس کے سب سے افضل ہونے میں کلام ربانی کی شہادت ہونے سے۔

تشریح :۔ دنیاوی آرام و آسائش مادی تدابیر سے ممکن الحصول ہیں لیکن ان سب سے افضل نجات حاصل کرنا ہے۔ کیوں کہ دنیاوی آسائش اگرچہ راحت صورت معلوم پڑتی ہے تاہم انجام کار وہ اذیت وہ ہی ہے۔ دراصل نجات ہی راحت صورت ہے۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔

بے شک جو جسم دار ہے اس کے لیے اذیت و راحت کا اتلاف نہیں ہے۔ لاجسم یعنی جسم کے پندار سے مبرّا جو نجات کا حصول کیے ہوئے مرتاض ہے اس کو اذیت و راحت کا لمس تک نہیں ہوتا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مادی تدابیر سے اذیت کا سراسر اتلاف نہیں ہوتا تو کیا شعائر کی ادائیگی وغیرہ نیک اعمال سے ایسا ہو جائے گا؟ اس کا جواب اگلے جامع کلمہ میں دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۶۔ دونوں میں کوئی ندرت نہیں۔

تشریح :۔ دونوں یعنی مادی تدابیر جن کا ماحصل صریح ہے اور صحائف میں بیان کردہ نیک اعمال کا ثمرہ مثلاً وعید جنت وغیرہ۔ ان دونوں ہی سے اذیت کا قطعی ازالہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ان دونوں میں کوئی ندرت نہیں ہے، نجات کے لیے علم تمیز یعنی حق و باطل کے فرق کی تمیز ہی اہم تدبیر ہے۔ اذیت کا اتلاف اس کی اساس جہل کے اتلاف ہی سے ہوتا ہے۔ ورنہ کسی دیگر تدبیر سے نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۷۔ فطرت سے پابند کو تکمیلِ نجات کی تلقین کی ہدایت نہیں ہے

تشریح :۔ اگر شخصی روح فطرتاً پابند ہوتی تب اس کا رجحان اذیت کی جانب ہوتا اور اس کے لیے حصول نجات کی مزاولت کا ضابطہ ہی نہ ہوتا، چوں کہ فطری فعل

متعلقہ فاعل سے منسلک ہوتا ہے، اس لیے جب تک فاعل کا اتلاف نہیں ہوتا تب تک اس کے فعل متعلقہ کا اتلاف بھی نہیں ہوتا۔ مثلاً حرارت اور آتش کا جداگانہ تصور ناممکن ہے۔ اسی طرح اگر شخصی رُوح میں پابندی فطری ہوتی تو اُس کی نجات ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا، لیکن شخصی رُوح میں پابندی یعنی ربطِ اذیت فطری نہیں ہے ہر کوئی راحت کا خواہش مند ہے، اذیت کوئی نہیں چاہتا، مزید برآں شخصی رُوح واجب الوجود ہستی مطلق کا پرتو ہے۔ اور ذاتِ مطلق حق، شعور اور کیف باللذات ہے۔ اس سے بھی یہی تجزیہ ہوتا ہے کہ شخصی رُوح فطرتاً اذیت پسند نہیں لیکن وہ جہل کے ربط سے پابند ہو کر رہ گئی ہے۔

جامع کلمہ ۸۔ فطرت کے اتلاف پذیر نہ ہونے سے مزاولت کی خصوصیت غیر مستند ہو گی۔

تشریح:۔ فطرت اتلاف پذیر نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر شخصی رُوح میں پابندی کا ہونا فطری تسلیم کر لیا جائے تو نجات کی احتیاج نہ ہو گی اور کلام ربّانی میں نجات کے لیے ہدایت کردہ مزاولت کے لاحاصل ہو جانے کی وجہ سے وہ کلام مستند نہیں رہے گا۔ لیکن اس کے برعکس کلام ربانی میں تلقین کردہ طریقِ نجات مستند ہے۔ لہٰذا شخصی رُوح میں پابندی کا ہونا فطری عمل نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۹۔ جو نہیں ہو سکتا اس میں تلقین کی ہدایت نہیں ہے۔ تلقین کیے گئے میں بھی تلقین نہیں ہے۔

تشریح:۔ جس کا ہونا ممکن نہیں ہے اس میں تلقین کی ہدایت نہیں ہے اور اگر اُس کی تلقین کی بھی جائے تو بھی لاحاصل ہونے سے وہ تلقین ہی نہیں ہے، یہ محض قبل کے جامع کلمہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے تاکیدی بیان ہے۔

جامع کلمہ ۱۰۔ سفید لوح یا تخم کی مثل

تشریح۔ قدرتی سفید لوح کی سفیدی پر رنگ کر دینے سے اور تخم کی نمو ہونے کی فطری صلاحیت اس کو بریاں کرنے سے مفقود ہو جاتی ہے۔ اگر اسی طرح شخصی رُوح میں فطری پابندی کا ہونا اور دور ہو جانا ممکن تسلیم کر لیا جائے، تب؛ جواب

جامع کلمہ ۱۱۔ صلاحیت کے پیدا ہونے اور نہ ہونے سے جو نہیں ہو سکتا اُس میں

تختی کو صاف کر دینے سے سفیدی پھر نکل آتی ہے، جیسا کہ قبل میں بیان کیا جا چکا ہے کہ شخصی رُوح میں احساس اذیت جہل کی وجہ سے ہے اس کا خاصہ طبیعی نہیں ہے شخصی رُوح میں اذیت کی صلاحیت مفقود ہو جانا نجات نہیں ہے۔ اذیت کا کلیتاً مفقود ہونا ہی نجات ہے۔ تخم میں نمودگی کی صلاحیت خلقی ہے، اس لیے تخم کو بریاں کرنے یا پیس دیئے جانے سے نمودگی کی صلاحیت مفقود ہو جاتی ہے کیوں کہ فاعل کا اتلاف ہو جانے سے اُس کے فعل متعلقہ کا بھی اتلاف ہو جاتا ہے۔ مزید برآں لوح اور تخم دونوں مادّی اشیاء ہیں جبکہ شخصی روح غیر مادّی ہے۔ اس لیے یہ مثالیں قابلِ اطلاق نہیں ہیں۔

جامع کلمہ ۱۲۔ زماں کے واسطہ سے نہیں ہے، محیط اور دوامی کا رابطہ سب کے ساتھ ہوتے ہے۔

تشریح:۔ اگر شخصی رُوح میں پابندی کا ہونا فطری تسلیم نہ کر کے اس کے محرک زماں کو تسلیم کر لیا جائے تب بھی شخصی رُوح کو پابندی نہیں ہو سکتی، کیوں کہ زماں محیط اور دوامی ہے۔ اس لیے اس کا علاقہ بلا امتیاز نجات یافتہ اور غیر نجات یافتہ جملہ مخلوقات کے ساتھ رہتا ہے۔ اُس صورت میں نجات کا حصول ناممکن ہونا چاہیئے۔ جو کہ ایک بے دلیل صورت ہوگی، شخصی رُوح میں پابندی محض عقل موہوم کی نیابت سے ہے۔

جامع ۱۳۔ اسی وجہ سے مکاں کے تلازم سے بھی نہیں۔

تشریح:۔ اس ضمن میں زماں کی بابت بیان کردہ وجوہات کا اطلاق مناسب تغیر و تبدل کے ساتھ مکاں کے معاملہ میں بھی ہوتا ہے۔ اس لئے مکاں کے تلازم سے بھی شخصی رُوح میں پابندی نہیں ہو سکتی۔

جامع کلمہ ۱۴۔ کیفیت سے نہیں ہے، وہ جسم کا فعل متعلقہ ہے۔

تشریح:۔ کیفیت سے بھی شخصی رُوح کو پابندی ہونا تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ کیفیت مادی جسم کا خاصّہ طبیعی ہے نہ کہ غیر مادّی شخصی روح کا، اس لیے ایک کا خاصّہ طبیعی دوسرے کی پابندی کا سبب نہیں ہو سکتا، ورنہ نجات یافتہ کو بھی پابندی ہونے کا امکان ہوگا۔ اور نجات ممکن نہ ہوگی،

جامع کلمہ ۱۵۔ یہ شخصی رُوح غیر منسلک ہے۔
تشریح:۔ اگر شخصی رُوح میں بھی کیفیت کا ہونا تسلیم کر لیا جائے تو کیا عیب ہے؟ مزید برآں جسم اور شخصی رُوح کا اتصال ہے۔ ایسی صورت میں شخصی رُوح غیر منسلک کیوں کر ہوئی؟ لیکن محض اتصال ہونے سے اتحاد نہیں ہو جاتا، مثلاً پانی اور کنول میں ایک ترکیب کی صورت ہے تب بھی کنول کے پھول کا پانی کے ساتھ اتحاد نہیں ہوتا۔ شخصی رُوح بھی اسی طرح غیر منسلک ہے۔
جامع کلمہ ۱۶۔ فعل سے دیگر کا فعل متعلقہ ہونے سے اور زائد الموضوع عمل سے نہیں ہے۔
تشریح:۔ فعل قلب کا خاصّہ طبیعی ہے۔ اس لیے فعل شخصی رُوح کا فعل متعلقہ نہیں ہے۔ چنانچہ شخصی رُوح کو فعل سے سے پابندی کا حصول نہیں ہو سکتا مزید برآں نہایت وابستگی یعنی پابندی افعال کا از حد تعلق ہونے سے بھی شخصی رُوح کو فعل سے پابندی ہونے کی دلالت نہیں ہوتی۔ افعال کے تاثرات تحلیل یعنی قیامت کی کیفیت کے دوران بنے رہتے ہیں، لیکن علّت میں جذب رہنے کی وجہ سے اذیت و راحت کا احساس دینے کے لیے غیر موثر ہوتے ہیں۔ فعل سے پابندی ہونا تسلیم کر لینے سے تحلیل کی کیفیت کے دوران بھی ربط صورت اذیت سے پابندی کا حصول ہوگا لیکن ایسا ہونے کی دلالت نہیں ہوتی اس لیے اس صورت میں بھی فعل سے پابندی نہیں ہے اگر متلازم زماں کی التوا سے یہ تصور کر لیا جائے کہ تحلیل کے دوران پابندی کا ہونا محض ملتوی ہوا ہے تو زماں کے واسطے پابندی ہونا پہلے سے ردّ کیا جا چکا ہے۔
سوال۔ اگر زماں وغیرہ کوئی بھی شخصی رُوح کی پابندی کا سبب نہیں ہے تو قلب ہی کو ربط صورت اذیت سے پابندی ہونا تسلیم کر لینا چاہیئے۔ شخصی رُوح کے پابند ہونے کی قیاس آرائی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جواب۔
جامع کلمہ ۱۷۔ دیگر کا خاصّہ طبیعی ہونے سے گوناگوں احساساتِ راحت و اذیت کی دلالت نہ ہوگی،
تشریح:۔ اگر ربط صورت اذیت سے پابندی ہونا محض قلب ہی میں

تسلیم کر لیا جائے تو شخصی رُوح کے علاوہ کے بغیر اذیت کا احساس ہونا تسلیم کرنے میں ناظم کا فقدان ہوگا۔ اُس صورت میں اذیت اور راحت کے احساسات کا اختلاف جو جملہ مخلوقات میں ہوتا ہے وہ نہ ہوگا۔ لیکن درحقیقت جس کو اذیت کا احساس ہوتا ہے اُسی کو راحت کا احساس بھی ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ احساسات کا کوئی ناظم بھی ہے اور احساسات کی گونا گونی بھی ہے لہٰذا اذیت وغیرہ کی پابندی شخصی رُوح میں کیفیت قلب کی نیابت سے ہے۔ اُس کی ماہیت سے نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۸۔ علتِ اولی (قدرت) کی وجہ سے نہیں ہوتی، اُس کے بھی دستِ نگر ہونے سے

تشریح:۔ علتِ اولی اور شخصی رُوح کا اتصال دیگر کے دستِ نگری سے اختیاری نہیں ہے۔ اس کا بیان آگے کیا جائے گا۔ اگرچہ علتِ اولی منفرداً پابندی کا سبب نہیں ہے، تاہم نیابت سے اس کا ربط بھی پابندی کا سبب ہے، جیسا کہ اگلے جامع کلمہ میں بیان کیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۱۹۔ ازلی پاک غیر مادی، غیر متعلق ماہیت کا تلازم سے بری ہونے سے تلازم نہیں ہے۔

تشریح:۔ شخصی رُوح ازلی پاک، غیر مادی، غیر متعلق ماہیت والی ہے اس لیے اُس کا تلازم علتِ اولی کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اس طرح علتِ اولی کی وجہ سے پابندی کی مناسبت نہیں ہے، تاہم جب تک علتِ اولی کا ربط رہتا ہے ضمناً شخصی رُوح کا پابند ہونا معلوم پڑتا ہے۔

شخصی روح میں پابندی نہ فطری ہے نہ علتی ہے۔ وہ تو محض نیابت سے ہے۔ مثلاً آتش کے ربط سے آہن میں حرارت سرایت کر جاتی ہے، اُسی طرح شخصی رُوح میں عوضی پابندی ہے۔ چراغ کے شعلہ کی مانند کیفیات قلب جو اذیت کا سبب ہیں اُن کا اتلاف ہونے سے اُن کے افعال متعلقہ اذیت، خواہش وغیرہ کا اتلاف ہونا ممکن ہوتا ہے۔ علتِ اولی کے انفعال سے شخصی رُوح کی عوضی پابندی کا خاتمہ ہو جاتا ہے یہی نجات ہے۔

اب اس عقیدہ کی پابندی محض وقوف باطل یا جہل سے ہے، تردید کی جاتی ہے۔

جامع کلمہ ۲۰۔ لاشئ سے پابندی کا ربط نہ ہونے سے جہل سے بھی نہیں ہے۔

تشریح:۔ سانکھیہ نے جہل یعنی لاعلمی کو لاشئ تسلیم کیا ہے جس طرح خواب میں کوئی اپنے آپ کو رسیوں سے جکڑا ہوا پاتا ہے لیکن یہ عیاں نہیں ہوسکتا اسی طرح جہل چوں کہ لاشئ ہے اس سے شخصی روح کو پابندی ہونے کی دلالت نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۲۱۔ شئے ہونے سے نظریہ مسترد ہوتا ہے۔

تشریح:۔ توحید پرست جہل کو موہوم تسلیم کرتے ہیں، اگر جہل کو شئے تسلیم کرلیا جائے تو اُن کا وہ دعویٰ باطل ہوجاتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۲۔ اور مختلف نوعیت کا ہونے سے ثنویت کی دلالت ہے۔

تشریح:۔ اگر جہل کا شئے ہونا قبول کرلیا جائے تو یہ بھی مدلل نہیں ہے جہل سے پیدا ہونے والی آگاہی عارضی اور مغالطہ دہ ہوتی ہے اس لیے وہ علم سے پیدا ہونے والی حقیقی آگاہی سے مختلف نوعیت کی ہوتی ہے۔ اسی مغالطہ سے سانپ دکھائی دیتی ہے اور مغالطہ دُور ہوجانے پر وہ رسی ہی نظر آنے لگتی ہے جہل کو شئے تسلیم کرنے سے ثنویت مثبت ہوگی جو توحید کے نظریہ سے ایک صورت تضاد ہوگی، مزید برآں علم سے ہونے والی آگاہی نجات کا سبب ہے اور جہل کی تخلیق دُنیادی موضوعات کی جانب رغبت اور پابندی کا باعث ہے۔

جامع کلمہ ۲۳۔ اگر دونوں صورتوں سے تسلیم کرلیا جائے تو تضاد ہے۔

تشریح:۔ اگر جہل کو حقیقی اور غیر حقیقی دونوں صورتوں سے تسلیم کرلیا جائے تو تضاد کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ وہی حقیقی اور وہی غیر حقیقی ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔

جامع کلمہ ۲۴۔ شناخت نہ ہونے سے اُس طرح کا موضوع نہیں ہے۔

تشریح:۔ وہی حقیقی و غیر حقیقی ہو ایسا کوئی موضوع ہونا شناخت نہ ہونے سے یہ تسلیم قابلِ قبول نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۲۵۔ ویشیشک وغیرہ فلسفہ کی مثل ہم شش مادّوں کے مباحث نہیں ہیں۔

تشریح:۔ ویشیشک فلسفہ کی رُو سے مادّہ کی شش اقسام جوہر، وصف فعل، نوع، امتیاز اور لزوم تسلیم کی گئی ہیں، لیکن سانکھیہ میں تقسیم کی ترتیب نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۲۶۔ مرتب شدہ نہ ہونے سے بھی متضاد دلیل کی گرفت نہیں ہوتی ورنہ طفل اور دیوانہ وشش ہوگا۔

تشریح:۔ مرتب شدہ موضوع نہ بھی ہو تب بھی وہی حقیقی اور وہی غیر حقیقی ہونا معقول نہیں ہے۔ اُس کی گرفت ہی نہیں ہوسکتی اگر کوشش کی بھی جائے تو طفل اور دیوانہ وشش صحیح وغلط دونوں کی قبولیت ہوگی جو لاحاصل ہے۔

جامع کلمہ ۲۷۔ اس کو ابدی موضوع سے رغبت کی وجہ سے بھی نہیں ہے۔

تشریح:۔ شخصی رُوح کو جو ابدی اور ازلی موضوع سے رغبت کا ہونا ہے اُس سے بھی پابندی کا ہونا ممکن نہیں ہوتا اس کی وجہ اگلے جامع کلمہ میں بیان کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۲۸:۔ مکان کا تفاوت ہونے سے آگرہ اور پٹنہ کے باشندگان کی مثل، باطنی وخارجی دونوں میں راغب ــــــ مرغوب کی ترتیب نہیں ہوتی۔

تشریح:۔ جسم کے اندر مقیم رُوح کی باطنی موضوعات کے ساتھ ہی راغب ــ مرغوب کی ترتیب ہوسکتی ہے۔ ورنہ رُوح اور خارجی موضوعات میں مکان کا تفاوت ہونے سے دونوں کا اتصال نہیں ہوسکتا۔ جس طرح آگرہ اور پٹنہ کے باشندگان کا آپسی ربط نہیں ہوتا۔ تعلق ہونے سے ہی وابستگی دیکھی جاتی ہے مثلاً بلور کے نزدیک کسی رنگین شئے پھول وغیرہ رکھ دینے سے دونوں میں وابستگی ہو جاتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ جس طرح حواس کو مقام موضوع پر جانے سے ربط ہو جاتا ہے اور دُنیوی معاملات سے وابستگی ہو جاتی ہے اسی طرح رُوح کی وابستگی کا ہونا

بھی معقول ہوگا، اس کا تصفیہ اگلے جامع کلمہ میں کیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۲۹۔ دونوں کو ایک ہی جگہ پر دستیاب ہونے والے میں وابستگی ہونے سے، باقاعدگی نہ ہوگی،

تشریح:۔ حواس کی مثل اگر شخصی رُوح کا بھی موضوع کے مقام پر جانا اور اُس سے ربط ہونا تسلیم کر لیا جائے تو پابند اور رستگار دونوں کی شخصی ارواح کو ایک ہی جگہ پر جہاں موضوع دستیاب ہے، دُنیاوی موضوعات سے وابستگی کا حصول ہوگا۔ یہ صورت حال خلاف معمول ہوگی، کیوں کہ اُس صورت میں رستگار کو بھی دنیوی پابندی کا حصول ہونا تسلیم کرنا ہوگا۔

جامع کلمہ ۳۰:۔ اگر مکانات کے تحت ہو، تب؟

تشریح:۔ موضوعات کو لمحاتی تسلیم کرنے والوں کا یہ شک کہ اگر جگہ کا علاقہ ہونے اور اُسی موضوع کا اتصال ہونے پر بھی وابستگی کا ہونا مکانات کے تحت تسلیم کر لیا جائے۔ تو کیا اعتراض ہے؟ اس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۳۱۔ دونوں میں ہم وقتی اتصال نہ ہونے سے مستحق احسان۔ محسن ترتیب نہ ہوگی۔

تشریح:۔ ایک ہی وقت میں فاعل اور متلذذ نہ ہونے سے دونوں میں مستحق احسان محسن ترتیب نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فاعل، متوجہ جو مکانات ہے اُس سے متلذذ۔ متوجہ موضوعاتِ عالم کی وابستگی کا ہونا غیر ممکن ہے۔

جامع کلمہ ۳۲۔ اگر پسر کے لیے فعل کی مثل ہو، تب؟

تشریح:۔ جس طرح والدین میں مقیم (ولادت سے قبل) جو پسر ہے اُس کے لیے جو خیرات دی جاتی ہے اُس سے اس کو مدد ملتی ہے۔ اسی طرح کسی دیگر پشت پناہ کے مکانات کے عمل سے دُنیاوی موضوعات میں وابستگی ہونا تسلیم کر لیا جائے تب؟

جامع کلمہ ۳۳۔ اُن میں جو وضع حمل وغیرہ کے تاثرات کا حصول کرتی ہے ایسی ایک اُستوار رُوح نہیں ہے۔

تشریح:۔ عارضیت کے پیروؤں کے نظریہ میں وضع حمل سے شروع ہو کر ولادت

تک ایک اُستوار روح کا تصوّر نہیں ہے، اس لیے اُن کے نظریہ میں والدین مقیم پسر کی اعانت کا ہونا فی الواقع نہیں ہے۔ لہٰذا مذکورہ مثال غیر مصدقہ ہے۔

جامع کلمہ ۴۴۔ دوامی عمل کی تکمیل کی دلالت نہ ہونے سے لمحاتی ہونا ہے۔

تشریح:۔ دوامی عمل کی تکمیل کی دلالت نہ ہونے سے پابندی کا بھی عارضی ہونا ثبت ہوتا ہے، چراغ کے شعلہ کی مثل ترتیب کے سبب سے پابندی کا لمحاتی ہونا ہے۔ اگر ایسا تسلیم کر لیا جائے، تب؟ اس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۴۵۔ نہیں، اکتسابی علم سے تردید ہونے سے

تشریح:۔ جس کا موضوع کا علم ماضی میں ہو چکا ہو اُس کو حال میں جانتے سے کر یہ وہی ہے، ایسا علم اکتسابی علم کہلاتا ہے جو میں نے قبل میں دیکھا تھا اب اُسی کو چھو رہا ہوں اس اکتسابی علم سے اُستوار ہونا ثبت اور لمحاتی اور عارضی ہونے کی تردید ہو جانے سے موضوعات لمحاتی نہیں ہیں۔ چراغ کے شعلہ میں لاشمار لطیف لمحات کا اجتماع ہونے سے اُسے لمحاتی تسلیم کرنا محض وہم ہے۔

جامع کلمہ ۴۶۔ کلام ربانی اور منطق کی رُو سے عدم مطابقت ہونے سے بھی۔

تشریح:۔ کلام ربانی اور استدلال کی رُو سے عدم مطابقت ہونے کی وجہ سے کائنات کا لمحاتی ہونا نہیں پایا جاتا

کلام ربانی میں کہا ہے۔

"اے ماہ رُو! یہ کائنات تخلیق سے قبل بھی وجود رکھتی تھی قبل از اں یہ تاریکی صورت ہی تھی یعنی لطیف علّت صورت تھی اور خورشید وغیرہ کی روشنی سے تہی ہونے سے غیر مرئی تھی ..." [چھندوگیہ اُپنشد ۲/۶/۱]

لہٰذا کلام ربانی کے مطابق عارضی ہونے کی دلالت نہیں ہے۔ علّت۔ معلول صورت جملہ کائنات کا لمحاتی ہونا استخراج سے عدم مطابقت رکھنے سے اور لا وجود سے وجود کا ہونا خارج از امکان ہونے سے، اس عارضی ہونا تصدیق

سے مثبت نہیں ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۳۷۔ تمثیل سے لمحاتی ہونا ثبت نہ ہونے سے۔

تشریح۔ چراغ کے شعلہ میں لاشمار لطیف لمحات کا اتصال ہونے سے لمحاتی ہونا ثبت نہیں ہوتا۔ لہٰذا تمثیل سے کائنات کے لمحاتی ہونے کا استخراج نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۳۸۔ دونوں کے ایک ہی وقت میں پیدا ہونے سے علت معلول کی ترتیب نہیں ہو سکتی۔

تشریح۔ قبل میں علت کا وجود ہونے ہی سے معلول کا صدور ہوتا ہے دونوں کے ایک ساتھ پیدا ہونے سے علت، معلول ترتیب نہیں ہو سکتی۔ علت کے بغیر معلول کا صدور نہیں ہو سکتا اور تسلسل سے علت کے بعد دیگر لمحات میں معلول صدور ہونا لمحاتی نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہونا تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی عارضیت کے حامیوں کے نظریہ سے معلول کا ہونا ثبت نہیں ہو سکتا۔ کیوں نہیں ہو سکتا؟ اس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۳۹۔ قبل کے کا اتلاف ہونے سے بعد کے اتصال نہ ہونے سے۔

تشریح۔ لمحاتی ہونے سے قبل میں جو علت ہے، اُس کا اتلاف ہو جائے گا اور بعد میں جو معلول ہے اُن دونوں کا باہمی اتصال نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا لمحاتی ہونے کی صورت میں معلول کا صدور ہونا اور علت، معلول ترتیب ہونا ممکن نہیں ہوتے کیوں کہ علت غائی کے تابع ہونے ہی سے معلول کا احساس ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۴۰۔ اس کی ترتیب وجود سے اُس کا اتصال نہ ہونے سے دونوں میں ناقص سبب ہونے سے بھی نہیں ہو سکتا۔

تشریح۔ اگر قبل کے وقت جو ترتیب وجود ہے، اُس کا بعد والے کے ساتھ رشتہ نہیں ہے۔ تو ناقص سبب کی وجہ سے بھی علت معلول ترتیب نہیں ہو سکتی جب حصول ہوتا ہے تو ما حصل کا صدور ہوتا ہے۔ ورنہ نہیں چنانچہ حصول و ما حصل اور تحلیلی ترکیبی اسلوب سے علت، معلول ترتیب کی قبولیت ہوتی ہے، لمحاتی ہونے کی صورت میں حصول اور ما حصل دونوں کے

سلسلہ وار ہونے سے اور تحلیلی ترکیبی اسلوب میں ناقص سبب ہونے سے علت۔ معلول ترتیب کی تکمیل نہیں ہوتی،

جامع کلمہ ۱۴: قبل کی ترتیب وجود سے قاعدہ نہیں ہے۔

تشریح:۔ اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ علتِ فاعلی کی مثل علت مادی کا بھی محض قبل کی ترتیب وجود سے علت ہونا اختیار کر لیا جائے، تب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ محض قبل کی ترتیب وجود سے حصول ہونے کا قاعدہ نہیں ہے۔ اور علتِ فاعلی کا بھی محض قبل کی ترتیب وجود ہونا مخصوص نہیں ہے، اس ضمن میں خصوصیت علت۔ معلول ترتیب کی احتیاج ہے۔

بعض دہریئے یہ کہتے ہیں پابندی بھی محض وقوف باطل ہونے سے خواب کے موضوعات کی مثل ہی ہے۔

چنانچہ پابندی کے کلیتاً موہوم ہونے کا کوئی سبب نہیں، اس نظریہ کی تردید کی جاتی ہے۔

جامع کلمہ ۴۲۔ خارجی عالم کی آگاہی ہونے سے محض وقوفِ باطل سے نہیں ۔

تشریح:۔ محض وقوفِ باطل ہی اصلیت نہیں ہے کیوں کہ وقوف باطل کی مانند خارجی موضوعات کی آگاہی بھی ہوتی ہے۔ خارجی عالم کی آگاہی کا سبب بیان کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۴۳، اُس صورت میں اُس کے فقدان اس کے فقدان سے خالی پن ہوگا۔

تشریح:۔ عالم خارجی کا فقدان ہونے سے محض خالی پن ہوگا۔ اور وقوف باطل بھی نہ رہے گا۔ کیوں کہ اگر کچھ قابلِ ادراک ہوگا تب ہی تو وقوفِ باطل ہونا ممکن ہوگا۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ کلام ربانی اور منقولات و روایات کی رو سے وقوفِ باطل کے وجود کی تصدیق ہوتی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُن ہدایا کا مقصد محض فرمانروائی، روحانیت میں عالم خارجی کی اُس حالت کو جس میں وقوفِ باطل کا وفور ہے رد کرنا ہے نہ کہ معمول کے کائناتی وجود کی حالت

کو نا قبول کرتا ہے۔

جامع کلمہ ۴۴:۔ لاشیئت ہی حقیقت ہے۔ اتلاف شئے کا خاصہ طبعی ہونے سے کون، دہستی، اتلاف کا حصول کرتا ہے۔

تشریح:۔ جملہ مخلوقات فنا پذیر ہیں اس لیے لاشیئت ہی حقیقت ہے ابتداء میں کُل موجودات کا صدور عدم سے ہوتا ہے اور آخر وہ عدم ہی میں چلے جاتے ہیں۔ درمیان میں وہ لمحاتی ہوتے ہیں اس لیے خواب کے موضوعات کی مثل دوامی ہونے کا محض فریب ہے اور پابندی دائمی نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۴۵:۔ محض نادانوں کا انکار ہے۔

تشریح:۔ لاشیئت کا ثبوت اختیار کرنے ہی سے نیستی کا دعویٰ اکھڑ جاتا ہے اور ثبوت اختیار نہ کرنے سے اُس کے بغیر لاشیئت مثبت نہیں ہوتی۔ اتلاف کا سبب نہ رہنے سے جزویات سے ہی ہی مادوں کا تلف ہونا ممکن نہ ہونے سے، عملیات کا اتلاف بھی مثبت نہیں ہوتا۔ اس لیے لابیکر لاشیئت کی ترتیب قبول کرنے سے تلف ہونا و نیستی مثبت نہیں ہوتے۔ اگر لمحاتی اتلاف ہی نظم عالم تسلیم کر لیا جائے تب بھی پابندی کا اتلاف ہی کلیتاً نجات ہونا، اغلب ہے۔ کیوں کہ پابندی کی زحمت کی تمنا لمحاتی طور پر بھی کبھی نہیں ہوتی

جامع کلمہ ۴۶:۔ دونوں پہلوؤں کی تائید مماثل ہونے سے یہ بھی۔

تشریح:۔ لمحاتی ہونا اور وقوف باطل عالم خارجی دونوں کے مسترد ہونے کے اسباب مماثل ہونے سے یہ بھی یعنی محض وقوف باطل کا ضمن بھی رد ہوتا ہے لمحاتی پہلو اور انکار کائنات کی تردید کے اسباب کلام ربانی سے اکتساب کردہ علم سے مثبت ہیں، چنانچہ محض وقوف باطل پہلو کی تردید کے اسباب عالم خارجی کی آگاہی وغیرہ جو انکار کائنات کے مماثل ہیں اُن کا بھی اتلاف ہو جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۴۷:۔ دونوں طرح سے کلیتاً نجات کا نہ ہونا۔

تشریح:۔ خواہ اپنی ذات ہو یا اُس کے علاوہ ہو دونوں طرح سے

لاشیئت سے کلیتاً نجات ہونا غیر ممکن ہے۔ برقرار راحت و اذیت وغیرہ موضوعات
ہی کلیتاً نجات ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۴۸ :- نقل و حرکت کی خصوصیت سے نہیں ہے

تشریح :- اگر یہ کہا جائے کہ شخصی رُوح کی پابندی کا سبب جان
کی جسم میں آمد و رفت کی نقل و حرکت کی خصوصیت سے ہے، تو ایسا نہیں
ہے۔

جامع کلمہ ۴۹ — حرکت سے مبرّا کے لیے ناممکن العمل ہونے سے

تشریح :- حرکت سے مبرّا، محیط، معمور اور لاہئیت شخصی رُوح جو واجب الوجود
کا پرتو ہے اُس میں جنبش ہونا ناممکن العمل ہے۔ لہٰذا نقل و حرکت کی
خصوصیت کو اُس سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کلام ربانی اور منقولات در وایات کی رُو سے
رُوح کی نقل و حرکت اس عالم اور آخرت میں ہوتی ہے۔ لہٰذا شخصی ارواح
محدود و معین ہیں، لاہئیت و محیط نہیں ہیں؟

جامع کلمہ ۵۰ :- مجسم ہونے میں سبُو وغیرہ کی مثل، مماثل فعل متعلقہ کا حصول
ہونے سے، قول تناقض ہوگا۔

تشریح :- اگر شخصی رُوح کو محدود مجسم تسلیم کر لیا جائے تو سبُو کی طرح اُس کا
تلف ہونا بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور یہ قول متناقض ہوگا لہٰذا یہ تسلیم کے قابل
نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۵۱ - نیابت کے ربط سے، خلا کی مثل نقل و حرکت کے مفہوم
میں کلام ربانی ہے۔

تشریح :- خلا معمور کل اور لاجزو ہے، اُس میں نقل و حرکت کا فقدان ہے
لیکن نیابت کے رشتہ سے سبُو کے اندر کا خلا اس کو ایک جگہ سے دوسری
جگہ لے جانے سے نقل و حرکت کرتا معلوم ہوتا ہے، دراصل سبُو کی نقل و حرکت ہوتی
ہے، خلا کی نہیں۔ ٹھیک اسی طرح کلام ربانی میں بیان کی گئی شخصی رُوح کی نقل
و حرکت نیابت کے رشتہ سے جسم کی وساطت سے ہے، علّتِ اولیٰ ایک صورت

عمل ہے اُس میں شیو کی مثل نقل و حرکت کا ہونا محض ایک ضمنی امر ہے۔
جامع کلمہ ۵۲۔ فعل سے بھی اُس کا خاصۂ طبیعی نہ ہونے سے۔
تشریح:۔ چوں کہ فعل شخصی رُوح کا خاصۂ طبیعی نہیں۔ اس لیے نامعلوم افعال یعنی جن کے وقوع پذیر ہونے کا علم نہیں ہے اُن سے شخصی رُوح کو پابندی کا حصول نہیں ہوتا۔ قبل ازیں امر و نہی کے معاملہ میں پابندی ہونے کی تردید کر چکے ہیں۔ یہاں غیب کی تفریق سے کہا گیا ہے۔ لہٰذا یہ اعادت نہیں ہے۔
جامع کلمہ ۵۳:۔ اور خاصۂ طبیعی ہونے سے زائد الموضوع ہوگا۔
تشریح:۔ پابندی اور پابندی کا سبب مختلف کا خاصۂ طبیعی ہونے سے زائد الموضوع نقص ہوگا کسی کے فعل سے اور کو بلا ضابطہ پابندی ہونا تسلیم کرنے سے نجات یافتہ کو بھی پابندی ہو جانے کا احتمال ہوگا۔ یہ قابلِ قبول نہیں ہے۔
جامع کلمہ ۵۴۔ اور برتر از صفات وغیرہ کلام ربّانی کی عدمِ مطابقت ہوگی
تشریح:۔ شخصی رُوح کو نیابت سے پابندی ہونا تسلیم نہ کرنے سے مندرجہ ذیل کلام ربّانی سے عدم مطابقت ہوگی۔
غیر مادّی شاہد محض برتر از صفات ہے وغیرہ وغیرہ۔ [شوتیا شوتر اُپنشد ۶/۱۱]
لہٰذا شخصی رُوح فطرت سے پابند نہیں ہے۔
جامع کلمہ ۵۵۔ اس کا اتصال بھی نا فہمی سے ہونے سے مماثلت نہیں ہے۔
تشریح:۔ اگر یہ شک پیدا ہو کہ علت اولی اور شخصی رُوح کے اتصال سے ہونے والی پابندی کو شخصی رُوح میں فطری کیوں نہ تسلیم کر لیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر شخصی رُوح میں پابندی کا ہونا فطری تسلیم کر لیا جائے تو اُس حالت میں وہی عیب آ پڑے آئے گا جو زماں وغیرہ کے بارے میں بیان کیا جا چکا ہے۔ یعنی نجات یافتہ کو بھی پابندی ہونے کا امکان ہوگا۔ چنانچہ علتِ اولی کا

شخصی رُوح کے ساتھ اتصال ہونا فطری نہیں بلکہ حق و باطل کے فرق کی تمیز سے نافہمی ہونے کے باعث ہے۔ علم تمیز یعنی حق و باطل کے فرق کی تمیز کا حصول ہونے سے نافہمی اور پابندی دونوں کا اتلاف ہو جاتا ہے۔

اب یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ علتِ اولی اور شخصی روح کے اتصال سے قبل ہی نہ ہونے سے نافہمی علتِ اولی و شخصی روح کا بلا تفریق آشکار ہونا نہیں ہے بلکہ محض علم تمیز کا احساسِ عدم وجودیت ہے۔ (کسی شئے کے صدور سے قبل جو اُس کا فقدان ہوتا ہے اُس کو احساسِ عدم وجودیت کہتے ہیں) اور نافہمی ہونا عقل کا خاصۂ طبعی ہے نہ کہ شخصی رُوح کا۔ اس طرح ایک کا خاصۂ طبعی دوسرے منسوب کردینے سے زائدالموضوع عیب پیدا ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نافہمی محض موضوعی رشتہ سے شخصی روح کا خاصۂ طبعی تسلیم کی جاتی ہے اور صورتِ تحلیل (دوران قیامت) جب موضوع کا تعلق نہیں ہوتا تو نافہمی بھی پابندی کا سبب نہیں ہوتی، چنانچہ علتِ اولی فہم صورت ہو کر جس شخصی رُوح کے لیے علم تمیز سے الگ ہو کر ظاہر نہیں ہوتی اُس میں اپنی کیفیت دیکھنے کے لیے اُس کو فہم صورت کر کے اتصال کا حصول کرتی ہے ایسی صورتِ ترتیب میں زائدالموضوع عیب نہیں ہوتا۔ اگر یہ شک ہو کہ راستی و ناراستی کی بندشِ افعال کے باعث پابندی کا ہونا تسلیم کر لینا چاہیئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نافہمی سے رغبت وغیرہ اور دیگر افعال کا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے نافہمی ہی مقدم طور پر پابندی کا سبب ہے۔

جامع کلمہ ۵۶۔ تاریکی کی مثل اس کا ازالہ مقررہ سبب سے ہوتا ہے۔

تشریح:۔ جس طرح تاریکی محض روشنی ہی سے دُور ہوتی ہے، اُسی طرح نافہمی کا ازالہ محض علم تمیز یعنی حق و باطل کے فرق کی تمیز سے ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۵۷۔ جوہر ابتدائی کی نافہمی سے دوسروں میں نافہمی ہوتی ہے، اُس کے تلف ہونے میں اتلاف ہے۔

تشریح:۔ نافہمی کی مقدم وجہ شخصی رُوح اور جوہر ابتدائی کا اتصال ہے، اُسی سے عقل وغیرہ میں نافہمی کا حصول ہوتا ہے۔ چنانچہ جب شخصی رُوح کو جوہر ابتدائی یعنی علتِ اولی سے جدا گانہ ہونے کا علم ہو جاتا ہے تو علت کا اتلاف ہو جاتے

سے جوہر ابتدائی کے عمل عقل وغیرہ میں پندار کا ظہور نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۵۸۔ قلب میں قیام ہونے سے محض بیان کرنا ہے، درحقیقت نہیں ہے۔

تشریح:۔ پابندی کا مقام قلب ہونے سے شخصی رُوح کو پابندی ہونا حقیقت نہیں محض بیان کرنے کو ہے۔ مثلاً بلور کا رنگ محض عکس سے سُرخ ہوتا ہے دراصل نہیں ہوتا۔ اس پر مزید بحث آگے کی گئی ہے۔

جامع کلمہ ۵۹۔ اطراف کی بابت مغالطہ کھائے ہوئے کی مثل آشکار کیے بغیر تفکر سے تردید نہیں ہوتی۔

تشریح:۔ اگرچہ شخصی رُوح کو پابندی محض کہنے کو ہے تاہم صریح کیے بغیر محض سماعت و فکر سے اُس کا ابطال نہیں ہوتا۔ مثلاً جب کسی کو اطراف کی بابت مغالطہ ہو جاتا ہے خواہ وہ محض کہنے کو ہو لیکن دراصل نہ ہو۔ تب بھی جب تک اُس کو اس امر کا احساس نہ ہو جائے محض کہتے سُنتے یا دلیل سے مغالطہ دُور نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۶۰۔ غیر مرئی اشیاء کا علم استخراج سے ہوتا ہے۔ مثلاً دھواں سے آتش کا۔

تشریح:۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ کثیف موضوعات مشاہدہ تو آنکھوں سے دیکھے جا سکتے ہیں لیکن لطیف غیر مرئی شخص رُوح، جوہر ابتدائی وغیرہ کا علم کس طرح ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو حواس سے مدرک نہ ہو اُس کا علم استخراج سے ہوتا ہے مثلاً کہیں دُور دھواں اُٹھتا دیکھ کر یہ استخراج ہوتا ہے۔ کہ وہاں آگ ہوگی۔

اب غیر مرئی موضوعات جو علت صورت ہیں اور جن کی آگاہی استخراج سے ہوتی ہے اُن کے عمل صورت موضوعات کا بیان کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۶۱:۔ ست، رج، تم (نور، حرکت، ٹھہراؤ) صفات کی جو مساوی حالت ہے وہ علتِ اولیٰ یا جوہر ابتدائی ہے۔ علتِ اولیٰ سے عنصر کبیر ہوتا ہے۔ عنصر کبیر سے پندار خودی یعنی حرکت اولیٰ ہوتی ہے پندار خودی سے اس کی خمسہ عنصری خاصیتیں اور دو قسم کے حواس، خمسہ عنصری خاصیتوں کے خمسہ

عناصرِ کثیف اور پچیسویں شخصی رُوح یا ذات ہے۔ یہ پچیس کی ابتدائی ترکیب ہے۔

تشریح:۔ ست (نُور) رج (حرکت) اور تم (ٹھہراؤ) ان تینوں صفات کے مساوی ہونے کی حالت قدرت یا علّتِ اولیٰ یا جوہرِ ابتدائی وغیرہ ہے۔ علّت اولیٰ کا عمل عنصرِ کبیر ہے۔ عنصرِ کبیر کا عمل پندارِ خودی یا حرکتِ اولیٰ ہے۔ پندارِ خودی سے خمسہ عنصری خاصیتیں سامعہ، لامسہ، باصرہ، ذائقہ اور شامہ، دو قسم کے دس خارجی حواس اور گیارہویں باطنی حاسہ قلب ان سولہ (۱۶) کا صُدور ہوتا ہے۔ دس خارجی حواس میں خمسہ علمی حواس کان، پوست، چشم، زبان، اور ناک ہیں اور خمسہ عملی یا فعالی حواس، ہاتھ پاؤں، مُنہ، مقامِ بول اور مقامِ براز ہیں، خمسہ عنصری خاصیتوں کے تغیّرات خمسہ عناصرِ کثیف خلا، باد، آتش، آب اور خاک ہیں۔ یہ کُل ملاکر چوبیس ہوتے ہیں اور پچیسویں شخصی رُوح یا ذات ہے اس طرح پچیس ابتدائی موضوعات کی ترکیب ہے۔ تمام صفات و افعال معمولاً انھیں میں شامل رہتے ہیں۔

جامع کلمہ ۲۶۔ کثیف سے اُس کی خمسہ عنصری خاصیتوں کا۔

تشریح:۔ خلا، باد، آتش، آب اور خاک یہ خمسہ عناصرِ کثیف ہیں یہ معلول صورت ہیں۔ اس سے یہ استخراج ہوتا ہے کہ پندارِ خودی کے عمل خمسہ عنصری خاصیتیں سامعہ، لامسہ، باصرہ، ذائقہ اور شامہ علی الترتیب خلا، باد، آتش، آب اور خاک عناصرِ کثیف کی علل ہیں۔

خلا سے اُس کی علّت عنصری خاصیت سامعہ کا استخراج ہوتا ہے، جس کثیف مادّہ میں خلا زیادہ ہوتا ہے۔ اُس سے زیادہ آواز پیدا ہوتی ہے۔ اور جس میں خلا کم ہوتا اس سے آواز بھی کم نکلتی ہے، مثلاً ڈھول سے آواز کا نکلنا کوئی بھی ٹھوس شئے سراسر خلا کے بغیر نہیں ہے اگر دھات لکڑی وغیرہ میں خلا نہ ہوتا تو اُن میں کیل وغیرہ نہ ٹھونکا جاسکتا اور نہ ہی جوہر (ایٹم) دب سکتے کہ کیل کے داخلے کے لیے خلا ملتا۔

باد سے اُس کی علّت عنصری خاصیت لامسہ کا استخراج ہوتا ہے۔ خلا لمس

سے تہی ہے اس لیے اُس کی وساطت سے لمس کا وقوف نہیں ہوتا المس کا وقوف اولاً باد ہی سے ہوتا ہے ۔ مزید جو جس سے کثیف ہے اُس میں جو اُس سے لطیف ہے، اُس کی عنصری خاصیت مخلوط رہتی ہے ۔ باد خلا سے کثیف ہے اُس میں خلا کی جو اُس سے لطیف ہے عنصری خاصیت سامعہ بھی رہتی ہے، لہٰذا باد کی اپنی عنصری خاصیت لامسہ ہے لیکن اُس میں سامعہ بھی رہتی ہے ۔

آتش سے اُس کی علت عنصری خاصیت باصرہ کا استخراج ہوتا ہے۔ آتش کے بغیر بصارت نہیں ہو سکتی، آتش میں باصرہ کے علاوہ، سامعہ اور لامسہ عنصری خاصیتیں بھی رہتی ہیں ۔

آب سے اُس کی علت عنصری خاصیت ذائقہ کا استخراج ہوتا ہے، پانی میں نمکین، شیریں وغیرہ ذائقہ ہونا صریحاً مثبت ہے۔ خلا، باد اور آتش میں ذائقہ نہیں ہوتا۔ لیکن آب میں ذائقہ کے علاوہ باصرہ، لامسہ، اور سامعہ عنصری خاصیتیں بھی ہوتی ہیں ۔

خاک سے اُس کی علت عنصری خاصیت شامّہ کا استخراج ہوتا ہے، آب میں ذائقہ کی مثل خاک میں بُو کا ہونا صریحاً مثبت ہے۔ خلا، باد، آتش، اور آب میں بُو کا قطعی ہونا مثبت نہیں ہے۔ خاک یا اُس کے کسی عمل کی وساطت کے بغیر بُو کی آگاہی نہیں ہوتی مثلاً پھول میں خوشبو کا ہونا۔ خاک میں اپنی خاصیت شامہ کے علاوہ ذائقہ، باصرہ، لامسہ اور سامعہ عنصری خاصیتیں بھی ہوتی ہیں۔

جامع کلمہ ۶۳۔ ظاہر و باطن اور اُن سے پندارِ خودی کا۔

تشریح:۔ معلول صورت خمسہ حواس علمی، گوش، پوست، چشم، زبان اور ناک، ظاہر یعنی آلہ صورت اور باطن یعنی قوت صورت اُن سے اور خمسہ عنصری خاصیتوں کی وساطت سے پندار خودی کا استخراج ہوتا ہے۔ مثلاً میرے کان سُن رہے ہیں، میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں، میرا جسم، فلاں میرا ہے وغیرہ وغیرہ اس آگاہی سے پندار خودی کا استخراج ہوتا ہے ۔

جامع کلمہ ۶۴۔ اُس سے حواس باطن کا ۔

تشریح:۔ اُس سے یعنی پندار خودی کے عمل سے عقل کا استخراج ہوتا ہے ۔

عقل کے بغیر پندار خودی کا ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ کیوں کہ تجزیہ کرنا عقل کی کیفیت اور پندار پندار خودی کی کیفیت ہے۔ پندار خودی تجزیہ کی کیفیت کے مسلسل ہوتا ہے، اگرچہ قلبی کیفیت ایک ہی ہے لیکن کیفیات کے اختلاف سے مختلف نام دیئے گئے ہیں۔ متخیلہ کیفیت قلب ہے، 'میں ہوں' کا احساس پندار خودی یا انانیت ہے۔ اور تجزیہ کی کیفیت عقل ہے۔ متخیلہ کیفیت اور پندار خودی عقل کی باطنی ترتیبات ہیں۔

جامع کلمہ ۶۵۔ اُس سے علّتِ اولی کا۔

تشریح :۔ اُس سے یعنی عنصر کبیر کے عمل اور استخراج کی دساطت سے سبب صورت علّتِ اولی کا وقوف ہوتا ہے۔ حواس باطن میں عقل رنج وراحت، دلی تعلق وغیرہ خواص طبیعی والی ہے۔ عمل صورت عقل کا علّت کے بغیر ظہور ہونا غیر ممکن ہے۔ چونکہ عمل علّت کے بغیر نہیں ہوتا اور علّت کے خاصّہ کے موافق ہی عمل کا خاصّہ ہوتا ہے اس لیے رنج وغم وراحت دلی تعلق خواص طبیعی کی وجہ سے جس کو علّت اولی لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس سے عنصر کبیر نام کے عمل عقل کے صدور کا استخراج ہوتا ہے اور عقل۔ عمل کے مُدرک ہونے سے اس کے سبب علّتِ اولی کا استخراج ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۶۶۔ ابتدائی اتصال برائے دیگر ہونے سے پُرش یعنی شخصی رُوح کا۔

تشریح :۔ ابتدائی اتصال جز دا در جُملہ نوعیت کا نہیں ہے۔ یہ معمولاً علّتِ اولی کا عمل ہے۔ علّتِ اولی اور اُس کے عمل برائے دیگر ہونے کے استخراج سے شخصی رُوح یا ذات یا پرش کی آگاہی ہوتی ہے علت اولی، عنصر کبیر وغیرہ دیگر مادی اشیاء مثلاً بستر، لوٹا وغیرہ کی مثل دوسرے کو احساس راحت واذیت اور نجات کا ثمرہ فراہم کرنے والے ہونے کی وجہ سے اُن کا دیگر کے ساتھ ابتدائی اتصال ہونا یہ استخراج کر کے علّت اولی سے ماورا در ربط سے برآ ذات یعنی شخصی روح کا ثبوت ملتا ہے کیوں کہ علّتِ اولی بذات خود وقوف صورت نہیں ہے۔ پُرش کے ربط ہی سے اُس میں عقل کا ظہور ہے۔ بغیر نور۔ بالذات اور شعور خاصّہ

طبیعی والا ہونے کے' مجھے راحت کا احساس ہو رہا ہے۔ اس آگاہی کا ہونا ممکن نہیں ہو سکتا جس کو بذاتِ خود یہ وقوف ہوتا ہے وہی شخصی رُوح یعنی ذات ہے۔ پُرش بھی اُسی کو کہتے ہیں۔

جامع کلمہ ٦٧۔ اصل میں اصل کے فقدان سے اصل سے تہی اصل ہے۔

تشریح:۔ شخصی رُوح کے علاوہ علّتِ اولی سمیت (٢٤) عناصر ہیں، علّتِ اولی سے مزید تیئس (٢٣) عناصر کی اساس جوہر ابتدائی ہے جو کہ علّتِ اولی ہی کی ایک صورت ہے جوہر ابتدائی کا اصل کچھ نہیں ہے۔ اس لیے اساسی جوہر ابتدائی کے اصل فقدان ہے اگر جوہر ابتدائی کا بھی اصل تسلیم کیا جائے تب اس طرح ایک ایک کا اصل تسلیم کرنے سے عدم استحکام کا عیب واقع ہوگا۔

اگر علّتِ اولی یا جوہر ابتدائی کو اصل بنیاد یا علتِ غائی تسلیم نہ کر کے جہل ہی کو کائنات کی بنیاد مان لیا جائے تب؟ اُس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ٦٨۔ مرتب مجموعہ ہونے سے ایک میں کُل کا اختتام ہوگا' علّتِ اولی محض ایک تقرر ہے۔

تشریح:۔ اگر مجموعہ یعنی سلسلہ متواترہ جہل کی بدولت تسلیم کر لیا جائے تو ذات کو کائنات کی علّتِ غائی تسلیم کرنا ہوگا۔ چوں کہ ذات غیر تغیر پذیر ہے۔ اس لیے جہل میں یا کسی دوامی سببِ کائنات میں اس مرتب مجموعہ کا فنا کُل ہونا لازم ہوگا۔ جس میں بھی اس کا اختتام ہوگا وہی دوامی علت اولی (قدرت) ہے۔ بہ الفاظِ دیگر علّتِ اولی بنیادی سببِ کائنات کی محض ایک دلالت ہے' اس لیے یہ لفظ ایک تقرر ہے۔

جامع کلمہ ٦٩۔ علّتِ اولی کے ضمن میں دونوں کا پلڑا برابر ہے۔

تشریح:۔ دونوں سے مُراد حامی اور مخالف ہے۔ علّتِ اولی کے بنیادی سبب ہونے کے لحاظ سے دونوں کے نظریات یکساں ہیں۔ اگر جس میں مرتب مجموعہ کا اختتام ہوتا ہے وہی علّتِ اولی ہے تو جہل کو بنیادی سبب اختیار کرنے سے بھی کوئی عدمِ مطابقت نہیں ہوگی، مزید برآں جہل علت اولی اور عقل میں شامل ہے کیوں کہ جہل موہوم آگاہی صورت ہونے سے عقل کا فعل متعلقہ ہے اور عقل علّتِ اولی کا

عمل ہے۔

جامع کلمہ ۔ ۷ ۔ تین درجات کے مستحقین ہونے سے ضابطہ نہیں ہے۔

تشریح :۔ ادنیٰ، درمیانہ اور اعلیٰ تین درجات کے مستحقین ہیں، ادنیٰ غیر معقول استدلال سے استخراج کرتا ہے۔ جو قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ درمیانہ درجہ کا حقیقی صورت کو ٹھیک ٹھیک اخذ نہیں کر پاتا۔ فقط اعلیٰ درجہ کے مستحقین ہی اس طرح کا غور و فکر کرسکتے ہیں، اس لیے ہر ایک کے لیے تفکر کرنے کا ضابطہ نہیں ہے۔ اس ضمن میں استحقاق ایک امرِ لازم ہے۔

اب عنصر کبیر اور پندار خودی کی ہئیت بیان کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۱ ۷ ۔ قلب، عنصر کبیر نام کا اولین عمل ہے۔

تشریح :۔ علتِ اولیٰ یا جوہرِ ابتدائی کا اولین عمل عنصر کبیر ہے۔ عنصر کبیر ہی غور و فکر کی کیفیت کے لحاظ سے قوت ممیزہ سے آراستہ قلب ہے۔ قلب کی تجزیہ کرنے والی کیفیت عقل ہے۔

جامع کلمہ ۲ ۷ ۔ اُس کے بعد پندار خودی ہے۔

تشریح :۔ اُس کے یعنی قلب کے بعد کیفیت پندار سے مزین جو عمل ہے وہ پندار خودی ہے۔

جامع کلمہ ۳ ۷ ۔ بعد والوں کا ہونا اُس کا عمل ہے۔

تشریح :۔ بعد والے یعنی پندار خودی کے بعد خمسہ عنصری خاصیتیں وغیرہ پندار خودی ہی کا عمل ہیں۔

جامع کلمہ ۴ ۷ ۔ اساسی (علتِ اولیٰ) کا سبب ہونا اُس کی (عنصر کبیر کی) وساطت سے مرتب مجموعہ میں جوہر کی مثل ہے۔

تشریح :۔ ازلی ہونے سے علتِ اولیٰ ہی اساسی ہے۔ مرتب مجموعہ کی حالت میں اگرچہ علتِ اولیٰ نمایاں طور پر سبب نہیں ہے تاہم اُس کا سبب ہونا اُس کے اولین عملِ عنصر کبیر کی وساطت سے ہے۔ جس طرح کہ ویشیشک فلسفہ کی رُو سے جواہرات کے مجموعہ کا سبو وغیرہ کا سبب ہونا مثانی کیمیادی جوہروں کے اتحاد کی وساطت سے ہوتا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ سانکھیہ کے نظریہ سے پُرش اور پرکرتی یعنی ذات اور علّتِ اولیٰ دونوں دوامی ہیں، تب محض علّتِ اولیٰ ہی کے سبب ہونے کی وجہ کیا ہے؟ اُس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۷۵ ۔ دونوں ہی کے قبل میں ہونے سے ایک کا فقدان اور دوسرے کا تلازم ہے۔

تشریح:۔ ذات اور علّتِ اولیٰ دونوں جملہ کائنات کے سب سے قبل میں ہوتے ہیں۔ ذات چوں کہ غیر متغیر ہے۔ اس لیے اُس کے سبب ہونے کا فقدان ہے اور دیگر یعنی علّتِ اولیٰ کے سبب ہونے کی معقولیت ہے۔ شاہد اور احساس کنندہ ہونے سے ذات کائنات کی مالک ہے۔ ذات کے غیر متغیر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اگر ذات تغیّر پذیر ہوتی تو حواس مثلاً چشم، گوش وغیرہ میں خرابی آجانے پر وہ حاضر موضوعات کو قبول نہ کرتے یا فی الواقعی صورت سے قبول نہ کرتے، لہٰذا ذات بھی معروضات کو کبھی کبھی نہ جانتی اور میں آسودہ خاطر ہوں یا نہیں ایسی تذب ذُب کی صورت بنتی رہتی، لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اِس لیے دوامی علم نورِ صورت ذات کا لاتغیّر پذیر ہونا مثبت ہے۔ مزید جس میں تغیر نہ ہو وہ علّتِ مادی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا علّتِ اولیٰ ہی کائنات کا مادی سبب ہے۔

جامع کلمہ ۷۶۔ کُل کی علّتِ غائی ہونے سے محدود نہیں ہے۔

تشریح:۔ علّتِ اولیٰ جُملہ عناصر کی علّتِ غائی ہے وہ محدود نہیں بلکہ معمور ہے جو کسی ایک مقام پر ہو، ہر جگہ نہ ہو اور مجسم ہو اُس کو محدود کہتے ہیں۔ جو ہر کہیں ہو اور لاجسم ہو اُس کو معمور کہتے ہیں۔ علّتِ اولیٰ ہمہ جا ہے محض کسی ایک ہی جگہ پر نہیں ہے اور اس کی کوئی شکل و شباہت نہیں ہے۔ اس لیے وہ معمور کہی جاتی ہے، مثلاً اجسام و مقامات میں ہمہ جا نفوذ پذیر ہونے سے بادِ کُل اجسام و جگہوں میں معمور کہی جاتی ہے اور ذی جان پیکروں میں اُس کو بادِ حیاتی یعنی دم نام دیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۷۷۔ اُن کی تخلیق کے ضمن میں کلامِ ربانی ہونے سے بھی۔

تشریح:۔ اُن کی مراد محدود موضوعات ہے جن کے بارے میں کلامِ ربّانی میں کہا ہے:
"جو صغیر ہے وہ مرگ کا سزاوار ہے۔"

قوت ہونا خاصہ طبیعی ہونے سے محدود یا صغیر موضوعات کی تخلیق ہونا مثبت ہے۔
کیا علّتِ اولیٰ کو سبب تسلیم کئے بغیر ہی تخلیق کا ہونا قابلِ قبول نہ ہوگا؟
اس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۷۸۔ لاشئے سے شئے کا حصول نہیں ہوتا۔
تشریح:۔ اگر یہ کہا جائے کہ تخلیق سے قبل کچھ نہیں تھا اور نیستی سے کائنات کی تخلیق ہوئی تو یہ فی الواقع نہیں ہے۔ جس طرح آسمان میں پیدا ہونے پھولوں کا ہار بنا نا ممکن نہیں ہے، اسی طرح لاشئیت سے تخلیق کا امکان نہیں ہے۔
کیا کائنات خواب کی مثل کچھ ہستی نہیں رکھتی اور موہوم ہے؟ اس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع ۷۹۔ رکاوٹ نہ ہونے سے اور ناقص سبب سے پیدا نہ ہونے سے لاشئیت ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔
تشریح:۔ شئے کے ہونے میں کسی شہادت سے رکاوٹ نہیں پڑتی اور نہ ہی اُس کی آگاہی ہونا کسی ناقص ثبوت کا نتیجہ ہے۔ مثلاً یرقان کے مریض کو سفید شئے زرد نظر آنے لگتی ہے۔ کائنات کے وجود کا علم معقول شہادت اور استخراج سے مثبت ہے۔ لہٰذا لاشئے ہونے کی تصدیق نہیں ہوتی،

جامع کلمہ ۸۰۔ علّت و معلول کی مطابقت سے اُس کے اتصال سے اُس کا ہونا مثبت ہے اس کا فقدان ہونے سے اس کا مثبت ہونا کس طرح ہوگا؟
تشریح:۔ علّت کا وجود ہونے سے اور اُس کے تلازم سے ہی عمل کا ہونا مثبت ہوتا ہے۔ علّت کا فقدان ہونے سے عمل کا بھی فقدان ہوگا۔ لہٰذا علّت یعنی سبب کے وجود کے بغیر عمل صورت کائنات کے ہونے کا ثبوت ہی نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۸۱۔ فعل سے نہیں، علّتِ مادّی ہونے کے موزوں نہ ہونے سے۔
تشریح:۔ فعل:۔ چوں کہ علّت فاعلی ہے اس لیے وہ کائنات کی تخلیق میں علّتِ مادی نہیں ہوسکتا اور ہیولا کی علّتِ غائی ہونے میں بھی اُس کا تعلق

نہیں ہے۔ اس لیے فعل سے شئے ہونے میں (وجودیت) کا ثبوت نہیں ملتا۔

جامع کلمہ ۸۲، ''دید میں لازم کردہ افعال سے بھی اُس کی تکمیل نہیں ہوتی افعال سے ممکن الحصول ہونے پر بھی پھر باز گشت ہونے کی مناسبت سے کلیتاً نجات نہیں ہوتی''

تشریح: دُنیاوی ذرائع سے نجات کا حصول ہونا ثبت نہیں ہے وید میں لازم کردہ عبادتوں وریاضات کی ادائیگی سے بھی نجات کی تکمیل نہیں ہوتی کیوں کہ بعد ازاں باز گشت یعنی دنیاوی معاملات میں رجحان اور اذیت کا اتصال ہو جاتا ہے۔ افعال کے ثمرات کے اتلاف پذیر ہونے کے بارے میں کلام ربّانی میں کہا ہے۔

''جس طرح اس عالم میں حاصل کردہ مال و دولت وغیرہ میں کمی آتی ہے
اُسی طرح آخرت میں بھی ثواب وریاضت وغیرہ کے ذریعہ اکٹھے کر کے
حاصل ہوئے راحت ولذت کے ساماں تدریجاً کم ہوتے چلے جاتے
ہیں'' [چھندوگیہ اُپنشد ۶/۱/۸]

اس لیے نیک افعال وغیرہ سے بھی کلیتاً نجات کا حصول نہیں ہوتا تناسخ کے عقیدہ کے مطابق شخصی رُوح ثواب وغیرہ کا اجر سورگ یا بہشت میں بھوگ کر دوبارہ عالمِ فانی میں قالب اختیار کرتی ہے یعنی جنم لیتی ہے۔

جامع کلمہ ۸۳۔ اُس میں حق و باطل کے فرق کی تمیز کا حصول ہونے پر باز گشت نہ ہونے کی ہدایت ہے۔

تشریح:۔ اُس میں یعنی وید کے وصایا میں باز گشت نہ ہونے کے بارے میں جو کلام ربّانی ہے اُس کا اطلاق محض علمِ تمیز کا حصول کیے ہوئے کے لیے ہے۔

جامع کلمہ ۸۴۔ اذیت سے اذیت ہوتی ہے، مثلاً غسل کرنے سے جاڑے سے خلاصی نہیں ہوتی۔

تشریح:۔ دُنیاوی ذرائع یعنی کار ثواب وغیرہ اور وید کی ریاضات وغیرہ جو فنا پذیر ہیں اُن کا ثمرہ بالآخر اذیت وہ ہی ہوتا ہے، یہ اُسی طرح ہے جیسا کہ

پانی سے شرابور ہونے سے جاڑے کی اذیت میں مبتلا کو اور اذیت ہوتی ہے اُن کی اذیت کم نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۸۵۔ حصول مراد کے لیے خاطر خواہ اور غیر خاطر خواہ اشغال میں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

تشریح:۔ جن افعال کی ادائیگی کے لیے خاطر خواہ ہدایت کی گئی اور جن کے بارے میں ہدایت نہیں کی گئی وہ تمام اذیت صورت ہونے کی وجہ سے اُن سے اذیت ہی کا حصول ہوتا ہے۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔

' نہ نیک افعال سے نہ اولاد سے نہ مال و دولت سے کلیتًا نجات کا حصول ہوتا ہے۔ ترک کر کے ہی کوئی ایک کلیتًا نجات حاصل کرتا ہے

ترک کرنے کا مفہوم پندار کا ترک ہے پندار کا ترک کر کے بھی تمام لوگ نجات حاصل نہیں کر پاتے، علمِ حقیقت یعنی معرفت کی مخصوص طریقیت ہے اُس لامثال اور وقت طلب حصولِ معرفت سے پیدا ہوا' ترکِ پندار ہی کلیتًا نجات کے حصول کا موجب ہوتا ہے ورنہ نہیں۔

جامع کلمہ ۸۶۔ جو فطرت سے مست قلندر ہے اُس کے معاملہ میں وابستگی کا نہ ہونا محض ایک صورتِ فقدان ہے۔ حق و باطل کے فرق کی تمیز کے اعلیٰ ثمرہ کی مثل نہیں ہے۔

تشریح:۔ فطرتًا آزاد مست قلندر کو دُنیاوی وابستگی کا ہونا محض فقدان کی ایک صورت ہے حق و باطل کے فرق کی تمیز یعنی اعلیٰ درجہ علم تمیز کا ثمرہ دوامی اور انتہائی آسودگی دینے والا، تمام اذیتوں سے خلاصی دلانے والا ہے' اور معرفتِ حق کی تدبیر ہے۔ دیگر تمام افعال اذیت کا باعث ہوتے ہیں' اس لیے علم تمیز کا کسی بھی دیگر فعل کے ساتھ مساوی ہونا ممکن نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۸۷۔ جو موضوع ادراک پذیر نہیں ہوا اُس کا تجزیہ کرنا خواہ یہ تجزیہ کرنے کی کیفیت عقل اور شخصی رُوح دونوں کا فعل متعلقہ ہو یا ایک ہی کا ہو، وہ صحیح ادراک ہے اُس صحیح ادراک کا جو نہایت موثر سبب ہے وہ تصدیق ہے جو تین قسم کی ہے۔

تشریح :۔ تصدیق یعنی شہادت کی علامتوں میں، حافظہ سے عود کر آنے کے لیے ادراک پذیر نہیں ہوا، یہ جملہ ہے، گمان کے مراجعت کے لیے موضوع یعنی فی الواقع شئے لفظ ہے اور شبہ رفع کرنے کے لیے تجزیہ کیا گیا ایسا کہا جاتا ہے۔ خواہ دونوں یعنی عقل اور شخصی رُوح کا فعل متعلقہ تسلیم کیا جائے یا دونوں میں سے ایک کا لیکن صحیح ادراک ہونے کے لیے یہ لازم ہے کہ تصدیق کی علامت میں کوئی نقص واقع نہ ہو، نمایاں، استخراج اور الہام یہ تینوں تصدیق ہیں۔

جامع کلمہ ۸۸۔ اُن کی تکمیل ہونے سے، سب کی تکمیل ہونے سے، زائد کی تکمیل نہیں ہے۔

تشریح :۔ مذکورہ تینوں تصدیق سے مطلب برآری ہو جاتی ہے۔ اس لیے تین سے زائد نہیں ہیں غیر مدرک نمایاں میں، مماثل استخراج میں اور روایاتی نظریات الہام میں مشمول سمجھے جاتے ہیں۔

جامع کلمہ ۸۹۔ جو حاسہ کے ساتھ واقعی ربط حاصل کی ہوئی شئے کا اُس کے ساتھ ایک ہیئت، ہوتا ہے وہ بلاشک وشبہ اصل صورت قبول کرنے والی کیفیت عقل نمایاں تصدیق ہے۔

تشریح :۔ نمایاں تصدیق کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں شئے یا موضوع کا حاسہ کے ساتھ براہِ راست تعلق ہوتا ہے۔ اس لیے یہ صریح آگاہی ہوتی ہے۔ یہ خصوصیت عام لوگوں کے بارے میں تو درست ہے۔ لیکن یوگی (عارف) اس سے مستثنٰی ہیں ان کو محجوب ونظر سے اوجھل اشیاء اور ماضی ومستقبل میں واقع ہو چکے یا ہونے والے موضوعات وواقعات کا صریح علم ہوتا ہے اس میں نفوذ باہمی کا فقدان نقص کے احتمال کا شک پیدا ہوتا ہے جس کا تدارک اگلے جامع کلمہ میں کیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۹۰۔ یوگیوں کے غیر خارجی کا آشکار کرنے والے ہونے سے نقص نہیں ہے۔

تشریح :۔ چوں کہ یوگیوں کو ایسے موضوعات کی آگاہی بھی ہوتی ہے جو خارجی حواس سے قابلِ ادراک نہیں ہیں۔ اس لیے اُن کو حاسہ کے واسطے کے بغیر آگاہی

کا ہونا بعید از قیاس نہیں ہے اور اُس میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا، اس میں کوئی شک نہیں کہ استدلال کی رُو سے اگرچہ عوام کو حسب استعداد حواس کی وساطت اور حاسہ اور موضوع کا علاقہ ہوئے بغیر آگاہی ہونا ثبت نہیں ہے تاہم خاص صلاحیت کے حامل یوگیوں کا بلا واسطہ خارجی حواس کے آگاہی کا حصول کر لینے میں کوئی نقص حائل نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۹۱۔ پوشیدہ لیکن دستیاب اشیاء کے ساتھ غیر معمولی تعلق رکھے ہوئے یوگیوں کے معاملہ میں نقص نہیں ہے۔

تشریح۔ یوگ (علم ذات) سے پیدا ہوئی غیر معمولی قوت سے یوگی کے قلب کا تعلق محجوب و منفصل اشیاء سے ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یوگیوں کا معاملہ عوام الناس سے جُدا گانہ ہے۔ اس لیے اُن کو خارجی حواس کی وساطت کے بغیر آگاہی ہو جانے میں کوئی عیب نہیں ہے۔ مزید یوگیوں کو آگاہی ہونے کی مثل استدلال سے خدا کا ثبوت نہیں ملتا اور ایسا ہونے میں کوئی نقص نہیں ہے اگلے جامع کلمہ میں اس کا بیان کیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۹۲۔ خدا کا ثبوت نہ ہونے سے۔

تشریح۔ نقوذ باہمی کا فقدان کا نقص نہیں آتا ہے۔ یہ جملہ اضافہ طلب ہے۔ یہ جامعہ کلمہ خدا کے وُجود کا فقدان ہونا نہیں بتلاتا۔ لیکن اس سے خُدا کی پاک ہیئت کا آشکار حواس باطن کی وساطت سے نہیں ہوتا یعنی کیفیت قلب خدا کی ہیئت کے بجنسہٖ و بعینہٖ ہو کر اُس کا علم نہیں کرا سکتی ہے، اس لیے اس جامع کلمہ سے خُدا کے وجود کا عدم اثبات نہیں بتلایا گیا ہے۔ لیکن جس طرح مادی موضوعات کا عوام الناس کو خارجی علم الیقین سے اور یوگیوں (عُرفا) کو لطیف موضوعات کا باطنی بصیرت سے علم ہوتا ہے۔ اس طرح خدا کا عین الیقین کی وساطت سے علم نہیں ہوتا ہے، یوگی (عُرفا) علم ذات کے وسیلہ سے اُس واجب الوجود کو ظاہر و باطن میں مثلِ آفتاب منور دیکھتے ہیں (گیتا ۱۶۱۵)

مزید اگر جامع کلمہ کے مصنف کا منشا خدا کو نفی کرنے کا ہوتا تو جامع کلمہ کی عبارت کچھ اس طرح ہونی چاہیئے تھی، خدا کے فقدان سے خدا کا ثبوت نہ ہونے سے لیکن

ایسا نہیں ہے۔ قصہ کوتاہ غیر معینہ، لانشاں اور غیر متعلقہ خُدا یا ذات بحث یا واجب الوجود کا علم ذات سے نمو پائی مختص آگاہی سے مثبت ہونا ہی ایک معقول صورت ہے اگر یہ شک ہو کہ فعل کا کوئی فاعل مثبت ہوتے سے ہی استدلال یا اثبات سے خدا کے خالق کائنات مثبت ہونے کا امکان ہے تو خالقِ کائنات نہ ہونے کا کیا سبب ہے؟ اس کا تصفیہ کرنے کے لیے ظاہری شہادت اور مستخرج شہادت استخراج واستدلال سے خدا کے مثبت نہ ہونے کی تائید میں اسباب آگے بیان کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۹۳۔ غیر معینہ وابستہ اور کسی دیگر مقام کے نقدان سے اس کا مثبت نہیں ہے۔

تشریح:۔ خدا کا غیر معینہ ہونا اور وابستہ ہونا، دونوں سے مستثنیٰ ہونا ممکن نہ ہونے سے اس کا مثبت ہونا نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۹۴۔ دونوں طرح سے خدا کی فعالیت مثبت نہیں ہوتی۔

تشریح:۔ خدا کو غیر معینہ اور غیر متعلقہ تسلیم کرنے سے پندار و رغبت وغیرہ رجحانات کا فقدان ہوگا۔ لہٰذا کسی تحریک کے بغیر خدا کا تخلیق کائنات کی جانب مائل ہونا غیر ممکن ہوگا۔ وابستہ تسلیم کرلینے سے خدا کا دستِ نگر ہونا ہوگا۔ لہٰذا وہ اس لاشمار دیدۂ زیب آرائشوں سے مزیّن اور مرتب کائنات کی تخلیق کرنے کے قابل نہ ہوگا۔ اب یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا کا خالقِ کائنات ہونا استدلالاً مثبت نہیں ہوتا تو اس ضمن میں کلام ربانی کس طرح حق ہوگا؟ اس کا جواب اگلے جامع کلمہ میں دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۹۵۔ حیثیتاً غیر وابستہ کی حمد وثنا میں یا فوق الفطرۃ قوتوں سے مزیں کی پرستش پر ہے۔

تشریح:۔ کوئی کلام ربانی ایسے حیثیتاً غیر وابستہ کی حمد وثنا میں ہے جس کو محض قُرب سے ساوی صلاحیت کا علاقہ ہے۔ کوئی کائنات کی تخلیق قصداً ہونے کی تحقیق پر ہے اور پندار سے منسلک غیر دوامی خدا برہما، خالقِ کائنات اور وشنو ، پروردگار عالم وغیرہ جو فوق الفطرۃ قوتوں سے مزین ہیں، اُن کی مجازی دوامیت بیان کرنے اور ان کی پرستش کرنے پر ہے

اب یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ اگر مُروح اور حیثیت مطلق کے رغبت وغیرہ سے مبرّا ہونے کی وجہ سے خُدا کا خالقِ کائنات ہونا ثبت نہیں ہوتا تو مادہ علّتِ اولیٰ کا کوئی دست گیر ہونا ثبت نہیں ہو سکتا اس کا جواب بیان کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۹۶ ۔ اُس کے قُرب سے مقناطیس کی مثل دستِ گیری ہے۔

تشریح :۔ جس طرح مقناطیس کے قُرب سے لوہا بلا قصد فطرتاً کسی نامعلوم قانون کے تحت حرکت پذیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح فقط ذات کے قُرب سے علّت اولیٰ (قدرت) عنصر کبیر کی صورت میں تغیر پذیر ہوتی ہے اور تخلیق کا سبب بن جاتی ہے۔ محض قُرب ہی سے شخصی مُروح کا فاعل ہوتا ہے۔ لہٰذا رغبت ہونے کا نقص نہیں ہے۔

سوال :۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔

" اُس نے خواہش کی میں کثیر التعداد ہوؤں، پیدا ہوؤں :[تیتریہ اُپنشد ۲/۶/۱]

کیا یہ کلام ربانی محرک فاعل اور اُس کا قصد کرنا تسلیم کیے بغیر باطل نہ ہوگا ؟

جواب :۔ جس طرح بے جان مٹی کے کنارا میں گو خواہش کا فقدان ہوتا ہے تاہم اُس کو جلد گرنے والا جان کر دستوراً یہ کہا جاتا ہے کہ گرا ہی چاہتا ہے، اسی طرح علّتِ اولیٰ کے موضوع پر بھی یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ ابتدائی تخلیق کے صدور کے موضوع پر ایسے کلامِ ربانی کا مفہوم برہما (خالقِ کائنات) وشنو (پروردگار عالم) وغیرہ جو کہ فوق الفطرۃ قوتوں کے حامل ہیں اُن کے قصد اور ہیولائی تخلیق کا ظہور بیان کرتا ہے۔

جامع کلمہ ۹۷ ۔ مخلوقات کے مخصوص اعمال میں بھی

تشریح :۔ قُرب سے دست گیری ہے۔ یہ جُملہ اضافہ طلب ہے، محض تخلیق کی ابتدا ہی میں ذات کا فقط اتصال سے تخلیق کرنا اور دست گیر ہونا ثبت نہیں ہے بلکہ عالم صغیر کی تخلیق میں بھی حواس باطن میں ذات سے منعکس ذی حس مخلوقات کے معاملہ میں محض قُرب سے دست گیری ہے۔ ذات بے نیاز اور شعور محض ہیئت کی ہونے سے کسی دائرہ عمل میں دستِ گیر نہیں ہوتی۔

شک :۔ اگر دوامی ہمہ داں خدا نہیں ہے تو ویدانتیوں (توحیدیوں) کے اقوال میں اندھی روایات ہونے کا خدشہ ہے، اس لیے یہ مصدقہ نہیں ہے۔ اس کا تصفیہ اگلے جامع کلمہ میں کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۹۸ ۔ فوق الفطرۃ صورتوں کے صحیح واقف کار ہونے کی وجہ سے اُن کے اقوال کے مفہوم کی تعلیم شہادت ہے ۔

تشریح :۔ شہادت ہے اس جملہ کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ ویدانت کے اقوال کا مفہوم حق و باطل کے فرق کی تمیز کرنا ہے ان کی وہ تعلیم اس شک کی بناء پر قابلِ قبول نہیں ہے کہ حتمی طور پر واجب کردہ ہمہ داں خدا کا وجود تسلیم کیے بغیر انہوں نے خدا یا ذات کو شعورِ محض و لا فاعل تسلیم کر لیا ہے ۔ لیکن اُن کے اقوال قابلِ ترک نہیں ہیں کیوں کہ برہما رخالق کائنات) وغیرہ جو فوق الفطرۃ صورتیں ہیں اُن کا ٹھیک ٹھیک علم ہونے سے ویدانتیوں کے اقوال کے مفہوم کی تعلیم کلام ربانی (وید) تسلیم کیے جانے سے شہادت ہے اور قابلِ قبول ہے ۔

جامع کلمہ ۹۹ ۔ اس سے حواسِ باطن کے منوّر ہونے سے لوہا کی مثل دست گیری ہے ۔

تشریح :۔ لوہا میں آتش پذیری نہیں ہے لیکن آتش کے ربط سے وہ جلا دینے میں آتش کی مثل معاون ہوتا ہے، اسی طرح ذی حس ذات سے منوّر حواس باطن بھی ذات کی مثل دست گیر ہیں

جامع کلمہ ۱۰۰ ۔ سد کے مشاہدہ سے مسدود کی آگاہی ہونا استخراج ہے ۔

تشریح :۔ دھواں سد ہے اور آگ مسدود ہے، ان دونوں میں باہمی نفوذ کا رشتہ ہے، آگ کو دیکھے بغیر دھواں ہی کو دیکھ کر آگ کی موجودگی کی آگاہی ہو جاتی ہے ۔ یہ تصدیق استخراج کا عمل ہے ۔ ذات کی معرفت بھی استخراج ہی کی تصدیق سے ہوتی ہے ۔

جامع کلمہ ۱۰۱ ۔ عارف کی ہدایت کلام ہے ۔

تشریح :۔ معرفت کا حصول کیے ہوئے اور صادق القول کو عارف کہتے ہیں اُس سے کی گئی ہدایت حق ہونے سے مصدقہ ہے ۔

جامع کلمہ ۱۰۲ ۔ دونوں کا مثبت ہونا تصدیق پر مبنی ہونے سے، ایسا کرنے کی ہدایت ہے ۔

رُوح اور غیر رُوح (مادی) کا مثبت ہونا حق و باطل کے فرق کی تمیز کے ذریعہ تصدیق

سے ہوتا ہے ۔

جامع کلمہ ۳-۱ ۔صریح المعمول سے دونوں کا ثبت ہوتا ہے ۔

تشریح ۔ استخراج تین طرح کا ہے (۱) ماقبل (۲) مابقی اور (۳) صریح المعمول ۔ آخر الذکر کی رُو سے دونوں یعنی علتِ اولی اور ذات کی دلالت ہوتی ہے ۔

(۱) ماقبل ۔ جو قبل ہی میں ظاہر ہونے کے مطابق پیش رو سے سامنے لائے گئے متعلقہ موضوع کا استخراج ہوتا ہے ۔ اُسے ماقبل کہتے ہیں، مثلاً قبل ہی ہیں باورچی خانہ میں آگ سے دھواں اٹھتا دیکھ کر اُس پیش رو یعنی دھواں سے جو ہمارے سامنے آیا اُس سے آگ کا استخراج ہوا ۔

(۲) مابقی ۔ وہ استخراج جس میں ایک کے مختص خاصہ طبیعی کا وقوف ہونے سے باقی ماندہ اشیا جو اُس سے مختلف ہیں ان کے امتیاز کا علم ہوتا ہے، مثلاً بُو خاک کا مختص خاصہ طبیعی ہے ۔ خاک کے علاوہ جو اشیا ہیں اُن میں بُو نہ ہونے سے یہ وقوف ہوتا ہے کہ یہ خاک نہیں ہے ۔ چنانچہ بُو ہونے سے خاک ہے دیگر شئے نہیں ہے اس کو استخراج تردیدی بھی کہتے ہیں ۔ بعض علت سے معلول کا استخراج ہونے کو مابقی کہتے ہیں مثلاً گھرے بادلوں کو دیکھ کر یہ استخراج ہونا کہ بارش ہوگی ۔

(۳) صریح المعمول ۔ صریح وغیرہ سے نوعی خاصہ طبیعی کو لے کر باہمی نفوذ کو اختیار کر کے اور محض ضمنی خاصہ طبیعی کی رُو سے اُس سے غیر نوعی وغیر معروف کا جس درجہ تک دونوں کا مماثل خاصہ طبیعی ہے ۔ اُس مماثل خاصہ طبیعی کی وساطت جو استخراج کیا جاتا ہے اُسے صریح المعمول کہتے ہیں ۔ جو معمولی صورت سے دیکھا گیا ہو لیکن خاص صورت سے نہ دیکھا گیا ہو ۔ مثلاً سُبو کو دیکھ کر سفال گر کا علم ہونا، علت کو دیکھ کر معلول کا علم ہونا، مثلاً بادل کو دیکھ کر بارش کا علم ہونا اور معلول کو دیکھ کر علت کا علم ہونا ۔ مثلاً دریا میں گدلا پانی دیکھ کر بالائی طبقات میں بارش کا علم ہونا یہ صریح المعمول استخراج ہے ۔ اسی طرح غیر معروف عنصر کبیر وغیرہ معلول صورت موضوع کا وقوف ہونے سے علت صورت علت اولی یا جوہر ابتدائی کا استخراج ہوتا ہے ۔ ذات اگرچہ کسی استخراج کی محتاج نہیں ۔ تاہم قدرت (علت اولی یا جوہر ابتدائی) کے بارے میں حق و باطل کے فرق کی تمیز ہونے پر صریح المعمول سے ذات کا استخراج ہوتا ہے ۔

جامع کلمہ ۱۰۴ ۔ غیر مادّی حساس میں جس کا اختتام ہے ایسا حساس یعنی بھگتنے کا عمل ہے ۔

تشریح :۔ مُراد یہ ہے کہ مادّی ہونے کی وجہ سے عقل متلذذ نہیں ہو سکتی، حواس باطن محض آلۂ صورت ہیں ۔ اُن کی کیفیات کے ذریعہ احساس رنج و راحت غیر مادی حساس ذات کو رسید ہوتا ہے اس لیے بھگتنے کا عمل ایسا ہوتا ہے کہ جس کا اختتام غیر مادی حساس میں ہوتا ہے ۔

جامع کلمہ ۱۰۵ ۔ جو فاعل نہیں اُس کا ثمرہ بھگتنا غلہ وغیرہ کی مثل ہے ۔

تشریح :۔ جو کوئی فعل کرتا ہے اُسی کا نتیجہ بھگتنا واجب ہے ۔ لہٰذا عقل کے ذریعہ کردہ افعال اور اُن کے ثمرہ صورت احساسات رنج و راحت شخصی رُوح میں کس طرح اثر پذیر ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح باورچی کے ذریعہ پکائے ہُوئے طعام سے صاحب خانہ اور دیگر افراد لطف اندوز ہوتے ہوتے ہیں اُسی طرح عقل کی وساطت سے کردہ افعال کے ثمرات شخصی رُوح میں اثر پذیر ہوتے ہیں ۔

جامع کلمہ ۱۰۶ ۔ لہٰذا اُس کی دلالت ہونے سے فاعل کو ثمرہ کی رسیدگی نافہمی سے ہے ۔

تشریح :۔ قبل کے جامع کلمہ میں جو مثال دی گئی ہے اُس کے مطابق فاعل کے کے علاوہ کسی اور کو ثمرہ کی رسیدگی ہونے کی دلالت سے فاعل عقل کو ثمرہ کی رسیدگی تسلیم کرنا نافہمی سے ہے ۔

جامع کلمہ ۱۰۷ ۔ حقیقت سے واقف ہونے پر دونوں نہیں ۔

تشریح :۔ دونوں نہیں سے مُراد ہے کہ راحت و اذیت دونوں کا نقدان ہو جاتا ہے تحقیق سے ذات (شخصی رُوح) اور صفات (علت اولیٰ اور اُس کے عملیات) کی حقیقت کا علم ہو جانے سے راحت و اذیت دونوں سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا ہے ۔ کلام ربانی میں کہا ہے ۔

عارف راحت و اذیت دونوں کو ترک کر دیتا ہے :۔ [کٹھو اپنشد ۱/۲/۱۲]

شک :۔ صریحاً حواس کی وساطت سے ذات اور صفات کے وجود کی تصدیق نہیں ہوتی

اس لیے اُن کو تسلیم کرنا دُرست نہیں ہے ۔ اس کا جواب دیا جاتا ہے ۔

جامع ۱۰۸ ۔ ازحد دور وغیرہ ہونے سے صریح ہونے نہ ہونے سے کہیں حواس کا موضوع ہوتا ہے ۔ اور کہیں نہیں ہوتا ۔

تشریح :۔ کوئی شئے قریب ہونے سے حواس کا موضوع ہوتی ہے وہی ازحد دُور ہو جانے پر حواس کا موضوع نہیں رہتی ۔ اسی طرح روشنی میں کوئی شئے آنکھ سے دیکھی جاتی ہے ۔ لیکن تاریکی میں یا چشم میں نقص واقع ہو جانے پر وہی شئے دکھائی نہیں دیتی اس سے عیاں ہے کہ کسی شئے کے وجود کا مثبت ہونا اُس کے حواس سے اخذ پذیر ہونے کی شرط پر منحصر نہیں ہے ۔

جامع کلمہ ۱۰۹ ۔ لطیف ہونے سے اُن کا حصول نہیں ۔

تشریح :۔ ذات اور صفات معمور ہیں اس یا جوہری صئیت کی نہیں ہیں صریحاً صحیح علم نہ ہونا اُن کے لاصئیت ہیولی یعنی لطیف ہونے کی وجہ سے ہے ۔ علم ذات (یوگ) سے نمو پائے نور سے شخصی روح (ذات) اور علت اولی (صفات کا آشکار ہوتا ہے ۔

جامع کلمہ ۱۱۰ ۔ معلول کا علم ہونے سے اُن کا حصول ہے ۔

تشریح :۔ لطیف ہونے کی وجہ سے اُن کی لاحصولیت ضرور ہے لیکن اُن کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ علتِ اولیٰ وغیرہ کے معلول کا علم ہونے سے اُن کا وجود مثبت ہے ۔

جامع کلمہ ۱۱۱ ۔ تجتی کی دلیل سے اگر معلول کی غیر دستیابی تسلیم کرلی جائے ۔

تشریح :۔ جو معلول ہے تخلیق کائنات سے قبل بھی اُس کی دستیابی ہے کیوں کہ علت کا قوتِ عمل سے مزین ہونا استخراجاً مثبت ہے ورنہ معلول کا صدور ناممکن ہوگا ۔

شک ۔ اگر معلول کی غیر دستیابی تسلیم کرلی جائے، تب؟ اس کا جواب اگلے جامع کلمہ میں دیا گیا ہے ۔

جامع کلمہ ۱۱۲ ۔ ایک لحاظ سے اُس طرح تسلیم کر لینے پر بھی ایک کے مثبت ہونے سے غلط بیانی نہیں ہے ۔

تشریح :۔ چونکہ علت یا سبب دائمی واجب ہے، اس لیے وہ مثبت ہے اس

طرح معلول کی دستیابی نہ ہونا تسلیم کرنے پر بھی علت کے مثبت ہوتے میں غلط بیانی نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۳ - سہ گانہ عدم مطابقت کے حصول سے بھی۔

تشریح۔ معلول کے عارضی یا نیست ہونے کی دلالت نہیں ہے۔ عمل ماضی، حال اور مستقبل تینوں حالتوں میں واقع ہونے والا ہے اگر اس کو دوامی تسلیم نہ کیا جائے تو اُس کا سہ گانہ ہونا مثبت نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ گذشتہ زمانہ میں سُبو صورت معلول کی نیستی ہے۔ تو اُس کا اپنے فعل متعلقہ سے دواماً مزین ہونا مثبت نہیں ہوتا ہست اور نیست کا کوئی رشتہ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ محض فقدان ہونا مراد ہے، سُبو وغیرہ مخصوص سے مراد نہیں ہے، اُس صورت میں سُبو و پارچہ وغیرہ مخصوص کا فقدان تسلیم نہ کرنے سے جملہ اشیاء کی نیستی ہو جائے گی۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہم نشین و شریک ہی کسی مخصوص کے فقدان کا علم کرانے والا ہے۔ تو نیست ہم نشین و شریک کے احساس عدم وجودیت سے ایسا ہونا ممکن نہیں ہو سکتا چنانچہ عمل دوامی ہے۔ ماضی حال اور مستقبل محض موقع و محل کا فرق ہیں۔ لہٰذا اُن میں سے ایک میں نیستی اور دوسرے میں ہستی ہونا ہرگز واجب نہیں ہے۔ ماضی و مستقبل دو ایسی حالتیں ہیں جو زماں کے تفاوت سے عدم وجودیت اور رقتا کے دستورات کی دلالت کرانے میں دوامی ہیں کیوں کہ حال کے علاوہ ان دونوں حالتوں میں تصدیق کا فقدان ہے۔ اس طرح معلول کی نیستی تسلیم کرنے سے سہ گانہ عدم مطابقت کا حصول ہوتا ہے اس لیے اس کی نیستی تسلیم نہیں کی جا سکتی۔

جامع کلمہ ۱۱۴ - انسان کے سینگ کی شکل نیست کا وقوع میں لایا جانا ممکن نہیں ہوتا۔

تشریح۔ انسان کے سینگ ہونا ازمنہ ثلاثہ میں نیست ہے، اس کا وقوع پذیر ہونا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح نیست کا بھی وقوع میں لایا جانا ممکن نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۱۱۵ - علت مادی کے قاعدہ سے۔

تشریح۔ معلول کی نیستی ہونا نہیں ہے۔ یہ جملہ اضافہ طلب ہے۔ خاک کا عمل سُبو ہے اور سُوت کا عمل پارچہ ہے لہٰذا اُن کے ہونے کا دستور علت مادی میں ہے۔ اگر معلول کا وقوع پذیر ہونے سے قبل علت میں معلول کا وجود نہ ہو تو یہ دستور ہونا ممکن نہ ہوگا کیوں کہ مخصوص معلول

کے وقوع پذیر ہونے کے مخصوص سبب کا فقدان ہوگا۔ اس لیے علت مادی کے قاعدہ کے تحت وقوع پذیر ہونے سے قبل بھی معلول کا وجود ہونا ثبت ہے

جامع کلمہ ۱۱۶۔ کل کا ہمہ جا ہمہ وقت ہونا ممکن نہ ہونے سے

تشریح :۔ علتِ مادی کا قاعدہ نہ ہونے کی صورت میں تمام اشیاء کا ہمہ جا ہمہ وقت ہونا ممکن ہوتا ہے۔ لیکن ایسا نہ ہونے سے علتِ مادی کے قاعدہ کی دلالت ہوتی ہے اس لیے نیست کا صدور غیر ممکن ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۷۔ مقتدر کی وساطت سے ممکن العمل کا صدور ہونے سے۔

تشریح :۔ نیست کا وقوع پذیر ہونا نہیں ہے یہ جملہ اضافہ طلب ہے۔ عمل کے وقوع پذیر ہونے میں مقتدر قادر علت ہے اور علت کا ممکن العمل معلول ہے، لہٰذا معلول کو وقوع میں لانا نیست کا وقوع میں لایا جانا نہیں ہے۔ کیوں کہ مقتدر میں عمل کی استعداد عمل کے وقوع پذیر ہونے سے قبل موجود رہتی ہے اور یہ استخراجاً ثبت ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۸۔ علت میں معلول کا وجود ہونے سے۔

تشریح :۔ وقوع پذیر ہونے سے قبل معلول کا وجود علتِ صورت ہونے سے نیست کے وقوع پذیر ہونے کی دلالت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۹۔ وجود میں وجود کا تلازم نہیں ہے۔

تشریح :۔ یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ اگر وجود صورت معلول میں معلول کا ہست ہونا تسلیم کر لیا جائے تو جو قبل میں ہے اُس میں وقوع پذیر ہونے کی صورت میں وجود کا تلازم نہیں ہونا چاہیئے۔ مثلاً پسر کے ہونے پر بھی پسر کا نہ ہونا اور ہونے سے قبل بھی ہونا ایسا تسلیم کرنا چاہیئے! اس کا جواب یہ ہے

جامع کلمہ ۱۲۰۔ نہیں۔ غیر مرئی صورت سے معلول کے ظہور میں آنے سے پیدا ہونے کا دستور و علام دستور ہے۔

تشریح :۔ نہیں سے مُراد ہے کہ لا وجود کا صدور غیر ممکن ہے۔ ظہور میں آنے سے تخلیق کا دستور ہے ورنہ اس دستور کا فقدان ہے۔ مثلاً تلوں میں تیل موجود رہتا ہے لیکن پیلنے سے ہی ظہور میں آتا ہے، سنگ میں بُت ہے لیکن تراشنے سے ظاہر ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

سوال :۔ اگر وجود کا عمل دوامی ہے اُس کا فنا پذیر ہونا کیوں کہا جاتا ہے ؟
اس کا جواب یہ ہے ۔

جامع کلمہ ۱۲۱ ۔ علت میں جذب ہونا فنا ہے ۔

تشریح :۔ کوئی شئے فنا نہیں ہوتی ۔ فنا ہونا محض جس علت میں معلول ظہور میں آنے سے قبل وجود صورت تھا ۔ اُس سے ظہور میں آیا تھا اُسی میں تقلیب کر جاتا اور وجود صورت ہو جاتا ہے ۔

سوال :۔ گذشتہ جو فنا ہو چکا ہے اور آئندہ جو فنا ہوگا ایسا فنا شدہ معلول علت میں وجود صورت رہتا ہے یعنی کہ ماضی میں اور مستقبل میں وجود صورت سے رہے گا، اس کا یقین کس طرح ہو؟

جواب :۔ اگر ماضی اور مستقبل میں معلول نہ ہوتا تو یوگیوں (واصلوں) کو گذشتہ اور آئندہ کا آشکار نہ ہوتا لیکن بخلاف اس کے ایسا ہوتا ہے اور اس کی شہادت کلام ربانی روایات اور منقولات سے ہے ۔ لہٰذا معلول کا ماضی و مستقبل میں وجود صورت سے علت میں رہنا مثبت ہے ۔

اس پر یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح علت میں معلول کا وجود ماضی و مستقبل میں ہونا قبول کیا جاتا ہے ۔ اُسی طرح ظہور کی ہستی بھی قبل میں قبول کرنی ہوگی ۔ ورنہ علیت ظہور کا ظہور کیسے ہوگا؟ اس لیے وجود معلول کے اصول کے دفاع کے لیے ظہور کا بھی ظہور تسلیم کرنا واجب ہے لیکن ایسا تسلیم کرنے سے حالت غیر معین عیب پیدا ہوگا ۔ اس کا جواب یہ ہے ۔

جامع کلمہ ۱۲۲ سلسلہ متواترہ صورت تخم اور کونپل کی مثل تجسس ہے ۔

تشریح :۔ جس طرح تخم اور کونپل دونوں کے صریحاً مثبت ہونے سے اُن کے وجود میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے لیکن کونپل سے تخم پیدا ہوا یا تخم سے کونپل ہوئی یہ معلوم نہیں کیا جا سکتا ۔ علت و معلول کے وجود میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں لیکن ظہور کا وجود تسلیم کرنے میں تخم اور کونپل کی مثل تجسس ہے ۔ اگرچہ یہ تجسس کرنے میں آیا کہ تخم سے کونپل یا کونپل سے تخم ہوا ہے یہ یقینی نہ ہو سکے اور حالت غیر معین پیدا ہو جائے تاہم تخم اور کونپل کا ہونا صریحاً مثبت ہونے سے حالت غیر معین عیب کی صورت نہیں ہے اس لیے تخم اور کونپل کی مثل ظہور اور اس کا ظہور یا وجود تسلیم کر لینا چاہیئے ۔ اور حالت غیر معین

یا عدم استحکام یا محتاج تصدیق وغیرہ عیب نہ ماننا چاہئیے۔ اس ضمن میں اگلا جامع کلمہ بھی ملاحظہ ہو۔

جامع کلمہ ۱۲۳۔ تخلیق کی مثل نقص سے مبرا ہے۔
تشریح:۔ جس طرح شیو کی تخلیق کی تخلیق ہی تخلیق کی حیثیت ہے۔ اسی طرح شیو کے ظہور کے ظہور کو تسلیم کر لینے سے جس طرح تخلیق کے بارے میں حالت غیر معین عیب نہیں ہے اُسی طرح ظہور کے معاملہ میں بھی مذکور عیب نہ ہوگا۔ کیوں کہ اگر لا وجود کی تخلیق تسلیم کرتے ہیں تو جب تمام کی تخلیق ہوتی ہے تو تخلیق کی بھی تخلیق ہونی چاہئیے۔
یہاں تک معلول سے قبل بنیادی علّت کا استخراج ہونا بیان کیا گیا، اب معلول کی خصوصیات کا بیان کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۱۲۴۔ معلول، علّت و معلول نوعیت والا، فانی، غیر معمور، عمل مرکب لا شمار اور متوسّل ہے۔
تشریح:۔ معلول، علّتی یعنی علت و معلول نوعیت والا اور عارضی ہوتا ہے جب کہ علت معمور و نفوذ پذیر ہوتی ہے معلول غیر نفوذ پذیر اور عمل مرکب ہوتا ہے وہ لا شمار اقسام کا ہوتا ہے۔ یہ تخلیق کے اختلاف کی بنا پر ہے۔ مزید معلول جزویات کے متوسّل ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۵۔ صریحاً یا صفات کے معمول میں فرق نہ ہونے سے اُس کی دستیابی ہے یا جوہر ابتدائی کے بیان سے۔
تشریح:۔ کہیں کہیں صریحاً معلول کی دلالت ہوتی ہے، مثلاً سُوت سے پارچہ ہونا کہیں نوع کی صفات میں فرق نہ ہونے سے معلول کا ثبت ہونا استخراجاً ہوتا ہے، مثلاً عنصر کبیر خاک کی دلالت مٹی سے ہوتی ہے کیوں کہ دونوں نوعی اعتبار سے یک حیثیت ہیں۔ مزید کلام ربانی میں جوہر ابتدائی کے بیان سے علّت سے مختلف معلول ہونا ثبت ہے اسی باب کے جامع کلمہ ۱۲۹ کی تشریح دیکھئے۔

جامع کلمہ ۱۲۶۔ سہ صفاتی اور شعور سے تہی ہونے سے دونوں کا۔
تشریح:۔ ایک ہی طرح کے خاصۂ طبیعی والے ہونا پایا جاتا ہے، یہ جملہ اضافہ طلب ہے۔ علّت صورت علّت اولی یا جوہر ابتدائی ست۔ رج۔ تم کی مساویت کی

حالت ہے۔ اُس کے معلول صورت عنصر کبیر میں ست۔ رج۔ تم کی علی الترتیب راحت اذیت اور وابستگی سہ گانہ صفات کی شناخت ہوتی ہے۔

لہذا علّتِ اولیٰ اور اس کے معلول عنصر کبیر دونوں میں سہ گانہ صفات ہونے سے اور اُن دونوں کے شعور سے تہی ہونے سے اُن کا خاصہ طبیعی ایک ہی طرح کا ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۷۔ رغبت، نفرت، افسردگی وغیرہ اختلافات ہونے سے صفات کے خواص طبیعی میں باہمی تضاد ہے۔

تشریح۔ ست یا ستوگُن یعنی صفتِ ملکوتی انبساط، ہلکاپن، میلان، موافقت عضو صبر وغیرہ اعلیٰ صفات والی راحت ماہیت ہے۔ رج یا رجوگُن یعنی صفت شیطانی حُزن، ناموافقت وغیرہ طرح طرح کی تفریق سے اذیت ماہیت ہے تم یا تموگُن یعنی تیرگیٔ عقل نیند کاہلی وغیرہ نوعیت کی ہونے سے وابستگی ماہیت ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۸۔ ہلکاپن وغیرہ افعال متعلقہ کے ساتھ صفات کی مماثلت خاصہ طبیعی اور تضاد خاصہ طبیعی دونوں ہیں

تشریح:۔ ست، رج اور تم تین ابتدائی صفات ہیں جن کو علی الترتیب نفس مطمئنہ نفس لوامہ اور نفس امارہ کہہ سکتے ہیں اُن کے مختلف افعال متعلقہ جن کی مثالیں قبل کے جامع کلمہ میں بیان کی گئی ہیں کے باہمی تضاد اور مماثلت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

ہلکاپن وغیرہ افعال متعلقہ کے ساتھ تمام صفت ملکوتی والے افراد کی مماثلت خاصہ طبیعی ہے جبکہ صفت شیطانی اور تیرگیٔ عقل والوں کا تضاد خاصہ طبیعی ہے، اسی طرح تلون وغیرہ افعال متعلقہ کے ساتھ صفت شیطانی والے افراد کی مماثلت خاصہ طبیعی ہے اور باقی دونوں صفات والوں کا تضاد خاصہ طبیعی ہے۔ ثقل وغیرہ افعال متعلقہ کے ساتھ تیرگیٔ عقل والے افراد کی مماثلت خاصہ طبیعی اور باقی دونوں صفات والوں کا تضاد خاصہ طبیعی ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۹۔ دونوں سے مختلف ہونے سے عنصر کبیر کی شبو کی مثل معلول ہونے کی دلالت ہے۔

تشریح:۔ دونوں سے مراد علّتِ اولیٰ اور ذات ہے۔ اُن سے مختلف ہونے سے عنصر کبیر وغیرہ شبو کی مثل معلول ہیں۔ عنصر کبیر سے لے کر خمسہ عناصر مادی تک

تمام متلذذ ہیں۔ محض غیر مادی ذات، ہی متلذذ ہے۔ علتِ اولیٰ بھی متلذذ نہیں ہے۔ عنصرِ کبیر وغیر معلول فنا پذیر بھی ہیں۔ اگر وہ فنا نہ ہوں تو نجات کی دلالت نہیں ہوتی، لیکن، علتِ صورت علت اولیٰ کو فنا نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۳۰۔ اندازہ سے۔

تشریح:۔ اندازہ سے مراد ہے کہ واضح اور معین ہونے سے عنصر کبیر وغیرہ کا معلول ہونا ثبت ہے، کیوں کہ واضح ومتعین موضوع کا اتلاف ہوتا ہے اور علت تلف نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۱۳۱۔ ربط وضبط سے۔

تشریح:۔ ربط وضبط سے مراد اتباع کرنا ہے۔ غلہ وغیرہ وجزیات سے باہم ترکیب پائے ہوئے معلول کے ساتھ مطابقت ہونے سے عقل وغیرہ عناصر کا معلول ہونا عیاں ہوتا ہے۔ بھوکا ہونے سے عقل وغیرہ میں ضعف آجاتا ہے اور کھانا کھالینے پر ربط وضبط صورت سے عقل کو پھر تقویت حاصل ہوجاتی ہے لیکن لاساخت ولابناوٹ مقررہ علت میں غلہ وغیرہ کا مربوط ہونا دکھائی نہیں دیتا۔

جامع کلمہ ۱۳۲۔ صلاحیت سے بھی۔

تشریح:۔ صلاحیت سے مراد عمل کی صلاحیت ہے۔ اُس کے لحاظ سے بھی عنصر کبیر وغیرہ معلول ہیں۔ ذات کے عضوِ حس کا عمل چشم وغیرہ کے عمل کی طرح ہیں۔ ذات کو موضوع نذر کرنے والا ہونے سے عنصر کبیر عضوِ حس ہے علتِ اولیٰ عضوِ حس نہیں ہے لہٰذا عنصر کبیر کے عضوِ حس ہونے سے بھی اس کے معلول ہونے کی دلالت ہوتی ہے اسی طرح پندار خودی وغیرہ کے عنصر کبیر کے معلول ہونے کی دلالت ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۱۳۳۔ اس کا ترک ربط ہونے میں یا تو علت اولیٰ ہے یا ذات ہے۔

تشریح:۔ اُس سے مراد معلول ہے۔ معلوم کو تسلیم نہ کرنے کی صورت میں جو تغیر پذیر ہے وہ علتِ اولیٰ ہے اور جو لاتغیر اور متلذذ ہے وہ ذات ہے۔

جامع کلمہ ۱۳۴۔ ان سے مختلف ہونے سے حقیر ہوتا ہے۔

تشریح:۔ اُن سے یعنی علت اولیٰ اور ذات سے مختلف ہونے سے معلول موضوعات کا حقیر یا غیر اہم ہونا ہے کیوں کہ وہ عارضی وضمنی ہیں جب کہ علت اولیٰ اور ذات دائمی

دوامی اور قائم ہیں

جامع کلمہ ۱۲۵۔ معلول سے علت کا استخراج باہم ترکیب پائے ہوئے معلول سے کرنا معقول ہے۔

تشریح:۔ معلول کی وساطت سے جس علت کے ہونے کا استخراج ہوتا ہے اُس علت کا معلول سمیت ہونا ایسا استخراج کرنا معقول ہے۔ معلول کے صدور سے قبل علت، معلول کی باہمی ترکیب تھی، مثلاً تلوں میں تیل کا ہونا جو پیلنے پر باہر نکل آتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۶۔ سہ صفاتی معلول کی نسبت لاظہور لطیف ہے۔

تشریح:۔ سہ صفاتی معلول صورت عنصر کبیر کی نسبت لاظہور اساسی سبب لطیف ہے۔ عنصر کبیر کی راحت و اذیت وغیرہ صفات آشکار ہیں لیکن علت اولی سہ صفات کی مساویت کی حالت ہے۔ اس لیے اس کی صفات آشکار نہیں ہوتیں، جوہر ابتدائی بھی کلی طور پر لا آشکار ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۷۔ اُس کے عمل سے اُس کی دلالت ہونے سے قول باطل نہیں ہے۔

تشریح:۔ قبل کے جامع کلمہ میں جوہر ابتدائی کو کلی طور پر لا آشکار کہا ہے، یہاں امر کی تصدیق کر دی ہے کہ لا آشکار یا لاظہور یا غیب کا ہونا قول باطل نہیں ہے علت اولی کے عمل سے جوہر ابتدائی کی دلالت ہوتی ہے۔ لہٰذا علتِ اولی کو تسلیم کرنے میں غلط استدلال یا قول باطل نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۸۔ معمولاً اختلاف رائے نہ ہونے سے خاصہ طبیعی کی مثل دلیل پیش کرنے کی احتیاج نہیں ہے۔

تشریح:۔ جس موضوع کے بارے میں معمولاً کوئی اختلاف رائے نہیں ہوتی اُس کی ہیئت کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش کرنے کی حاجت نہیں ہوتی مثلاً خاصہ طبیعی کے بارے میں دلیل کی حاجت نہیں، تاہم کسی خاصہ طبیعی کے فاعل اساسی کے بارے میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ لیکن جس طرح علت اولی کے بارے میں ثبوت فراہم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اُس طرح ذات کے معاملہ میں ایسا نہیں ہوتا کیوں کہ غیر مادی اور شعوری کو تسلیم نہ کرنا کائنات سے متعلق ایک اندھا قیاس ہے جس طرح کوئی بھی افعالِ متعلقہ

اور صفاتی مادّوں کی تردید نہیں کرسکتا۔ مثلاً تپتی ہوئی شئے کی خصوصیت سے اُس کے فعل متعلقہ کی قبولیت ہے، اُسی طرح میں ہوں، ایسا تسلیم کرنے والے متلذذ موضوع کے بارے میں کسی تصدیق و تحقیق کی احتیاج نہیں ہے۔ اس لیے ذات یا شخصی رُوح کا ثبوت کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ ہاں! ذات میں دوامی شعور وغیرہ کا ہونا محض دلیل سے قابل استخراج ہے۔

جامع کلمہ ۱۳۹۔ جسم وغیرہ سے ذات مختلف ہے۔

تشریح:۔ جسم سے لے کر علت اُولی تک چوبیس عناصر ہیں اور پچیسویں ذات ہے۔ جو ان سے مختلف ہے۔ اسی باب کے جامع کلمہ ۱۶۱ کی تشریح دیکھیئے۔

جامع کلمہ ۱۴۰۔ مرتب برائے دیگر ہونے سے۔

تشریح:۔ چوبیس عناصر سے مرتب جُملہ کائنات کی تخلیق کا مقصد بستر وغیرہ کی مثل برائے دیگر یعنی ذات کے لیے ہے۔ اس بنا پر یہ استخراج ہوتا ہے کہ ذات یا شخصی رُوح مادی موضوعات سے جُداگانہ وماورا ہے۔

جامع کلمہ ۱۴۱۔ صفات وغیرہ کے برعکس ہونے سے

تشریح:۔ ست۔ رج۔ تم ان تینوں صفات کے علی الترتیب راحت، اذیت اور وابستگی خواص طبعی ہیں۔ ذات اُن کے برعکس ہوتے سے ان سے مختلف ہے کیوں کہ جسم وغیرہ راحت و اذیت وغیرہ افعال متعلقہ متلذذ ذات یا شخصی رُوح کے ہوتے ممکن نہیں ہوسکتا۔ ذات متلذذ ہے اور راحت و اذیت وغیرہ کی قبول کنندہ ہے، قبول کنندہ اور مقبول، فعل اور فاعل کے تحائف سے جسم اور ذات یا شخصی رُوح دونوں میں یگانگت نہیں ہوسکتی۔

جامع کلمہ ۱۴۲۔ دست گیری سے بھی۔

تشریح:۔ علت اولی کے تغیر صور عمل جو راحت و اذیت کا احساس دینے والے ہیں اُن میں دست گیری سبب ہے۔ متلذذ کی دست گیری سے بجائے لذّت کی تخلیق ہوئی ہے جیسا کہ آگے بیان کیا ہے۔ اس لیے ذات علت اولی سے مختلف ہے اور اس کے عمل سے بھی مستثنیٰ ہے کیوں کہ تفریق کے بغیر تلازم اور لازم و ملزوم کی کیفیت نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۱۴۳۔ متلذذ کی کیفیت سے۔

تشریح۔ جسم وغیرہ حیثیتاً ہی متلذذ نہیں ہیں، اُن سے جُداگانہ ذات ہی متلذذ ہے جسم کو متلذذ تسلیم کرنے سے وہی مفعول وہی فاعل اور وہی متلذذ ہوگا۔ جو غیر ممکن ہے۔

جامع کلمہ ۱۴۴۔ نجات کا مقصد کی رغبت ہونے سے۔

تشریح:۔ اگر جسم وغیرہ کا متلذذ ہونا تسلیم کر لیا جائے تو اُس کی نجات یعنی اذیت کے کلیتاً مفقود ہو جانے کے لیے رغبت نہیں ہونی چاہیے۔ کیوں کہ جسم کا تو اتلاف ہو ہی جاتا ہے۔ اگر علت اولیٰ کی نجات ہونا کہا جائے تو اُس کے اساس طبیعی ہونے سے اُس کا اذیت فطرت مثبت ہونا نجات کے حصول کو ناممکن بنا دے گا۔ اس لیے نجات کے مقصود کی رغبت ہونا بھی ذات یعنی شخصی رُوح کے جُداگانہ ہونے کی دلالت ہے۔

جامع کلمہ ۱۴۵۔ مادی میں نُور کا اتصال نہ ہونے سے نُور مختلف ہے۔

تشریح:۔ خورشید وغیرہ مادی اجسام میں جو مادی آتش کے اتصال سے مادی روشنی ہے نُور اس سے مختلف ہے۔ یہاں نُور سے مراد علم ہے اور مادی اشیاء لوہا وغیرہ میں اس کا اتصال نہیں ہے۔ لہٰذا علت اولیٰ کی معلول صورت کُل مادی کائنات سے علم حیثیت ذات یعنی شخصی رُوح جُداگانہ ہے۔

جامع کلمہ ۱۴۶۔ صفات سے برتر ہونے کے سبب علم خاصہ طبیعی سے متحد نہیں۔

تشریح:۔ آتش کی روشنی ہی امتیازی صورت ہے۔ روشنی ہی کے اثر سے لامسہ سمیت آتش کی اخذیت ہوتی ہے۔ یہ امر آتش اور روشنی میں اختلاف کی دلالت ہے۔ علم نام سے موسوم نُور کے اثر کے دَوران روح کا جُداگانہ ہونے کی اخذیت نہیں ہوتی اس لیے خاصہ طبیعی اور اساسی فاعل ترتیب کا فقدان ہونے سے نُور بالذات رُوح موضوع کے کون کا تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی کوئی صفت ہونے کی دلالت نہیں ہوتی کیوں کہ تلازم ازلی ہے اور متوسل نہیں ہے ــــ صفت میں تلازم نہیں ہوتا۔ وہ کسی کے متوسل ہوتی ہے۔

شک:۔ یہ جواب معقول نہیں ہے۔ "میں جانتا ہوں" ایسی آگاہی سے خاصہ طبیعی اور اساسی فاعل ترتیب کا احساس ہونے سے ذات یا شخصی رُوح کا خاصہ طبیعی علم ہونے کی دلالت ہے۔ اس کا جواب اگلے جامع کلمہ میں دیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۱۴۷۔ کلام ربانی سے مثبت کی اُس کے نمایاں سے تردید ہونے میں قول باطل نہیں ہے۔

تشریح :۔ رُوح کا برتر از صفات ہونا محض استخراج ہی سے مثبت نہیں بلکہ کلام ربانی سے بھی تحقیق ہے

کلام ربانی میں کہا ہے! "شاہد، علیم فقط برتر از صفات ہے"!

" میں جانتا ہوں، ایسی آگاہی ہونے میں اگر خاصہ طبیعی و اساسی فاعل کے مختلف ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ تو' میں گورا ہوں' ایسی آگاہی ہونے میں جسم اور شخصی رُوح کے مختلف نہ ہونے کا احساس دُرست تسلیم کرنا چاہیے اور جسم کے علیحدہ ہونے کی دلیل کے اسباب کی تردید ہونی چاہیے۔ لیکن ایسا تسلیم کرنا صحیح نہیں۔ کیوں کہ یہ عادت کے خلاف ہے لہذا میں جانتا ہوں، اس میں اختلاف خاصہ طبیعی تسلیم کرنا مناسب نہیں ہے کیوں کہ خاصہ طبیعی و اساسی فاعل کو لاتفریق تسلیم کر کے ہی رُوح کو علم بالذات تسلیم کیا ہے برتر از صفات کہا ہے۔ اور عقل کی مختلف کیفیات کے اختلاف کو حواس باطن کا خاصہ تسلیم کیا ہے۔

شک :۔ اگر رُوح ازلی علم بالذات ہے تو علم کا اتلاف نہ ہونے سے گہری نیند وغیرہ حالتوں کی تفریق نہ ہونی چاہیے؟ اس کا جواب اگلے جامع کلمہ میں دیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۱۴۸۔ گہری نیند جن میں افضل ہے ایسی جو تین حالتیں ہیں اُن کا شاہد ہونا محض شخصی رُوح میں ہے۔

تشریح :۔ بیداری، خواب اور گہری نیند تینوں حالتوں کی شاہد شخصی رُوح ہے لہذا اس کا فوق الفطرۃ اور جسم سے جُداگانہ ہونا مثبت ہے۔ حواس کی وساطت سے عقل کا موضوعات کے نقش صورت تغیر پذیر ہو جانا حالت بیداری ہے۔ محض تاثرات کی آمد کے مطابق عقل کے تغیر پذیر ہو جانا خواب کی حالت ہے۔ گہری نیند جزوی محویت اور کلی محویت دو طرح کی ہوتی ہے۔ جزوی محویت گہری نیند کی حالت میں محض عقل کی کیفیت کے موہوم نقوش اکتسابی صورت سے ہوتے ہیں تبھی تو بیداری ہونے پر میں آرام سے سو یا؛ گہری نیند کے اوقات کے دوران ہوئے احساس راحت کی یادداشت ہوتی ہے۔ کلی محویت گہری نیند کے دوران جملہ کیفیات عقل کا فقدان

ہوتا ہے ۔ لہٰذا شخصی رُوح اُس کی شاہد نہیں ہوتی اور نہ ہی تاثرات وغیرہ جو عقل کا خاصہ طبیعی ہیں اُن کا شاہد ہونا ممکن ہوتا ہے ۔ ان تینوں حالتوں میں شخصی رُوح کا شاہد ہونا یہ ہے کہ جس طرح عقل کی کیفیات اپنے میں منعکس ہوتی ہیں اُن کو اسی طرح آشکار کر دیتا ہے ۔ اس ضمن میں یہ امر بخوبی ذہن نشیں ہونا چاہیے کہ شخصی رُوح تغیر سے کلیتاً مبرّا ہونے کے سبب وہ محض کیفیات عقل کی شاہد ہے وہ علم بالذات ہے ۔ اس لیے آگاہی میں تعین قائم ہوتا ہے اور غیر معین حالت پیدا نہیں ہوتی ۔ سوال پیدا ہوتا ہے آیا کہ رُوح ایک ہے یا زیادہ ؟

جامع کلمہ ۱۴۹ ۔ ولادت وغیرہ طرز عمل سے روحوں کے بہت ہونے کی دلالت ہے ۔

تشریح :۔ کائنات میں انسان، چرند پرند انواع و اقسام کے اجسام پیدا ہوتے ہیں ۔ اور بسر حیات کے دَوران رنج و راحت کا احساس کرتے ہیں ۔ اُس سے رُوح کے متعدد ہونے کی دلالت ہے ۔ لیکن کلام ربّانی کے مطابق ولادت ووفات رُوح کا خاصہ نہیں ہے ۔ پیدائش اور موت محض جسم اور حواس وغیرہ کے فوق الفطر مجموعہ کا ایک خاص طرز کا تلازم اور انفصال ہے ۔

جامع کلمہ ۱۵۰ ۔ عوضیت کے تنوع سے ایک کا بھی کئی طرح کا ربط ہوتا ہے مثلاً خلا اور سبُو کا ربط ۔

تشریح :۔ عوضیت یعنی نیابت سے ایک ہی رُوح کا طرح طرح کے اجسام کے ساتھ ربط ہوتا ہے ۔ مثلاً ایک ہی خلا کا مختلف النوع برتنوں، مکانات وغیرہ کے ساتھ تلازم ہے ۔ ایک سبُو کے ٹوٹ جاتے اور دوسرے سبُو کی ساخت میں فضا بسیط کے تلازم کا طرزِ عمل ہے، اسی طرح گوناگوں اجسام کی ولادت یا وفات وغیرہ کے ساتھ رُوح کا معمول ہے ۔

جامع کلمہ ۱۵۱ ۔ نیابت میں تنوع کا حصول کرتی ہے لیکن منقسم نہیں ہوتی ۔

تشریح :۔ نیابت کی حالت میں مختلف صورتیں ہوتی ہیں لیکن تب بھی منفرد روح یا ذات میں تفریق نہیں ہوتی، اس کا تفصیل سے بیان باب ششم میں کیا گیا ہے

جامع کلمہ ۱۵۲ ۔ اس طرح یکساں حالت میں ہمہ جا حاضر متضاد خاصہ طبیعی کا

موضوع نہیں ہے ا۔

تشریح ۔ رُوح نیابت سے تفریق کا حصول کیے ہوئے ہے ورنہ وہ ماھیتاً خلا کی مانند ہے اور ہر جگہ حاضر ہے چوں کہ ولادت و وفات محدود شئے کی ہوتی ہے اس لیے ہمہ جا موجود اُن کی گرفت سے بالا ہوتا ہے لہذا رُوح یا ذات متضاد خاصہ طبیعی کا موضوع نہیں ہوسکتی، رُوح میں عقل اور جسم کے افعال متعلقہ کا طرزِ عمل بلور کا مختلف قسم کے رنگوں کو اختیار کرنے صورت طرز عمل ہونے کی مثل ہے ۔

جامع کلمہ ۱۵۳ ۔ دیگر کا خاصّہ طبیعی ہونے سے بھی، عمل تقرر سے اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے ۔ واحد ہونے سے ۔

تشریح ۔ ذات میں راحت وغیرہ کا جو کہ علتِ اولی کا خاصّہ طبیعی ہیں اُن کا انتساب کرنے سے بھی عمل تقرر کی دست گیر ذات کے واحد ہونے سے تفریق کا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں کہ خلا اگرچہ ایک اور لامنقسم ہے، تاہم مٹکوں کے خلاؤں کا جُدا گانہ نیابتی فعل متعلقہ طرز عمل وقوع پذیر ہوتا ہے ۔ یہاں یہ امر بخوبی ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ خاصہ رُوحی اور خاصہ حیاتی میں جُدا گانہ نیابت کا معمول نہیں ہوتا۔ سُبو کے اتلاف سے سُبو کے خلا کے اتلاف کی مثل جسم خاکی کی وفات سے نیابتاً رُوح فوت نہیں ہوتی ۔ واحد رُوح یا ذات میں راحت و اذیت، ولادت و وفات وغیرہ متضاد خواص طبیعی نہیں ہوسکتے ہیں، قصہ کوتاہ ذات میں شعوری نوعیت سے وحدت ہے اور معمول و انفرادیت سے کثرت ہے ۔

جامع کلمہ ۱۵۴ ۔ نوعی اختلاف ہونے سے وحدہٗ لاشریک کلام ربانی میں تضاد نہیں ہے ۔

تشریح ۔ مسئلہ یہ ہے کہ کلام ربانی اور روایات و منقولات میں کہیں تو شخصی رُوح اور ہستِ مطلق کو جُدا گانہ کہا ہے ۔ اور کہیں وحدہٗ لاشریک کی وحدت کا بیان ہے ۔ لہذا یہ ایک تضاد کی صورت ہے ۔ اس کا تصفیہ کرتے ہیں ۔ وحدہٗ لاشریک کی وحدت کے موضوع پر کلام ربانی کا مدعا مقصود شخصی رُوح اور ہستِ مطلق کے محض جوہر صورت مماثل خاصہ طبیعی نوع کی تحقیق ہے ۔ اور اُن کی ثنویت کے بارے میں کلام ربانی منظرِ عام راحت و اذیت وغیرہ کے طرزِ عمل پر ہے ۔ اور انفرادیت اور معمول کے فرق سے طرزِ

عمل کی تحقیق ہے۔ مثلاً متعدد چراغ نیابت اور انفرادیت کے لحاظ سے کثیر ہیں لیکن عنصری صورت سے محض تابانی کے لحاظ سے اُن میں اختلاف نہیں ہے۔ صحائف میں ذات کی کثرت و وحدت کا بیان اسی نظریہ سے کیا گیا ہے۔ لہٰذا کوئی عدم مطابقت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۵۵۔ مربع مزاحمت کا سبب مدِّ نظر ہونے سے کثرتِ اشکال نہیں ہے۔

تشریح :۔ ایک ہی نوع میں ضمنی اقسام سے اختلاف معلوم ہونا مربع مزاحمت ہے۔ ذات میں کثرت اشکال درحقیقت نہیں ہے۔ یہ محض ایک فریب نظر ہے جو حق و باطل کی تمیز نہ ہونے سے نافہمی کا شاخسانہ ہے۔

جامع کلمہ ۱۵۶۔ نابینا کے نہ دیکھنے سے ایسا نہیں کہ بینا کو یافت نہیں ہوتی۔

تشریح :۔ نابینا سے مُراد جاہل ہے، اس کو وحدت کا وقوف نہیں ہوتا۔ لیکن بینا یعنی جو عارف ہے اس کو وحدت کی آگاہی ہوتی ہے۔ حواس سے مدرک نہ ہونے پر بھی کیفیت سے وحدت کا ہونا ثبوت سے ہی نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۵۷۔ وامَ دیو وغیرہ نجات یافتہ ہیں، ایسا کہنا وحدت نہیں ہے۔

تشریح :۔ جب گوئندہ یہ کہتا ہے کہ وامَ دیو وغیرہ نجات یافتہ ہیں تو اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ گوئندہ خود میں پابندی کا ہونا تسلیم کرتا ہے۔ یہ دوئی ہونے کی دلالت ہے۔ کامل وحدت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۵۸۔ ابدالآباد سے وقت حاضرہ تک فقدان ہونے سے مستقبل میں بھی اسی طرح ہے۔

تشریح :۔ ابدالآباد سے اب تک کسی کو کلیتاً نجات کا حصول نہیں ہوا تو آئندہ بھی اسی طرح سے کسی کو کلیتاً رہائی نصیب نہیں ہوگی، کیوں کہ اگر قابلِ وقوع ہوتا تو کسی نہ کسی کو ضرور پیش آتا۔

جامع کلمہ ۱۵۹۔ وقت کی مانند تمام اوقات میں کُلّی ازالہ نہیں ہے۔

تشریح :۔ اس امر کی دلالت استخراجاً ہوتی ہے کہ پابندی کا کُلّی ازالہ پھر پابندی نہ ہو کسی کو نہیں ہوتا۔ اگر کلیتاً نجات کا حصول ہو جائے اور کُل کو چھٹکارا حاصل ہو جائے

تو عالم کی تخلیق و تحلیل (قیامت) کا فقدان ہو جانے کا امکان ہے۔ لیکن کلام ربانی یا استخراج کی شہادت سے ایسی صورتِ حال کے وقوع پذیر ہونے کی دلالت نہیں ہوتی۔

شک :۔ اگر ذات میں وحدت کا ہونا کہا ہے اور وقتِ حاضرہ میں اُس کے متضاد آگاہی ہوتی ہے۔ تو یہ معلوم کرنا ضروری ہو جاتا ہے کہ نجات کے دَوران یا تمام اوقات کس وقت ذات میں وحدت کا ہونا واجب قرار دیا گیا ہے۔ اس کا تصفیہ اگلے جامع کلمہ میں کیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۱۶۰۔ دونوں صورتوں میں بندش سے آزاد ہے۔

تشریح :۔ دورانِ نجات اور جب نجات نہیں ہوتی تب بھی، دونوں اوقات میں ذات کسی قسم کی بھی پابندی سے مبرّا ہے۔ کلام ربانی اور روایات و منقولات کی رُو سے بھی ذات ازل سے غیر پابند و تام ہے۔ اس میں کثرت اور جُدا گانگی کا انتساب صفائی طلسم (مایا) سے یا لاعلمی سے ہے۔

جامع کلمہ ۱۶۱۔ شاہد ہونا محض حاضری کی نسبت سے ہے۔

تشریح :۔ ذات کا شاہد ہونا محض حاضری کی نسبت سے ہے۔ یہ علت و معلول کی ترتیب صورت نہیں ہے۔ حاضری کے رشتہ سے بھی محض عقل کے شاہد ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ لہٰذا ذات میں حاضری کا رشتہ عقل کی کیفیت ہی کا ہے۔ یہ تعلق محض عکس کا ہے۔ جیسا کہ بلور میں سُرخ شئے کا عکس پڑنے سے سُرخی کی رویت ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۱۶۲۔ دائماً غیر پابند ہونا قابلِ تسلیم ہے۔

تشریح :۔ ذات یا شخصی رُوح دائماً غیر پابند ہے۔ وہ جملہ اذیتوں سے بھی مبرّا ہے۔ اذیت وغیرہ کیفیات عقل میں ہونے والے تغیرات کا نتیجہ ہیں۔ نجات اذیت کے احساس کا ازالہ ہونا ہے۔ یہ اذیت محض معکوس صورت ہے۔ ذات سے اذیت کا تعلق براہِ راست نہیں ہوتا۔ محض عقل کی کیفیات ہی سے ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۶۳۔ بے نیاز ہونا بھی۔

تشریح :۔ ذات فاعلیت سے مبرّا ہے کلام ربانی میں کہا ہے۔

خواہش و گماں، عقیدت و بے اعتقادی، تحمّل و تعصب

حق و باطل کے فرق کی تمیز، شرم و لحاظ اور خوف و ہراس وغیرہ

یہ سب قلب ہی ہے۔ [برہدارنیک اُپنشد ۳/۵/۱]
یہ سب قوتِ مدرکہ کا عمل ہیں، اس لیے ذات افعال کی قید سے بری ہے۔

جامع کلمہ ۱۶۴۔ موضوعاتِ عالم سے وابستگی ہونے سے فاعل ہونا قُرب سے ادراک ہونا،

تشریح:۔ ذات یعنی شخصی رُوح اور قوت ممیزہ یعنی عقل ان میں باہمی ایک شایانِ رشتہ ہے۔ ذات فطرتاً فاعل نہیں اُس میں فاعلیت کا فعل متعلقہ عقل کی موضوعات عالم سے وابستگی کی وجہ سے ہے۔ اور عقل میں فطرتاً ادراک کی صلاحیت نہیں اُس میں ادارکیت قُرب ذات سے وقوف کی روشنی ہے، مثلاً آتش اور آہن کا باہمی قُرب اُن کے خواص طبیعی کی نیابت سے ایک دوسرے میں حرارت اور ٹھوس پن لے آتا ہے۔
'قُرب سے ادراک ہونا' یہ اعادہ باب کے خاتمہ کا مظہر ہے۔

باب دوم

جوہر ابتدائی کے عمل کا تصفیہ

جامع کلمہ ۱ ۔ پابند کی نجات کی غرض سے ہے یا جوہر ابتدائی کی اپنی غرض سے ہے ۔

تشریح ۔۔ جوہر ابتدائی کے عمل سے ہم تخلیق کائنات کی غرض کا جائزہ لیتے ہیں فطرتاً اذیت کے اثرات سے مبرا شخصی رُوح کی عکس صورت اذیت سے خلاصی یا کسی غیر معینہ نامزد کو پابندی سے نجات دلانے کے لیے یا جوہر ابتدائی کی اپنی دوامی اذیت سے نجات کے لیے وغیرہ وغیرہ ان اغراض کے لیے یا اُن میں سے کسی ایک غرض کے لیے جوہر ابتدائی کا تخلیق کائنات عمل ہے ۔ نجات کی مثل راحت و اذیت کا احساس بھی

تخلیق کی غرض ہے ۔ کیوں کہ کائنات اور جسم کے بغیر جن اشیاء میں راحت و اذیت پیدا کرنے کا خاصہ طبعی ہے ۔ اُن کا فروغ پانا اور شخصی رُوح کو لاشمار انداز سے احساس راحت و اذیت فراہم کرنا ممکن نہیں ہوتا، اگرچہ نجات ہی کو اہمیت دی گئی ہے تاہم وابستگی کے بغیر نجات کی راحت کا وقوف ہونا بھی ممکن نہیں ہے ۔ چوں کہ ناقص کے بغیر

عقیدہ کی آگاہی نہیں ہو سکتی اس لیے ہی وابستگی یا پابندی کے بعد نجات کی مراد ہے اگر یہ شک پیدا ہو کہ مادی علت اولی میں یہ وقوف ہونا کہ کس غرض سے کام کیا جائے ممکن نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ علت اولی مادی ہے لیکن ذات کے قرب سے شعور کا حصول کر کے تخلیق کرنے اور عقل سے مربوط ہونے کا استخراج ہوتا ہے۔

شک :۔ جب کہ ایک بار کی تخلیق سے مطلب برآری ہو سکتی ہے تو تخلیق کے بار بار ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

جامع کلمہ ۲۔ تارک الدنیا کو اس کی تکمیل ہونے سے۔

تشریح :۔ ایک بار کی تخلیق سے نجات کا حصول ہونا ممکن نہیں ہے۔ ولادت، وفات آزار وغیرہ طرح طرح کی اذیتوں سے جب ایک مخلوق آزردہ خاطر ہوتا ہے تب علت اولی اور ذات یعنی شخصی روح میں حق و باطل کی تمیز سے پیدا ہوئے ترک لذات دنیا کا حصول ہوتا ہے۔ اس تارک الدنیا کو نجات کی تکمیل ہوتی ہے۔

ایک بار کی تخلیق سے ترکِ لذات نہ ہونے کا کیا سبب ہے؟

جامع کلمہ ۳۔ ازلی خواہش قوی ہونے کی وجہ سے محض سماعت سے اس کی تکمیل نہیں ہوتی۔

تشریح :۔ خواہش ازلی ہے، یہ انتہائی قوی ہے۔ اس لیے ترک دنیا کے لیے محض سماعت سے کام نہیں چلتا۔ لہٰذا احساس کا ہونا ناگزیر ہے اس کے بغیر ترک دنیا کی تکمیل نہیں ہوتی۔ مزید علم معرفت دیوگ، میں عقیدہ کی پختگی کی راہ میں لاشمار اخلال پیدا ہوتے ہیں اس لیے بھی محض سماعت پر ہی قناعت نہیں کی جا سکتی۔

جامع کلمہ ۴۔ خدمت گاروں کی جماعت کی مثل ہر ایک کو۔

تشریح :۔ خدمت گاروں کو ان کی مشقت کے مطابق معاوضہ ملنے کی مثل انسانوں کی بھی حسب استحقاق نجات کا حصول ہوتا ہے۔ چوں کہ انسان تعداد میں لاشمار ہیں تا کہ

ہر ایک کو حصول نجات کے مواقع فراہم رہیں ۔ اس لیے کائنات کا دور جاری ساری رہتا ہے ۔

شک :۔ کلام ربانی میں کہا ہے اُس ذات سے خلا کی تخلیق ہوئی وغیرہ، تب محض علت اولیٰ کی وساطت سے تخلیق کائنات ہونا کیوں کہا جائے ۔

جامع کلمہ ۵ ۔ علت اولیٰ ہیولائی صورت ہونے سے ذات کے دستور کی بھی دلالت ہے ۔

تشریح :۔ علتِ اولیٰ سے تخلیق کائنات ہونے کی دلالت عملی صورت سے ہے اور اُس کے ساتھ ذات کا رشتہ ایک دستوری امر ہے جس طرح نوکر اور مالک کا رشتہ ہونے سے یادشاہ ملازمین سپاہیوں کی فتح و شکست ہوتی ہے لیکن اُس کا انتساب بادشاہ میں کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح ذات کی قوت صورت علتِ اولیٰ میں کائنات کی تخلیق کا خاصہ طبیعی ہے ۔ قوت اور قوی کی کیفیت وحدت کو اختیار کر کے قوی ذات میں تخلیق کائنات کا انتساب کیا جاتا ہے ۔

شک :۔ جبکہ تخلیق خواب کی مثل کہی جاتی ہے تو علت اولیٰ میں تخلیق کا تجزیہ فی الواقع صورت سے کیوں کیا جاتا ہے ؟

جامع کلمہ ۶ ۔ معلول سے اس کی دلالت ہونے سے ۔

تشریح :۔ چوں کہ معلول کا ہونا علت کے تغیر سے ہے اور ذات لا متغیر ہے اس لیے علتِ صورت علت اولیٰ کے تغیر پذیر ہونے سے ہی کائنات کی تخلیق ہونے کی دلالت ہے ۔

شک :۔ نجات یافتہ انسانوں میں کبھی علت اولیٰ سرگرم کاریوں نہیں ہوتی ؟

جامع کلمہ ۷ ۔ باشعور کا بالقصد خار سے نجات کی مثل قاعدہ ہے ۔

تشریح :۔ جس طرح جب کسی اہل وقوف کے کانٹا چبھ جاتا ہے تو وہ اُس کو تدبیر سے نکال باہر کرتا ہے ۔ اور اُس سے خلاصی پالیتا ہے، لہٰذا خار باشعور کو اذیت دینے کے ناقابل ہوتا ہے ۔ لیکن خار جب کسی نادان یا حیوان کو چبھ جاتا ہے وہ اُس کو نکال نہیں سکتا ۔ اور خار اذیت دہندہ بن جاتا ہے ۔ اُسی طرح علت اولیٰ کا مراد عارف سے دست بردار ہو جاتی ہے ۔ عارف کے تئیں علت اولیٰ کی روانی رک جاتی ہے ۔ اور وہ اُس کے لیے اذیت دہندہ نہیں رہتی ۔ لیکن اوروں یعنی نادانوں کے لیے وہ رنجیدگی دینے والی

بنی رہتی ہے کیوں کہ وہ بوجہ غفلت صفاتی طلسم صورت دُنیاوی رغبتوں میں غلطاں رہتے ہیں
یہ قاعدہ کی ترتیب ہے۔

جامع کلمہ ۸۔ دیگر اتصال سے بھی عیاں طور پر آہن میں جلانے کی صلاحیت کی مثل اُس کی دلالت نہیں ہے۔

تشریح:۔ دیگر اتصال سے مراد علّت اولی کے تلازم سے ذات کا کسی عنصر کبیر میں تغیر ہونا مناسب قرار دیتا ہے۔ جس طرح آہن میں جلانے کی بدیہی صلاحیت نہیں ہے فقط آتش کی وساطت سے ہے اور جلا دینے والا آہن میں مخفی ہے، اسی طرح اولی کے تلازم سے ذات کا فاعل ہونا طبیعًا فاعلیت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۹۔ رغبت سے تخلیق ہوتی ہے۔ اور ترک سے علم ذات ہوتا ہے۔

تشریح:۔ تخلیق کا سبب رغبت ہے۔ ترک سے ذات کی معرفت ہوتی ہے، جس سے جملہ کیفیات مسدود ہو جاتی ہیں اور علم ذات کا حصول ہونے سے نجات ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ترک نجات کا سبب ہے۔

اب تخلیق کے عمل کی ترکیب کا بیان کیا جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۰۔ عنصر کبیر وغیرہ سے بتدریج عناصر خمسہ کی تخلیق ہوتی ہے۔

تشریح:۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے، عنصر کبیر سے تدریجاً عناصر خمسہ کا صدور ہوتا ہے۔

شک:۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔

اُس نے دم کو پیدا کیا، دم سے شوق و طلب کو
خلا کو، باد کو وغیرہ وغیرہ۔

تصفیہ:۔ اگرچہ یہاں عناصر خمسہ سے قبل دم کی تخلیق ہونی کہی ہے تاہم دم اور حواس باطن میں محض کیفیت کا اختلاف ہے اس کا بیان آگے کیا جائے گا۔ کلام ربانی میں دم ہی عنصر کبیر کے مفہوم سے کہا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۔ تخلیق کا اصل مقصود رُوح کے لیے ہے، اُن کے ذاتی مقاصد کے
[illegible] نہیں۔

تشریح :۔ تخلیق کا اصل مقصود شخصی رُوح کی نجات کے لیے ہے' اس لیے عنصر کبیر وغیرہ کا اپنے لیے تخلیق کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے کیوں کہ وہ تمام معلول صورت فانی اور عارضی ہیں ۔ لہٰذا اُن کی نجات کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہیں ہے ۔

جامع کلمہ ۱۲ ۔ مکاں' زماں اور خلا وغیرہ سے ۔

تشریح :۔ مکاں اور زماں خلا کے معلول ہیں اور محیط ہیں ۔ خلا کی خاص صفات جُملہ اشیاء میں معمور' محیط کُل اور دوامی ہونا ہے ۔ ان صفات کا مکاں وزماں میں ہونا خلا کی نسبت سے ہے ۔ خلا لاجز داور دوامی ہے لیکن مکاں وزماں میں نیاتی اختلافات سے جزوی صورتیں تسلیم کرلی جاتی ہیں ۔ بہرکیف مکاں وزماں معلول ہیں ۔ اور خلا اُن کی علت ہے ۔

جامع کلمہ ۱۳ ۔ عقل تجزیہ صورت ہے ۔

تشریح :۔ تمیز کرنا عقل کی کیفیت ہے' اس لیے تجزیہ صورت کہا ہے ۔ عقل کو عنصر کبیر اس لیے کہا جاتا ہے کہ خود کے اور دوسروں کے جُملہ اُمور میں سرایت کُن ہے لہٰذا اس لحاظ سے سب سے اعلیٰ عنصر ہے ۔

جامع کلمہ ۱۴ ۔ اُس کا عمل حُسن سیرت وغیرہ ہیں ۔

تشریح :۔ اُس کا سے مُراد عنصر کبیر ہے ۔ راستی' علم' لاتعلقی' جاہ وجلال وغیرہ اعمال کی علت مادی عقل ہے ۔ پندار خودی نہیں ہے ۔ عقل صفت ملکوتی کا عمل ہے' یہ تصدیق سے مثبت ہے ۔

شک :۔ اگر عنصر کبیر کے اعمال راستی وغیرہ اوصاف حسنہ ہیں تو تمام انسانوں میں اس کا چلن کیوں نہیں ہوتا ؟

جامع کلمہ ۱۵ ۔ عنصر کبیر دُنیوی موضوعات کی وابستگی سے معکوس ہے ہوتا ہے ۔

تشریح :۔ عنصر کبیر صفت شیطانی (رج)' اور تیرگی عقل (تم) کی وابستگی سے اُلٹا ہوجاتا ہے ۔ اور خُلقی عیب' جہل تعلق دُنیا وغیرہ کا سبب بن جاتا ہے ۔ علتِ صورت عقل علت اولیٰ میں جذب ہوئی دوامی رہتی ہے ۔ وہ معلول صورت سے تغیر پذیر ہوتی ہوئی اور اس لحاظ سے عارضی ہے ۔

جامع کلمہ ۱۶ ۔ خود بینی پندار خودی ہے ۔

تشریح :۔ میں ہوں، میں فاعل، یہ ہئیت خود بینی پندار خودی ہے۔ پندار خودی ہیولیٰ حواس باطن ہے اور خود بینی اس کی کیفیت ہے۔ لہٰذا کیفیت اور فاعل اساسی کو لاتفریق تسلیم کر کے خود بینی پندار خودی ہے۔ یہ کہا ہے۔ تجزیہ عقل کی کیفیت ہے مقصود بعینہٖ، من دیرا، یہ آگاہی پندار خودی کیفیت صورت عمل میں آتی ہے۔ لہٰذا پندار خودی کو عقل یا عنصر کبیر کا عمل تسلیم کیا جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۷۔ گیارہ اور پانچ اس کے جوہر اس کا عمل ہیں۔

تشریح :۔ گیارہ حواس اور سامعہ وغیرہ خمسہ عنصری خاصیتیں پندار خودی کے عمل ہیں۔ مجھے یہ حواس باصرہ وغیرہ احساس لذت دلانے کے سزاوار ہیں، یہی ذریعۂ راحت ہیں، یہ اظہار خود بینی کائنات کی ابتدا میں حواس اور اُن کے موضوعات کے ظہور میں آنے کی وجہ سے پندار خودی (حرکت اولی) حواس وغیرہ کا سبب ہے۔ عناصر خمسہ اور حواس کے مابین رغبت خاصّہ طبعی سے مزیّن قلب ہی ابتدا میں پندار خودی کی (حرکت اولی) سے ظہور پاتا ہے۔ قلب میں رغبت سے سامعہ وغیرہ کے عمل ہوتے ہیں اور سامعہ وغیرہ ابتدائی عناصر کی احساس لذت میں رغبت ہونے سے آلات احساسِ لذت گوش چشم وغیرہ حواس کے عمل ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ مثلاً باصرہ کی رغبت سے چشم نے ظہور پایا۔ علیٰ ہٰذالقیاس گوش، زبان وغیرہ کے معاملہ میں سمجھ لینا چاہیے۔ لہٰذا پندار خودی (حرکت اولی) سے قلب، قلب سے رغبت، رغبت سے سامعہ، لامسہ، باصرہ وغیرہ خمسہ عنصری خاصیتیں اور عنصری خاصیتوں سے معلول صورت دس خارجی حواس کا ظہور ہونے کی دلالت ہے۔

جامع کلمہ ۱۸۔ تنزل کی صورت کا حصول کیے ہوئے پندار خودی سے گیارہواں ملکوتی عمل درست ہوتا ہے۔

تشریح :۔ تغیر پذیری حالت میں پندار خودی تین طرح کا ہوتا ہے۔ خالص، عملی اور بے حس و حرکت۔ ان سے علی الترتیب ملکوتی قلب، دس حواس اور خمسہ عنصری خاصیتوں کا صدور ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۹۔ حواس عملی اور حواس علمی سمیت باطن کا گیارہواں ہے۔

تشریح :۔ دست و پا، مُنہ، مقام بول اور مقام براز یہ خمسہ حواس عملی ہیں۔ گوشت، پوست، چشم، زبان اور ناک یہ خمسہ حواس علمی ہیں۔ اُن کے سمیت گیارہواں

باطنی حاسہ قلب ہے۔

جامع کلمہ ۲۰۔ کلام ربانی کی رُو سے پندارِ خودی سے نسبت ہونے کی دلالت سے مادی نہیں ہے۔

تشریح:۔ قبل کے جامع کلمہ کی مطابقت سے حواس کا لفظ اضافہ طلب ہے۔ حواس چوں کہ پندارِ خودی کے معلول ہیں اس لیے وہ مادی نہیں ہیں۔ کلام ربانی یہ ہے۔

حواس کا پندارِ خودی سے رشتہ والے ہونا۔

لیکن آج وید کا متعلقہ قطعہ معدوم ہے۔ اس لیے مذکور کلام ربانی دستیاب نہیں ہے۔ تاہم اس ضمن میں مُرشد کا کلام قابلِ قبول ہے۔

میں ایک ہُوں بہت ہوؤں ؟ [تیتر یہ اُپنشد ۱/۶/۲]

مندرجہ بالا کلام ربانی بھی پندار کا مظہر ہے۔ یہ مقدم ہے۔ اور مادی ہونے کے بارے میں کلام ربانی ثانوی درجہ کا ہے۔

شک:۔ مادّی ہونے کا کلام ربانی ثانوی قرار دیئے جانے پر بھی پنداری ہونا مرتب نہیں ہوتا کیوں کہ جب کوئی وفات پاتا ہے تو اُس موقعہ کے لیے کلام ربانی ہے۔

" اس شخص کی گویائی آتش میں ضم ہوتی ہے، بادِ حیاتی باد میں ضم ہوتی ہے۔ چشم خورشید میں ضم ہوتی ہیں "

اس طرح حواس بسیط قوتوں (دیوتاؤں) میں ضم ہوتے ہیں۔ لہٰذا بسیط قوتوں کی علت مادی، ہونے کی پذیرائی ہوتی ہے کیوں کہ معلول اپنی علت ہی میں ضم ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۱۔ بسیط قوتوں میں ضم ہونے پر جو کلام ربانی ہے وہ ازلی خالق سے متعلقہ نہیں ہے۔

تشریح:۔ مشاہدہ میں آتا ہے کہ جو ازلی خالق نہیں اُس میں بھی ضم ہونا ہوتا ہے مثلاً پانی کی بوندیں زمین میں جذب ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح بسیط قوتوں میں حواس کے ضم ہونے پر کلام ربانی ہے۔

جامع کلمہ ۲۲۔ اُن کی تخلیق کی ولادت کلام ربانی سے ہونے اور اتلاف کے مشاہدہ سے بھی۔

تشریح:۔ بعض قلب کو دوامی تسلیم کرتے ہیں۔ اس کی تردید اس جامع کلمہ میں

کی گئی ہے۔ اُن سے مراد جملہ حواس ہے حواس کی تخلیق، مثلاً کلام ربانی میں کہا ہے۔

اس لیے رُوح سے بادِ حیاتی پیدا ہوتی ہے اور احساس اور جملہ حواس بھی سے
[منڈوک اُپنشد ۲/۱/۳]

جس کی تخلیق ہوتی ہے اُس کا اتلاف لازم ہے۔ یہ امر استخراجاً مثبت ہے بڑھاپے میں چشم وغیرہ کی مثل قلب میں بھی ضعف آجاتا ہے۔ اس سے عیاں ہے کہ قلب بھی تلف ہو جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۳۔ حواس لطیف ہیں غلط فہم کو خانہ جات میں معلوم پڑتے ہیں۔

تشریح:۔ حواس از حد لطیف ہیں، غیر مرئی ہیں لیکن جو مغالطہ کا شکار ہیں وہ مسکن اور حاسہ میں امتیاز نہیں کر پاتے ہیں اور حواس کا اُن کے خانہ جات میں واقع ہونا تصور کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۲۴۔ صلاحیت کا فرق ہونے سے بھی، مختلف ہونے کی دلالت ہے، ایک ہونا مثبت نہیں ہے۔

تشریح:۔ بعض کا دعویٰ ہے کہ حاسہ ایک ہی ہے، صلاحیت کے فرق سے اُس کے مختلف عملیات ہوتے ہیں۔ لیکن یہ دعویٰ قابلِ قبول نہیں ہے۔ اگر ایک حاسہ کی مختلف صورتیں صلاحیت کی رُو سے تسلیم کریں۔ تب وہ صلاحیتیں ہی حواس ہوں گی، اور اس طرح سے بھی حواس کے مختلف ہونے کی دلالت ہو گی۔ لہٰذا حاسہ کا ایک ہونا مثبت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۲۵۔ خیال اور صریح شہادت کی ناموافقت نہیں ہے۔

تشریح:۔ صریح شہادت سے حواس کا طرح طرح کا ہونا عیاں ہے اور واضح طور پر مثبت ہے۔ اس میں خیال کی ناموافقت ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۲۶۔ قلب دونوں صورتوں والا ہے۔

تشریح:۔ قلب کا طریقۂ عمل علمی و عملی دونوں حواس والا ہے۔

جامع کلمہ ۲۷۔ تغیرات صفات کے اختلاف سے موقع و محل کے مطابق مختلف ہونے کی دلالت ہے۔

تشریح:۔ ایک ہی فرد موقع و محل کے مطابقت مختلف وضع و قطع اختیار کرتا ہے

مثلاً کبھی شاگرد ہوتا ہے تو کبھی اُستاد بن جاتا ہے علیٰ ہذالقیاس ۔ اسی طرح ست (رج تم صفات کی تغیر پذیری سے ہونے والے اختلافات کی وجہ سے قلب، جسم وغیرہ کے ساتھ ہم کیفیت ہو کر منظر وغیرہ مختلف کیفیات سے طرح طرح کا ہوتا ہے۔ مثلاً تم کے غلبہ میں سیپ میں چاندی کا احساس ہوتا ہے لیکن ست، کا غلبہ ہونے سے یہ مغالطہ رفع ہو جاتا ہے ۔

جامع کلمہ ۲۸ ۔ باصرہ، ذائقہ وغیرہ دونوں کے (اُمور) غلاظت تک ہیں۔

تشریح :۔ باصرہ، ذائقہ، سامعہ، لامسہ اور شامہ یہ حواس علمی کے اُمور ہیں۔ اور بولنا، دینا، چلنا، جماع اور غلاظت خارج کرنا یہ حواس عملی کے اُمور ہیں ۔ اس طرح اخراج غلاظت تک حواس کے اُمور ہیں ۔

جامع کلمہ ۲۹ ۔ ناظر وغیرہ ہونا رُوح کا اور عضو ہونا حواس کا ۔

تشریح :۔ شخصی رُوح کا نظارہ کیفیات میں خمسہ حواس علمی کے اُمور کا علیم ہونا ۔ مقرر ہونا، خمسہ حواس عملی کے اُمور میں راغب ہونا ۔ صاحب فکر ہونا، وغیرہ ہوتا ہے۔ حواس اپنے اپنے متعلقہ اعضاء کی وساطت سے سرگرم کار ہوتے ہیں ۔ لاتغیر شخصی رُوح کا ناظر و فاعل وغیرہ ہونا آہن کا مقناطیس کے قُرب سے حرکی ہونے کی مثل ہے جس طرح سپاہ جنگ کرتی ہے نام بادشاہ کا ہوتا ہے ۔ اسی طرح ناظر و صاحب خیال سے وغیرہ ہونا، رُوح سے منسوب کیا جاتا ہے ۔ ورنہ شخصی رُوح یعنی ذات محض حواس کے اعضاء کے قُرب ہی سے فاعل ہے ۔ ماہیت سے نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۳۰ ۔ تینوں کی اپنی خصوصیت سے مُراد ہے ۔

تشریح عنصر کبیر کی اعلیٰ خصوصیت تصفیہ کرنا ہے ۔ پندار خودی کی خصوصیت حاسیہ صفت کو اپنی رُوح میں منتقل کرنا ہے ۔ اور قلب کی خصوصیت تصد و قیاس کرنا ہے ان نشانیوں سے اور اُن کی فرداً فرداً خصوصیت سے اُن تینوں کی آگاہی ہوتی ہے ۔

جامع کلمہ ۳۱ ۔ باد حیاتی (دم یا پران) باد کی خمسہ صورتیں حواس باطن کی معمول کی کیفیت ہے ۔

تشریح :۔ جسم میں باد کی مقررہ سرایت پذیری کے لحاظ سے سانس یعنی باد حیاتی کی خمسہ صورتیں بیان کی ہیں وہ حواس باطن، یعنی پندار، عقل اور قلب ان تینوں

کی تغیر پذیری کی صورتیں ہیں۔

پران قلب میں، اُپان مقام برازمیں، سمان ناف میں، اودان گلے میں اور ویان تمام جسم میں رہتی ہے۔ یہ بادِ حیاتی کے مقامات ہیں۔

جامع کلمہ ۲۲۔ حواسی کیفیت سلسلہ سے اور بلا سلسلہ سے ہے۔

تشریح :۔ اولین بلا قیاس آگاہی ہوتی ہے۔ اور بعد میں سلسلہ متواتر سے باقیاس آگاہی ہوتی ہے۔ سامعہ، لامسہ، باصرہ، ذائقہ اور شامہ کے موضوعات میں پہلے حواس کی وساطت سے خبر ہونے کی آگاہی متعلقات کے بغیر ہوتی ہے۔ یہ بلا قیاس آگاہی ہے۔ بعد ازاں معروضات کے متعلقات مثلاً خواص طبیعی، مادہ صورت افعال متعلقہ، نوع وغیرہ سے جو مخصوص آگاہی ہوتی ہے۔ اس کو باقیاس آگاہی کہتے ہیں۔ یہ دونوں طرح کی حواسی آگاہیاں خبری کی دو اقسام ہیں۔

جامع کلمہ ۲۳۔ خمسہ کیفیات مزاحم و معاون ہیں۔

تشریح :۔ جہل، زعم، رغبت، نفرت اور خوف مرگ یہ پانچ مزاحم کیفیات ہیں شہادت یا تصدیق سہو یا خطا قیاس، خواب یا نیند اور حافظہ یہ کیفیات ہیں۔ تصدیق کا بیان قبل میں کیا جا چکا ہے۔ حق و باطل کے فرق کی تمیز کے برعکس غیر حقیقی وقوف سہو ہے۔ مثلاً سراب، صدف میں نقرہ اور رسی میں سانپ کی آگاہی وغیرہ سے جو مغالطہ ہوتا ہے وہ سہو ہے۔ معروض کی غیر موجودگی میں محض لفظ کی بنا پر جو تصور کرنے کا عمل ہے وہ قیاس ہے۔ سہو کی کیفیت میں رُو برو موجود اشیاء کی صورت میں متضاد آگاہی ہوتی ہے قیاس کی کیفیت میں غیر موجود اشیاء کا تصور لفظ کے ادراک سے وضع ہوتا ہے۔ یہی سہو اور قیاس کا فرق ہے۔ نیند اور حافظہ کے بارے میں ہر کسی کو عام طور پر واقفیت ہے۔

جامع کلمہ ۲۴۔ اُن کا ازالہ ہو جانے پر دُنیاوی موضوعات کی وابستگی سے بے حس ہو کر اپنے آپ میں قائم ہوتی ہے۔

تشریح :۔ اُن کا یعنی کیفیات کا ازالہ ہو جانے پر جملہ موضوعات کی رغبت سے مبرّا ہو کر شخصی رُوح وجود محض ہونے کا لطف اٹھاتی ہے۔

جامع کلمہ ۲۵۔ جس طرح پھول کی مشل تلور

تشریح :۔ جس طرح بلور کے نزدیک جس کسی رنگ کا پھول رکھ دیا جائے وہ اُس کے عکس سے وہی رنگ اختیار کر لیتا ہے ۔ اور جب پھول کو دُور کر دیا جاتا ہے تو بلور پھر اپنی اصلی بے رنگ حالت میں آجاتا ہے ۔ اور ضمنی رنگ دُور ہو جاتا ہے، اسی طرح جب علتِ اولیٰ کی کیفیات کا ازالہ ہو جاتا ہے تو شخصی رُوح نجی ہیکت میں قیام فرما ہو جاتی ہے ۔ جس میں کیف کا حصول ہوتا ہے ۔

جامع کلمہ ۳۶ ۔ ذات کے لیے علتِ عمل کا وقوع پذیر ہونا بھی غیب کے ظاہر ہونے سے ہے ۔

تشریح :۔ جس طرح غیب کے ظاہر ہونے سے علتِ اولیٰ کی روانی ہوتی ہے، اسی طرح ذات یعنی شخصی رُوح کے لیے علل عمل (حواس) کی روانی ہوتی ہے ۔ غیب کے لحاظ سے علل عمل کا وقوع پذیر ہونا اس لیے کہا ہے کہ علل عمل کو رواں کرنے والی ذات نہیں ہو سکتی کیوں کہ قبل ازاں ذات کا فعل سے مبرا ہونا اور غیر متغیر ہونا قبول کیا جا چکا ہے، قادرِ مطلق کو خالقِ کائنات تسلیم نہیں کیا، اس لیے غیب (اتفاق) ہی کو بانی تسلیم کیا ہے ۔

سوال :۔ دوسروں کے لیے علل عمل (حواس) خود بخود کس طرح رواں ہوتی ہیں ؟ اس کا جواب دیا ہے ۔

جامع کلمہ ۳۷ ۔ بچھڑے کے لیے گائے کی مثل ۔

تشریح :۔ جس طرح گائے فطرتاً اپنے بچھڑے کے لیے خود بخود دودھ دیتی ہے اسی طرح علل عمل یعنی حواس طبیعتاً اپنی مالکہ ذات یعنی شخصی رُوح کے لیے خود بخود رواں ہوتے ہیں عقل کا صدور (ظہور) حد شعور سے وراحالت سے ہوتا صرف گمانیت ہے ۔

جامع کلمہ ۳۸ ۔ موضوع علل کے عمل کے مرکز کے لحاظ سے نظام کائنات کے تیرہ علل عمل ہیں ۔

تشریح :۔ عقل، پندار اور قلب یہ تین باطنی حواس (پانچ علمی اور پانچ عملی)، یہ کل تیرہ (۱۳) نظامِ کائنات کے علل عمل ہیں ان سب میں مقدم عقل ہے ۔ دیگر تمام اُس کی ثانوی اقسام ہیں ۔

وہ کون سا مخصوص خاصہ طبیعی ہے جس سے دیگر حواس کو عقل کی نسبت ثانوی درجہ حاصل ہے ؟ اس کا جواب دیتے ہیں ۔

جامع کلمہ ۳۹ ۔ حواس میں نہایت معاون ہونے کے ربط صفت سے کلہاڑی کی مثل خصوصیت ہے ۔

تشریح :۔ سلسلۂ حواس میں حصول نجات کے لیے نہایت معاون ہونے سے علتِ صورت عقل کی خصوصیت ہے ۔ جس طرح کاٹنے کے عمل میں اتصال کو جُدا یا منقسم کر دینا ہی ماحصل ہونے میں اگرچہ ضرب ہی مقدم ممد ہے تاہم معاون ربط خصوصیت سے کلہاڑی کی بھی اعانت ہے اور اس کے علتِ عمل ہونے کی دلالت ہے ۔ اسی طرح عقل اگرچہ مقدم علتِ عمل ہے تاہم نہایت ممد ہونے سے دیگر حواس کی بھی اعانت ہے ۔

جامع کلمہ ۴۰ ۔ دونوں میں اہم ترین عقل زمرۂ خدمت گاراں میں حشم و خدم کی مثل ہے ۔

تشریح :۔ معروضات مادی اشیاء کو ذات (شخصی رُوح) کی نذر کرنے میں خارجی و باطنی علل عمل (حواس) میں عقل کا ایک خاص مقام ہے ۔ جس طرح کسی حکمراں کا کوئی خاص ملازمین میں اہم ترین درجہ کا ہوتا ہے ۔ اسی طرح عقل جُملہ حواس میں مقدم ہے عقل کے اہم ترین ہونے کا سبب اگلے جامع کلمہ میں بتلاتے ہیں ۔

جامع کلمہ ۴۱ ۔ نامعقولیت نہ ہونے سے ۔

تشریح :۔ عقل کے علاوہ دیگر حواس فقط اپنے مخصوص موضوع کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ایک حاسہ دوسرے حواس کے موضوعات کو قبول کرنے کے ناقابل ہے ۔ لیکن عقل جُملہ علل عمل (حواس) میں نفوذ پذیر ہوتی ہے ۔ اور اُن تمام موضوعات کو قبول کرتی ہے کسی بھی حاسہ کے موضوع کو قبول کرنے میں کیفیت تجزیہ صورت بے موقع و بے محل نہیں ہوتی، کُل میں معمور ہونے اور ماحصل میں نامعقولیت نہ ہونے سے عقل کو اہمیت حاصل ہے ۔

جامع کلمہ ۴۲ ۔ یوں تمام نقوش کی اساس ہونے سے ۔

تشریح :۔ جس طرح نامعقولیت نہ ہونے سے عقل کی اہمیت ہے اُسی طرح تمام تاثرات کی اساس ہونے سے اُس کی فضیلت ہے ۔ کیوں کہ چشم وغیرہ خارجی حواس اور پندار و قلب تاثرات کی اساس نہیں ہو سکتے، جو قبل میں دیکھا سُنا گیا ہے اُس کی یادداشت کے لیے کوئی بھی خارجی حواس صلاحیت نہیں رکھتا ۔ کیوں کہ یاد کرنا خارجی حواس کی خصوصیت

نہیں ہے۔ اگر حافظہ خارجی حواس کا خاصۂ طبیعی ہوتا تو نابینا اور ناشنو کو صورت وصدا کی یاد نہ آتی۔ اگر چہ اُن کو صورت وصدا عیاں نہیں ہوتے تاہم اُن کو اُن کی یاد آجانا اس امر کی دلالت ہے کہ حافظہ خارجی حواس کا خاصۂ طبیعی نہیں ہے۔ اگر قلب اور پندار کا خاصۂ طبیعی کہا جائے۔ تو علم النفس کی رُو سے جب قلب اور پندار جذب ہو جاتے ہیں تب ہی حافظہ کا عمل ہوتا ہے۔ اس لیے کُل تاثرات کی اساس عقل ہے۔ حافظہ عقل کا خاصۂ طبیعی ہے۔ اس طرح تمام تاثرات کی اساس ہونے سے بھی عقل کو اہمیت حاصل ہے۔

جامع کلمہ ۴۳۔ حافظہ کی وساطت سے، استخراج سے بھی۔

تشریح :۔ چوں کہ حافظہ سے استخراج کرنا کارِ عقل ہے یہ دیگر حواس کا کام نہیں ہے۔ اس حافظہ کی وساطت سے نتیجہ اخذ کرنے میں بھی عقل افضل ہے

جامع کلمہ ۴۴۔ بذاتہ ممکن نہ ہوگا۔

تشریح :۔ عقل کی وساطت کے بغیر شخصی رُوح کا بذاتِ خود یاد کرنے کا عمل ممکن نہ ہوگا۔ اور نہ ہی چشم و گوش وغیرہ حواس علمی کی وساطت کے بغیر عقل کا بذاتِ خود علّتِ عمل (حاسہ) ہونا ممکن ہوگا۔

جامع کلمہ ۴۵۔ اعمال کے امتیاز سے خصوصیت کی اہمیت ہے۔ ایک دوسرے کے پابند ہیں۔

تشریح :۔ حواس، قلب اور عقل باہمی نسبت سے اپنے اپنے امتیازی لائحہ عمل میں اہمیت رکھتے ہیں۔ خارجی شعور وادراک میں حواس، قلب کے عمل میں پندار خودی اور پندار خودی کے عمل میں عقل مقدم ہے۔

جامع کلمہ ۴۶۔ اُس کے عمل سے مکتسب ہونے سے دنیوی سعی کی مثل اُس ہی کی غرض کے لیے ہے۔

تشریح :۔ اُس کے یعنی شخصی رُوح کے عمل سے مکتسب جو حاسہ ہے وہ اُس ہی کی غرض کے لیے ہے۔ کوئی شخص کلہاڑا خریدنے کا کام کرتا ہے اور اس کا استعمال کاٹنے کے عمل میں ذاتی غرض کے لیے کرتا ہے، اس طرح وہ کلہاڑا اسی شخص کے کام آتا ہے جس نے اسے خریدا ہے۔ اس طرح ذات (شخصی رُوح) کے قُرب سے عقل کا صدور ہے۔ عقل ذات ہی کا آلہ ہے اور ذات کے لیے ہی اُس کا کارِ عمل ہے۔ اگر چہ غیر متغیر ہونے سے ذات (شخصی رُوح) ہیں

عمل پذیری کا فقدان ہے تاہم جس طرح جنگجوؤں کی فتح و شکست بادشاہوں سے منسوب کی جاتی ہے، اسی طرح ذات کا متلذذ، فاعل، مالک وغیرہ ہونا عمل کے دستور سے کہا جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۴۔ مساوی موزونیتِ عمل میں عقل کی اہمیت ہے حشم و خدم کی مثل۔

تشریح :۔ اگرچہ ذات کی غرض کے لیے بطور ذرائع جملہ حواس موزونیتِ عمل کی رُو سے مساوی ہیں۔ تاہم عقل کو فضیلت ہے۔ حشم و خدم میں اگرچہ بادشاہ کے تمام خدمتگار اُس کی ملازمت میں ہونے کی رُو سے برابر ہوتے ہیں، تاہم بادشاہ کا وزیر اعلیٰ ملازمین میں سب سے اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔ دیگر تمام ملازمین اس کے ماتحت ہوتے ہیں اور اُس کا حکم بجالاتے ہیں :۔

حشم و خدم کی مثل یہ اعادہ باب کے خاتمہ کا مظہر ہے۔

باب سوم

بے اعتنائی

جامع کلمہ ۱۔ مماثل سے مخصوص کی ابتدا ہوتی ہے۔

تشریح:۔ خمسہ لطیف عنصری خاصیتیں سامعہ، لامسہ، باصرہ، ذائقہ اور شامہ مماثل ہیں۔ اُن میں پرسکون عمیق ٹھوس وغیرہ صفات نہیں ہیں، اُن سے علی الترتیب خلاد، باد، آتش آب اور خاک خمسہ کثیف و بسیط عناصر کا صدور ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۔ اُس سے جسم کی

تشریح:۔ عقل، پندار خودی، قلب، خمسہ حواس علمی خمسہ حواس عملی، خمسہ عنصری خاصیتیں اور خمسہ کثیف و بسیط عناصر ان تئیں (۲۳) لطیف و کثیف عناصر کے مجموعہ سے جسم کی تخلیق ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۳۔ اس کے ہیولی سے تناسخ ہوتا ہے۔

تشریح:۔ کثیف جسم کا ہیولی لطیف جسم ہے، شخصی رُوح کا تناسخ لطیف جسم کی وساطت سے ہوتا ہے۔ رُوح کی یہ آمد و رفت نیابتی نوعیت کی ہے۔ وہ اپنے کردہ افعال کا ثمرہ بھگتنے

کے لیے ایک جسم کو ترک کر کے دوسرا جسم اختیار کرتی ہے ۔ یہ تبدیلی لطیف جسم کے ذریعہ ہوتی ہے جو خمسہ حواس علمی، خمسہ حواس عملی، خمسہ عنصری خاصیتیں، عقل پندار خودی اور قلب ان اٹھارہ (۱۸) ہیولی مادوں کا مجموعہ ہے ۔

جامع کلمہ ۴ ۔ حق و باطل کے فرق کی تمیز نہ ہونے سے بلا امتیاز تناسخ ہوتا ہے ۔

تشریح :۔ جب تک شخصی روح کو حق و باطل کے فرق کی تمیز کا حصول نہیں ہوتا تب تک ہر کس و ناکس بغیر کسی امتیاز کے تناسخ کے چرخ پر سرگرداں رہتا ہے ۔ اس نافہمی کے دور ہو جانے پر شخصی روح اپنی محرمت کو پا جاتی ہے ۔ الوہیت کا درجہ حاصل کرتی ہے اور نجی ہیئت میں قیام کرتی ہے ۔

جامع کلمہ ۵ ۔ دیگراں کا لذت سے

تشریح :۔ صاحب تمیز کے علاوہ جو نافہم ہیں وہ دنیاوی لذات سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور ان کو اعمال کا ثمرہ بھگتنا ہوتا ہے لہٰذا وہ تناسخ کے عمل کا شکار ہوتے رہتے ہیں ۔

جامع کلمہ ۶ عمل تناسخ کے تحت سرگشتہ دوئی سے نجات پاتا ہے ۔

تشریح :۔ عمل تناسخ کے تحت احساسات رنج و راحت، گرمی و سردی، نفرت و رغبت وغیرہ وغیرہ سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے ۔ تناسخ ہی ایک ایسا عقیدہ ہے جس کے مطابق نیک و بد افعال کا ثمرہ اسی عالم فانی میں ملتا ہے ۔ چنانچہ انسان کار بد سے احتراز کرتا ہے نیک افعال اختیار کرتا ہے اور قائم العقل ہوتا ہے آخر کار حق و باطل کے فرق کی تمیز کا حصول کر کے نجات پاتا ہے ۔

جامع کلمہ ۷ ۔ زیادہ تر کثیف اجسام والدین سے پیدا ہوتے ہیں دیگر ویسا نہیں ہوتا ۔

تشریح :۔ اکثر اجسام نر و مادہ کی مواصلات سے پیدا ہوتے ہیں لیکن کئی حالتوں

میں ایسا نہیں ہوتا مثلاً حشرات الارض غلاظت سے پیدا ہوتے ہیں، مزید قدیم کتب میں کشف وکرامات سے اجسام کے وجود میں آنے کا ذکر ملتا ہے۔

جامع کلمہ ۸۔ تخلیق کے آغاز میں جس کی پیدائش ہے اُس علامتی جسم کو احساس رنج وراحت ہونے سے اور کثیف جسم کو ایسا نہ ہونے سے اول الذکر کی فعلیت ہے۔

تشریح:۔ لطیف علامتی جسم تخلیق کے آغاز میں پیدا ہوتا ہے۔ اُسی کے رنج وراحت وغیرہ کے عمل سے ملوث ہونے کی دلالت ہے۔ چوں کہ علامتی جسم ہی رنج وراحت کا احساس ہوتا ہے۔ اس لیے کثیف جسم میں اُس کا فقدان ہے۔ مثلاً کثیف جسم کے کسی عضو وغیرہ کی چیرپھاڑ کے دَوران جب حواس کو معطل کردیا جاتا ہے تو درد کا احساس کافور ہوجاتا ہے۔ اس سے امر کی تائید ہوتی ہے کہ محسوس کرنا کثیف جسم کا خاصہ طبیعی نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۹۔ علامتی جسم سترہ (۱۷) عناصر کا ہے۔

تشریح:۔ گیارہ حواس (خمسہ حواس علمی، خمسہ حواس عملی اور قلب) اور خمسہ عنصری خاصیتیں (سامعہ، لامسہ، باصرہ، ذائقہ، اور شامہ) اور عقل، ان سترہ (۱۷) کا اتصال علامتی جسم ہے اس ضمن میں پندارِ خودی کو عقل کے تحت شمار کیا ہے۔

جامع کلمہ ۱۰۔ انفرادی امتیاز افعال کی خصوصیت کی بنا پر ہوتا ہے۔

تشریح:۔ مرد وزن، چرند وپرند، حشرات الارض وغیرہ طرح طرح کے اجسام کا ہونا تناسخ کے عقیدہ کے مطابق کردہ افعال کے نیک وبدنتائج بھگتنے کے لیے ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۔ اُس کی پشت پناہ کی بنا پر جسم میں اس کی دلالت سے اُس کی دلالت ہے۔

تشریح:۔ علامتی جسم کی پُشت پناہ لطیف خمسہ عناصر سے ترتیب پایا ہوا لطیف جسم ہے۔ (اُس کا بیان آگے کیا جائے گا، موخرالذکر کی قیام گاہ شعت (۶۰) خلایا جسم کثیف ہے) علامتی رشتہ سے پشت پناہ کے لطیف جسم ہونے کی دلالت ہوتی ہے۔ اور لطیف جسم کی بنا پر جسم کثیف ہونے کی دلالت ہوتی ہے۔ اس طرح تین اجسام ہیں، بعض جگہ محض علامتی جسم اور کثیف جسم کا بیان ملتا ہے اور لطیف جسم جو علامتی جسم کا مسکن ہے۔ اُس کا بیان نہیں کیا گیا، ایسا اس لیے ہے کہ علامتی جسم اور پُشت پناہ جسم دونوں لطیف ہوتے اور کیفیت "اساس - انراسی، صورت ہونے سے پشت پناہ کا شمول علامتی جسم ہی

میں ہے۔

جامع کلمہ ۱۲ - سایہ اور تصویر کی مثل اُس سے آزاد نہ ہونے سے۔

تشریح :- علامتی جسم کا مسکن صورت لطیف کیوں ضروری ہے۔ اس کا تصفیہ کیا گیا ہے۔ جس طرح سایہ اور تصویر کسی اساسی شئے کے بغیر نہیں ہوتے، اسی طرح علامتی جسم مسکن کے بغیر جُداگانہ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ علامتی جسم کی پُشت پناہ ہونے کا استخراج کیا جاتا ہے کثیف جسم کے مُردہ ہو جانے پر عقبیٰ میں جانے کے لیے علامتی جسم کی اساس کوئی دیگر جسم ہونا استخراجاً مثبت ہے۔

جامع کلمہ ۱۳ - صورت مجاز ہونے پر بھی نہیں ہوتا، اتصال سے اجتماع سے خورشید کی مثل ہوتا ہے۔

تشریح :- اگر علامتی جسم کو ایک صورت مجاز تسلیم کر لیا جائے تب بھی وہ آزادانہ طور پر بلا شرکت دیگر قائم نہیں ہو سکتا۔ خورشید کی مانند جو آسمان میں حرکت پذیر ہے لیکن بغیر ہیولیٰ قائم نہیں ہے۔ اس کا کرۂ صورت مجسّم ہوتا اس امر کی دلالت ہے کہ اس کا قائم ہونا مادی ہیولیٰ کے اتصال سے ہے۔ اسی طرح علامتی جسم نورِ ہیئت ہے لیکن وہ بھی اجزائے ترکیبی یعنی عناصر کے تلازم سے قائم ہے اور تناسخ کے عقیدہ کے مطابق جسم کثیف کی ولادت، وفات واقع پر اُس کی آمد و رفت ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۱۴ - عمل پر ہدایت ربانی کی رُو سے وہ ذرّات کا بگولہ ہے۔

تشریح :- علامتی جسم کے عمل کے بارے میں جو ہدایت ربانی ہے اُس کے مطابق وہ لطیف ذرّات کا مرکب ہے۔ وہ محدود بھی ہے عقل کی اہمیت سے اور نفس کو علامتی جسم سے منسوب کر کے کہا ہے۔

شعور ہیئت شخصی رُوح ریاض کو سرانجام دیتی ہے۔ اور
انفعال کو بھی سرانجام دیتی ہے۔' [تیتریہ اُپنشد ۱/۵/۲]

علامتی جسم کے عمل پر مندرجہ ذیل ہدایت ربانی ہے۔

'اُس کے یعنی شخصی رُوح کے جسم ترک کرتے وقت
بادِ حیاتی بھی جسم سے نکل جاتی ہے اُس وقت
وہ علامتی جسم سے متحد ہوتی ہے چنانچہ علامتی جسم

بھی ساتھ ہی جاتا ہے۔

مدد دہونے کے ضمن میں دوسری وجہ اگلے جامعہ کلمہ میں بیان کی گئی ہے۔

جامع کلمہ ۱۵۔ اُس کے غلّہ سے ترکیب شُدہ ہونے کی ہدایت ربانی ہے۔

تشریح :۔ اُس کے یعنی نشان کے غلّہ سے ترکیب شدہ ہونے کی ہدایت ربانی محض ایک صورت قابلِ اطلاق ہے۔ غلّہ کی صورت عمل کا محیط ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ ہدایت ربانی مندرجہ ذیل ہے۔

" غلّہ سے ترکیب شدہ قلب ہے، آب سے ترکیب شدہ باد حیاتی (دم) ہے، تاپانی سے ترکیب شدہ گویائی ہے وغیرہ وغیرہ [چھندوگیہ اپنشد ۶/۵/۴]

قلب اگرچہ مادی نہیں ہے تاہم غلّہ وغیرہ سے پیدا ہوئے ہم نوع جزو کل ہونے سے اُس کا غلّہ سے ترکیب شُدہ ہونا معمول سے ہے۔

جامع کلمہ ۱۶۔ علامات کا تناسخ شخصی رُوح کے لیے، بادشاہ کے باورچی کی مثل ہے۔

تشریح :۔ اگر یہ شک پیدا ہو کہ غیر شعوری علامات کا جسم در جسم تناسخ کس کے لیے ہوتا ہے۔ اُسی طرح علامتی جسم کا تناسخ شخصی رُوح کے لیے ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۷۔ جسم خمسہ اجزاء ترکیبی سے مرتب ہے۔

تشریح :۔ مادی جسم عناصر خمسہ سے مرتب ہے، خاک، آب، آتش، باد اور خلا یہ خمسہ اجزاء ترکیبی ہیں۔ ان پانچوں کے اجتماعی صورتِ عمل سے اجسام پیدا ہوتے ہیں۔

جامع کلمہ ۱۸۔ بعض چہار عنصری تسلیم کرتے ہیں۔

تشریح :۔ بعض خلا کو عنصر تسلیم نہیں کرتے، لہٰذا خاک، آب، آتش اور باد ان چار ہی سے جسم کی پیدائش تسلیم کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۱۹۔ بعض ایک ہی عنصر سے پیدا ہوا تسلیم کرتے ہیں۔

تشریح :۔ بعض اجسام کی پیدائش ایک ہی مقدم عنصر سے تسلیم کرتے ہیں۔ انسان وغیرہ کے اجسام میں خاک کی فراوانی ہونے سے خاکی، خورشید وغیرہ میں آتش کی فراوانی ہونے سے آتشی ایسا کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک عنصر جس کی افراط ہے اُسی کو مقدم اور دیگر عناصر کو محض ممد تسلیم کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۲۰ - ہر ایک عنصر میں معلوم نہ دینے سے شعور فطری نہیں ہے -

تشریح :- فرداً فرداً خاک وغیرہ عناصر میں شعور کا ہونا معلوم نہیں دیتا، اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عنصری جسم کا شعوری ہونا فطرت سے نہیں ہے، چنانچہ قائم بالغیر کی نسبت سے ہے -

جامع کلمہ ۲۱ - اور خلائق کے فوت ہونے وغیرہ کا فقدان ہوتا -

تشریح :- اگر جسم فطرتاً شعوری ہوتا تو اس کے فوت ہونے یا گہری نیند کی حالت میں چلے جانے کا فقدان ہوتا - جسم کا شعور سے تہی ہونا ہی موت کا واقع ہونا یا گہری نیند میں ہونا ہے - شعور کے فطری ہونے میں موت یا گہری نیند کا حصول ہونا ناممکن ہوگا کیوں کہ فطری خصوصیت تب ہی تلف ہوتی ہے جب مادہ موت یا گہری مادہ کے رہتے اس کا اتلاف نہیں ہوتا - موت ہو جانے پر جب جسم بنا رہتا ہے، لیکن شعور کا فقدان ہو جاتا اس سے اس کے فطرتاً شعوری ہونے کی دلالت نہیں ہوتی

جامع کلمہ ۲۲ - منشی تاثر اشیاء کی مثل ہو - منفرد میں ملاحظہ شدہ ہونے پر مرکب میں حصول ممکن ہے -

تشریح :- منشی شئے میں نشہ کی تاثیر ہونے کی تمثیل میں ہر ایک جزو میں جس سے مل کر نشہ آور شئے کی ترکیب ہوتی ہے استخراجاً اس میں لطیف صورت سے تاثیر کی دلالت ہوتی ہے لیکن جسم کے کسی بھی جزو ترست میں لطیف صورت سے بھی شعور کے ہونے کی دلالت نہیں ہوتی اس لیے اُن کے اجتماع معلول جسم میں شعور کا ہونا ممکن نہیں ہے - علاوہ ازیں، ہدایت ربانی اور استخراج کی شہادتوں سے شعور کے واحد و برقرار اور دوامی ہونے کی دلالت ہے - بغیر دوامی ہوئے فعل کے ثمرہ کا بھگتنا اور فعل کے ارتکاب کے بغیر رنج و راحت کا حصول ہونا غیر ممکن ہے - اس لیے متعدد اجزاء ترکیبی یا عناصر میں متعدد شعوری صلاحیتوں کا تصور کرنا بھی غیر موزوں ہے - ایک دوامی ہیئت شعور کا ہونا ہی ایک معقول صورت ہے -

جامع کلمہ ۲۳ - علم معرفت سے نجات ہے -

تشریح :- نجات کیا ہے ! بار بار ولادت و وفات کی زحمت سے رستگاری ہی کو نجات کہا ... حصول کے ... فرق کی تمیز سے روح عنصر کے بارے میں

تفکر کرنے پر پندارِ خودی کے حجاب کا اتلاف ہو جاتا ہے اور علم الحقیقت رونما ہوتا ہے جس کے استفادہ صورت انسان قیدِ مجاز سے رہائی پاتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۴۔ سہو سے پابندی ہے۔

تشریح :۔ وقوف باطل سے مجاز سے وابستگی اور راحت و اذیت صورت پابندی کا حصول ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۵۔ مقررہ سبب ہونے سے مجموعیت و تبادل نہیں ہے۔

تشریح :۔ اگرچہ صحائف میں علم اور جہل دونوں سے مخلوط انعال کا ذکر ملتا ہے تاہم نافہمی (حق و باطل کے فرق کی تمیز کا نہ ہونا) کا ازالہ اور علم الحقیقت کی یافت ہی نجات کا مقررہ اور مثبت سبب ہے وقوف باطل سے مربوط جو علم ہے اُس سے کسی صورت میں بھی حصول نجات کا ہونا ممکن نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۲۶۔ جس طرح خواب اور بیداری سے اُسی طرح صفاتی طلسم (مایا) والے اور غیر صفاتی طلسم والے سے دونوں سے تخفی رُوح کی رستگاری نہیں ہے۔

تشریح :۔ جو صفاتی طلسم کا عمل ہے وہ موہوم ہے، غیر صفاتی طلسم والا وہ ہے جو تغیر پذیری کے عمل سے بری اور حقیقت ہو، صفاتی طلسم والے کا اشارہ صفاتی طلسم والی آگاہی کی جانب ہے جس طرح خواب کے غیر حقیقی عمل اور بیداری کے حقیقی عمل سے کُلی نجات کی تکمیل نہیں ہوتی کیوں کہ اگرچہ خواب کے مقابلہ بیداری حقیقت ہے لیکن لاتغیر دوامی ذات کے مقابلہ وہ بھی غیر حقیقی ہے۔ غیر حقیقی موضوع سے حقیقی کلی نجات صورت' ثمرہ کا حصول نہیں ہوتا، لہذا صفاتی طلسم والا جو غیر حقیقی عمل ہے اور اُس سے متعلقہ جو آگاہی ہے اُن دونوں سے کلی نجات کی تکمیل نہیں ہوتی کیوں کہ صفاتی طلسم کا عمل فانی ہے اس لیے وہ نجات کی تکمیل کرانے والا نہیں ہو سکتا۔ نجات کی تکمیل تو محض صفاتی طلسم کے عمل سے مبرّا اساکن علم معرفت سے ہوتی ہے

جامع کلمہ ۲۷۔ دیگر کو بھی انتہا نہیں ہے۔

تشریح :۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ذات سے علاوہ جو معبود ہے' اُس کے بھی صفاتی طلسم (مایا) سے مبرّا ہونے کی دلالت نہیں ہے۔ جب معبود ہی صفاتی طلسم سے بری نہیں تو عابد کا اُس طلسم سے مبرّا ہونا غیر ممکن ہے۔ اس لئے ذات سے علاوہ دیگر کسی معبود یا

برگزیدہ ہستی کی عبادت سے کلی نجات کا حصول ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جامع کلمہ ۲۸۔ تسلیم کیا ہوا بھی اسی طرح ہے۔

تشریح:۔ متصور دیوتا وغیرہ بھی صفاتی طلسم والے ہیں اُس سے بری نہیں ہیں۔ جو بھی مجسم معبود ہے، وہ صفاتی طلسم کا عمل ہے کیونکہ حواس سے قابل ادراک مظاہر اجسام وغیرہ ہیں وہ سب عارضی ہیں اور صفاتی طلسم ہی کا کرشمہ ہیں۔

جامع کلمہ ۲۹۔ تکمیل ارادت ہونے سے عقیدت مند کے لیے جملہ صفات کے مساوی ہے۔

تشریح:۔ مفہوم یہ ہے کہ ارادت صورت جو عبادت ہے اُس کی تکمیل عقیدت مند عابد کے تئیں ہونے سے اُس پاک باز گناہ سے مبرّا شخص کو صفات کے مساوی بزرگی وصلاحیت کا حصول ہو جاتا ہے۔ لیکن نجات محض علم معرفت سے ہوتی ہے۔ عبادت وغیرہ افعال سے نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۳۰۔ رغبتوں کے اتلاف کا سبب محویت ہے۔

تشریح:۔ علم معرفت کے سدِ راہ جو موضوعات میں رغبتیں ہیں اُن کا اتلاف محویت کی وساطت سے ہوتا ہے یہاں محویت سے مُراد قیام، فکر اور مراقبہ ان تینوں کی مجموعی صورت ہے۔

جامع کلمہ ۳۱۔ کیفیات کے مسدود ہو جانے پر اُس کی تکمیل ہوتی ہے۔

تشریح:۔ نصب العین کے علاوہ جُملہ موضوعات کی کیفیات کے مسدود ہو جانے پر مراقبہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایسا ہونے پر علم معرفت نمو ہوتا ہے، محض فکر کی ابتدا کرنے سے علم معرفت کا حصول نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۳۲۔ قیام، نشست اور مزاولت سے اسکی تکمیل ہوتی ہے۔

تشریح:۔ اُس کی یعنی مراقبہ کی تکمیل ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۳۳۔ سانس کو خارج کرنے، اُس کو اندر کھینچنے اور اُس کے عمل کو روکنے سے رکاوٹ ہوتی ہے۔

تشریح:۔ سانس کو خارج کرنے اور باہر روک کر رکھنا، اور اسی طرح اندر کھینچنا اور اندر روک کر رکھنا اس مزاولت سے بادحیاتی پہ قابو پایا جاتا ہے اس

عمل کو حبس دم (پرانا یام) کہتے ہیں، اس سے قلب یکسو ہو کر مراقبہ کا حصول ہوتا ہے۔
یہ یوگ کی مشق ہے۔ مزید تفصیل کے لیے پاتنجلی کا فلسفہ یوگ، دیکھئے۔

جامع کلمہ ۲۴۔ جو بے حس وحرکت اور آرام سے بیٹھنے کا شغل ہے وہ نشست (آسن) ہے۔

تشریح:۔ شاغل حسب استعداد جس طریق سے بھی بے حس وحرکت و مستقل مزاجی سے اور آرام سے زیادہ دیر تک بیٹھ سکے وہی نشست ہے۔

جامع کلمہ ۲۵۔ اپنے مرحلۂ حیات (آشرم) کے لازم کردہ فرائض کی تکمیل کرنا، 'فعلِ ذاتی' ہے۔

تشریح:۔ قدیم ہند کے نظام معاشرت کے مطابق شخصی زندگی چار مراحل میں منقسم کی گئی ہے۔ یہ تجرد (برہمچریہ) خانہ داری (گرہست)، رفتن جنگل (بان پرست) اور ترک علائق (سنیاس) ہیں۔ اُن کو چار آشرم کہا جاتا ہے۔ ان چاروں کے بمنزلہ حیات فرداً فرداً فرائض لازم کیے گئے ہیں۔ اُن کی تعمیل ایک فردِ واحد کا فعل ذاتی ہے لہٰذا اُن کی ادائیگی لازم قرار دی گئی ہے۔

جامع کلمہ ۲۶۔ بے اعتنائی اور شغل سے

تشریح:۔ بے اعتنائی اور شغل سے علم معرفت کی تکمیل محض اعلیٰ مرتبہ کے مستحقین کے لیے کہی گئی ہے۔ اس کے لیے کیفیات قلب کا مسدود ہونا، قلب کا یکسو ہونا اور رغبت موضوعات سے فارغ خلی مقدم ہیں۔ ان کا حصول بے اعتنائی اور شغل سے ہوتا ہے۔ جو اعلیٰ درجہ کے مستحق نہیں ہیں اُن کو اصول اطوار، ضابطہ باطن حبس دم وغیرہ ہشت اجزا کی مزاولت سے اور نہایت دشواری سے علم معرفت کی تکمیل ہوتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے پاتنجلی کا فلسفہ یوگ، دیکھیے۔

جامع کلمہ ۲۷۔ سہو کی خمسہ ضمنی اقسام ہیں۔

تشریح:۔ جہل، مادہ وشعور کی گرہ، رغبت، نفرت اور خوف مرگ یہ خمسہ سہو کی ضمنی اقسام ہیں۔ یہ ہی وابستگی کا سبب ہیں۔

(۱) فانی، ناپاک، رنج اور وجود مادی میں علی الترتیب لافانیت، پاکیت راحت اور وجود غیر مادی کے احساس کی شناخت کرنا ہی جہل ہے۔

(۲) رُوح اور غیر رُوح کا ایک ہی ہونا جاننا مادہ اور شعور کی گرہ ہے، مثلاً "میں جسم ہوں" ایسا احساس ہونا۔

(۳) راحت کے احساس کی آڑ میں رہنے والا سہو رغبت ہے۔

(۴) رنج کے احساس کی آڑ میں رہنے والا سہو نفرت ہے۔

(۵) جو بطور ایک موروثی فطرت چلا آ رہا ہے اور حمقا اور عقلا میں موجود دیکھا جاتا ہے وہ سہو خوف مرگ ہے۔

جامع کلمہ ۳۸۔ عدم صلاحیت اٹھائیس (۲۸) قسم کی ہے۔

تشریح:۔ سہو کی وجہ سے اٹھائیس (۲۸) قسم کی نااہلی ہے۔ گیارہ (۱۱) حواس کا تلف ہونا مثلاً بہرہ پن، جذام، بے بصری، نامردی، گونگا پن وغیرہ۔ نو (۹) خاطر جمعی ہا اور آٹھ کمالات (ان کا بیان آگے آئے گا) کا مانع ہونا یہ اٹھائیس (۲۸) عدم صلاحیتیں ہیں۔

خاطر جمعی سے مراد شاغل کی وہ حالت ہے جب حصول نجات سے قبل ہی اُس کے اشغال کو ترک کر اور خاطر جمع ہو کر مطمئن ہو جاتا ہے۔ یہ رکاوٹ کی حالت عدم صلاحیت ہے۔ اسی طرح کثیف و کرامات بھی راہ معرفت میں مزاحم ہیں کیوں کہ اُن میں پھنس کر سالک راہِ معرفت سے بھٹک جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۳۹۔ خاطر جمعی کی نو (۹) اقسام ہیں۔

تشریح:۔ اس کا بیان آگے کیا جائے گا۔

جامع کلمہ ۴۰۔ کمال آٹھ (۸) اقسام کا ہے۔

تشریح۔ اس کا بیان آگے کیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۴۱۔ اصل موضوع کی اقسام قبل کی مثل ہیں۔

تشریح:۔ جہل، مادہ و شعور کی گرہ، رغبت، نفرت اور خوفِ مرگ یہ اختصار سے سہو کی اقسام ہیں تفصیل سے سہو باسٹھ (۶۲) مندرجہ ذیل اقسام کا ہے۔

غیب، عنصر کبیر، پندار خودی اور خمسہ عنصری خاصیتیں ان آٹھ غیر رُوح میں ادراک ذات ہونا جو لاعلمی ہے یہ تیرگی عقل (۸) آٹھ طرح کی ہے۔ ان آٹھ کو غیر رُوح میں ادراک ذات ہونے کی کیفیت سے قبول کرنے میں آٹھ (۸) طرح کا دلی تعلق

پیدا ہوتا ہے۔ خمسہ عنصری خاصیتوں کو سماوی اور غیر سماوی تقسیم سے قبول کرنے میں رغبت دس طرح کی ہوتی ہے۔ اس کو عنصر کبیر سے تعبیر کر کے دس (۱۰) طرح کا تعلق کبیر ہوتا ہے۔ جہل اور غیر روح میں ادراک ذات کے آٹھ موضوع اور رغبت کے دس موضوع ان اٹھارہ (۱۸) اقسام کی نفرت ہوتی ہے اور ان اٹھارہ کے ائتلاف وغیرہ سے اٹھارہ (۱۸) اقسام کا خوف مرگ ہوتا ہے۔ یہ باسٹھ (۶۲) کی تفریق ہے۔

جامع کلمہ ۴۲۔ اسی سے مزید کی۔

تشریح:۔ مزید سے مراد عدم صلاحیت ہے اس کا تذکرہ جامع کلمہ ۳۸ کی تشریح میں ہو چکا ہے۔

جامع کلمہ ۴۳۔ باطنی وغیرہ کی تفریق سے خاطر جمعی نو (۹) طرح کی ہے۔

تشریح: ۱ - خارجی خاطر جمعی وہ ہے جس میں روح باطن کی معرفت ہوئے بغیر خارجی موضوعات سے بے اعتنائی اختیار کر لی جاتی ہے۔ اس کی خارجی موضوعات یعنی سامعہ، لامسہ، باصرہ، ذائقہ اور شامہ کے اعتبار سے پانچ ضمنی اقسام ہیں مثلاً خاطر جمعی لامسہ علی ہذا القیاس، ان سے پانچ اذیتیں ہوتی ہیں۔ (۱) ان کے حصول میں اذیت (۲) ان کی حفاظت میں اذیت (۳) ان کے تلف ہو جانے پر اذیت (۴) ان سے لطف اندوز ہونے میں اذیت کیوں کہ لذت کے شوق سے خواہش کی بالیدگی ہوتی ہے اور خواہش کی تکمیل نہ ہونے سے اذیت ہوتی ہے۔ اور (۵) دیگر کو آزردگی ہونے کی اذیت کیوں کہ کسی کو آزار پہنچائے بغیر لذت کا حصول نہیں ہو سکتا۔

متذکرہ بالا خاطر جمعی کی ناقص اقسام ہیں لیکن جب ریاض صورت فرضی کی باقاعدہ پابندی سے بلا تساہل و خطا موضوعات سے اور وابستگی سراسر ترک کر دی جاتی ہے تب اس نوعیت کی خاطر جمعی سے قانع قلب ساکن اور خواہش سے تہی ہو کر اعلیٰ درجہ کی تسکین کا حصول کرتا ہے۔ اس نظریہ سے خاطر جمعی قوت صورت ہے۔

۲ - باطنی خاطر جمعی چار قسم کی ہے۔

(۱) علتِ مادی خاطر جمعی:۔ اس امر کا علم ہو جانے پر بھی کہ روح علتِ مادی سے مختلف ہے، معرفت ذات کے لیے اس بھروسہ پر قیام، تفکر، مراقبہ کی مزاولت

نہ کرنا کہ صفات ذات کی لذات دنیوی سے لطف اندوزی اور نجات دہندگی کے لیے خود ہی ملتفت ہو رہی ہیں۔ اس لیے خود بخود نجات کا حصول ہو جائے گا۔ یہ بھروسہ اس لیے باطل ہے کہ صفات ذات کی منشا کے تحت چل رہی ہیں، جب ذات خود ہی مطمئن ہو کر ریاض سے بے توجہی اختیار کر لیتی ہے تو علتِ مادی اس کے لیے کیا کر سکتی ہے؟

(۲) ہیولی خاطر جمعی۔ اس بھروسہ پر کہ ترک علائق کر دینے سے خود بخود نجات کا حصول ہو جائے گا۔ اور اُس کے لیے سعی نہ کرنا ہیولی خاطر جمعی ہے۔ یہ بھروسہ اس لیے باطل ہے کہ ترک علائق محض ایک طرزِ عمل ہے اور اُس میں قیام تفکر، مراقبہ ہی معرفت ذات کا سبب ہے۔

(۳) زماں خاطر جمعی۔ یہ بھروسہ کہ وقت پر خود بخود نجات کا حصول ہو جائے گا، اس لیے اُس کے لیے کوئی سعی نہ کرنا زماں خاطر جمعی ہے۔ وقت کا بھروسہ اس لیے باطل ہے کہ زماں جملہ کارِ عالم کا سبب ہے لہٰذا وہ ترقی کی مثل تنزل کا بھی سبب ہے اس لیے ترقی کے لیے کوشش کرنا لازم ہے۔

(۴) تقدیر خاطر جمعی۔ اس بھروسہ پر کہ اگر قسمت میں ہوگا تو خود بخود معرفت حقیقت کا حصول ہو کر نجات ہو جائے گی اُس کے لیے کوشاں نہ ہونا تقدیر خاطر جمعی ہے۔ یہ بھروسہ اس لیے باطل ہے کہ تقدیر بھی خود سے کی گئی تدبیر سے بنائی جاتی ہے۔

متذکرہ بالا قابلِ ردّ و ترک ہیں لیکن جب ریاض صورت فرض کو باقاعدگی اور پابندی سے بلا کسی قسم کے تساہل و سہو سے کیا جاتا ہے۔ تب اُن سے اطمینان و سکون کا حصول ہوتا ہے۔ لہٰذا اس درجہ کی خاطر جمعی قوت صورت ہے۔

جامع کلمہ ۴۴۔ استخراج وغیرہ سے کمال کا حصول ہوتا ہے۔

تشریح:۔ کمال کی آٹھ اقسام ہیں، استخراج، سماعت، مطالعہ، فیضان، مخلص خیرات، انسداد اذیت النفس، انسداد اذیت الخلائق اور انسداد اذیت الٰہیہ۔

(۱) استخراج کمال۔ گذشتہ جنموں کے تاثرات سے بذاتِ خود اس عالم فانی پر تفکر کرنے سے فنا و بقا، مادہ و شعور کے تصفیہ سے چوبیس (۲۴) اجزا ترکیبی کا واضح اور درست علم ہونا۔

(۲) سماعت کمال۔ علم التمیز کا حصول کیے ہوئے مُرشد کے واعظ سے علم خود شناسی

کا حصول ہونا۔

(۳) مطالعہ کمال صحائف کے مطالعہ اور اُن پر غور و فکر سے علم خود شناسی کا حصول ہونا

(۴) فیضانِ مخلص کمال کسی صاحب کمال کی صحبت کا فیض حاصل ہونا اور اُس کی رحمت و نظرِ کرم سے علم خود شناسی کا حصول ہونا،

(۵) خیرات کمال۔ وہ واصل (یوگی) جو اپنی خورد و نوش وغیرہ کی ضروریات سے بے اعتنا ہو کر معرفت ذات میں محو رہتے ہیں۔ اُن کے طعام وغیرہ تمام طرح کی ضروریات کو عقیدت و خلوص کے ساتھ پورا کرنے اور اُس کے تبرک صورتِ علم سے فیضیاب ہونا۔

مذکرہ بالا پانچ کمالات علم الحقیقت کی تدابیر ہیں۔ اور مندرجہ ذیل تین اُن کے ثمرات ہیں۔

(۶) انسداد اذیت النفس۔ جملہ النفس اذیتوں کا مٹ جانا،

(۷) انسداد اذیت الخلائق۔ جملہ الخلائق اذیتوں کا خاتمہ ہو جانا۔

(۸) انسداد اذیت الٰہیہ۔ جملہ الٰہیہ اذیتوں سے بری ہو جانا۔

مذکورہ بالا آٹھ کمالات میں خلل واقع ہونا ہشت کمالات عدم صلاحیت کہلاتی ہے۔

جامع کلمہ ۵۴:۔ بلا مزید سے ترک ربط مزید سے مختلف نہیں ہے۔

تشریح:۔ مزید سے مراد جہل ہے۔ استخراج، سماعت وغیرہ سے مزید کمالات جن کا حصول یوگ کی مزاولت سے ہوتا ہے۔ وہ بھی مزید (جہل) سے ترک ربط ہوئے بغیر خطا (علم باطل) ہی ہوتے ہیں اس لیے وہ دُنیاوی کج فہم لوگوں کے لیے کمالات معلوم پڑتے ہیں جبکہ حقیقتاً وہ کمالات نہیں ہیں۔

جامع کلمہ ۵۶:۔ سماوی مخلوق (دیوتا) وغیرہ جس کی انواع ہیں ایسی کائنات ہے۔

تشریح:۔ خالق کائنات (برہما) حکمراں (پرجاپتی) دیوتاؤں کا راجا (اندر) متوفی بزرگوں کی ارواح (پتر)، نیم دیوتا (گندھرب) یکانوع ارواح (یکش) دیو (راکشس)، جن (پشاچ) وغیرہ کی سماوی کائنات ہے، حیوانات، چوپائے، پرندے

رینگنے والے جانور، غیر متحرک یعنی درخت وغیرہ یہ ادنیٰ کائنات ہے ۔ انسان بھی یک نوع مخلوق ہے ۔ یہ دیوتا وغیرہ مخلوقات کی انواع ہیں ۔

جامع کلمہ ۴۷ ۔ خالق کائنات (برہما) سے لے کر جمادات تک اُس سے صادر ہوئی کائنات حق و باطل کے فرق کی تمیز سے کلیتاً نجات صورت ہوتی ہے ۔

تشریح :۔ اُس سے مراد علتِ اولیٰ ہے ۔ خالق کائنات سے شروع ہو کر جمادات تک علت اولیٰ سے تخلیق شدہ کائنات اصغر بھی کائنات اکبر صورت عالم امکاں کی مشل تھی رُوح کو حق و باطل کے فرق کی تمیز کروانے سے لے کر کلیتاً نجات کے حصول تک معاون ہوتی ہے ۔

جامع کلمہ ۴۸ ۔ عالم بالا میں صفت ملکوتی (ست) کی فراوانی ہے

تشریح :۔ عالم اجسام (دُنیا) سے بالا عالم کی کائنات فرشتوں یا دیوتاؤں پر مشتمل ہے اس طبقہ میں صفت ملکوتی (ست) کی فراوانی ہے ۔

جامع کلمہ ۴۹ ۔ عالم زیریں میں تیرگیٔ عقل (تم) کی فراوانی ہے ۔

تشریح :۔ عالم اجسام سے زیریں عالم کی کائنات، بھوت، پریت جنات وغیرہ ہیں، اس طبقہ میں تیرگیٔ عقل (تم) کی فراوانی ہے ۔

جامع کلمہ ۵۰ ۔ درمیان میں صفت شیطانی (رج) کی فراوانی ہے

تشریح :۔ عالم اجسام میں جو کائنات ہے اُس میں صفت شیطانی (رج) کی فراوانی ہے ۔

جامع کلمہ ۵۱ فعل کی گوناگونی کے سبب جوہر ابتدائی کی سعی لونڈی زادہ کی مثل ہے ۔

تشریح :۔ فعل کی گوناگونی کے باعث علتِ اولیٰ (صفات)، طرح طرح کے افعال کرنے کی کوشش کرتی ہے، مثلاً جو ابتداہی میں لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا غلام ہے وہ خدمت کرنے کی مہارت سے اپنے آقا کی خدمت کرنے میں مختلف طریقوں سے کوشش کرتا ہے ۔

جامع کلمہ ۵۲ ۔ اس میں بازگشت ہے ۔ فرداً فرداً متاخر صنف کا سلسلہ ہونے سے قابلِ ترک ہے ۔

تشریح :۔ قبل الذکر عالم بالا جس میں کرّہ حرارت یا چرخ آفتاب، کرّہ باد خلا کا دائرہ اور روشن کرّہ اور کرہ انانیت شامل ہیں وہاں تک شخصی رُوح کی رسائی ہونے سے بھی اُس کی بازگشت عالم اجسام میں ہوتی ہے جہاں وہ اپنے اعمال کے مطابق جسم اختیار کرتی ہے۔ ایسا جسم حقیر سے حقیر صنف میں بھی ہو سکتا ہے چوں کر مذکورہ عالم بالا نجات کا مقام نہیں ہے۔ اس لیے وہ بھی قابلِ ردّ و ترک ہے، یہ نظریہ کردہ اعمال کا ثمرہ بھگتنے کا ہے۔

جامع کلمہ ۵۳۔ ولادت ۔ وفات سے ہونے والی اذیت مساوی ہے

تشریح :۔ جب تک شخصی رُوح کو نجات کا حصول نہیں ہوتا تب تک وہ ولادت ۔ وفات کے چرخ پر سرگرداں رہتی ہے ۔ ولادت ۔ وفات کی اذیت تمام مخلوقات کے لیے مساوی ہے۔

جامع کلمہ ۵۴ ۔مبداء میں فنا ہونے سے کامرانی نہیں ہوتی، غوطہ لگانے کی مثل بازخاست ہونے سے۔

تشریح :۔ حق و باطل کی تمیز کے بغیر جب لا آشکار علتِ اولی کی عبادت سے عنصر کبیر میں ترک لذات کا حصول ہو جاتا ہے تب عابد غیب میں فنا ہو جاتا ہے لیکن اس پر بھی وہ کامراں نہیں ہوتا ۔جس طرح پانی میں غوطہ لگانے والا پھر اُبھر کر اوپر آجاتا ہے اسی طرح لا آشکار علتِ اولی میں جذب شخصی رُوح حسب توفیق پھر پیدا ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کائنات میں تخلیق کنندہ (برہما) پرورش کنندہ (وشنو) اور فنا کنندہ (شو) کی بھی ولادت ۔ وفات ہوتی ہے ۔غرضیکہ حق و باطل کے فرق کی تمیز کے بغیر جملہ طریقے مثلاً فعل و عمل، عبادت و پرستش وغیرہ پیدائش و موت کے چرخ سے نجات دلانے میں قاصر ہیں۔ نجات کا واحد وسیلہ علم التمیز ہی ہے ۔

جامع کلمہ ۵۵ ۔عمل نہ ہونے سے بھی اس کا سلسلہ ہے دستِ نگر ہونے سے۔

تشریح :۔ اگرچہ علت اولیٰ عمل نہیں ہے تاہم اُس میں جذب (وفات) ہونا اور پھر اس سے بازخاست ہونا یہ سلسلہ جاری ساری ہے، شخصی رُوح کے تاثراتِ اعمال اور کبیر کے اتصال کے بغیر مادی علتِ اولی میں تخلیق کرنے کا مقدور نہیں ہے ۔شخصی رُوح کے تاثرات اعمال صورت اتفاق کا اتصال ہونے پر بھی

مادی علتِ اولیٰ بغیر غیر مادی ذات کے اتصال کے تخلیق کرنے سے معذور ہے اس لیے دست نگر ہے۔

ذات کا قُرب اور شخصی رُوح کے اعمال علتِ اولیٰ کے ملتفت ہونے میں محرک ہونے سے علت اولیٰ میں جذب شخصی رُوح کے تاثرات کا اتلاف نہیں ہوتا اس لیے علتِ اولیٰ اس کو پھر پیدا کرتی ہے۔ علت اولیٰ ذات کے ارادہ کے تحت نہیں ہے اور سانکھیہ کی رُو سے ذات تخلیق کنندہ نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۵۶۔ وہ ہی ہمہ داں اور کُل کی خالق ہے۔

تشریح: ذات اپنی ہیئت ہی سے ہمہ داں اور کل کی خالق ہے۔ وہ مقناطیس کی مثل قُرب سے محرک تخلیق بھی ہے۔ علتِ اولیٰ اس سے تخلیقی تحریک اور قوتِ شعور کا حصول کر کے تخلیق کائنات کی علت ہوتی ہے۔ اس نظریہ سے ذات کے ابتدائی تخلیق کی علت فاعلی ہونے کی دلالت ہے۔

یہاں یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ قبل ازیں یہ کہا ہے کہ خدا کے خالق کائنات ہونے کی دلالت نہیں ہوتی اور اب اُس کو ہمہ داں اور قادرِ مطلق کہا ہے۔ ان دونوں نظریا میں تضاد ہے۔ اس کا جواب آئندہ جامع کلمہ میں دیا ہے۔

جامع کلمہ ۵۷۔ ایسے خدا کا ثبوت مصدقہ ہے۔

تشریح: محض قُرب سے علت اولیٰ کا محرک اور کائنات کی علتِ فاعلی ہونے والی ذات یا خدا کا ثبوت مصدقہ ہے۔ ایسا خدا تسلیم کرنے کی تکذیب نہیں کی گئی ہے اپنے ارادہ سے یا علتِ مادی ہو کر خالق کائنات کے ثبوت کی تصدیق کو رد کیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۵۸۔ جو ہرا بتدائی (رغیب) کا تخلیق کرنا برائے دیگر ہے اُس میں خود متلذذ ہونے کی اہلیت نہ ہونے سے شُتر سے زعفراں کی بار برداری کی مثل ہے۔

تشریح: جس طرح شُتر زعفراں کی باربرداری تو کرتا ہے لیکن خود اُس زعفران سے مستفید نہیں ہوتا وہ جو کچھ بھی کرتا ہے محض اپنے مالک کے افادہ کے لیے کرتا ہے اسی طرح علت اولیٰ کا تخلیق کرنا برائے دیگر ہے یعنی ذات کے لیے ہے۔

شک: علتِ اولیٰ مادی و غیر شعوری ہے۔ وہ خود کیسے تخلیق کر سکتی ہے؟ تصفیہ کرتے ہیں۔

جامع ۵۹ ۔ غیر شعوری ہونے پر بھی دودھ کی مثل جو ہر ابتدائی کا عمل خاطر خواہ ہوتا ہے۔

تشریح :۔ جس طرح دودھ کسی باشعور شخص کی سعی کے لیے بغیر خود ہی دہی صورت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح غیر شعوری علت اولیٰ بھی خود بخود بلا کوشش غیرے عنصر کبیر وغیرہ صورت میں تغیر پذیر ہو جاتی ہے۔

جامع کلمہ ۶۰ ۔ یا زماں وغیرہ کے عمل کی مثل دیکھنے سے

تشریح :۔ یہ مشاہدہ میں آتا ہے کہ زماں کی روانی بغیر کسی سعی و کوشش جاری ساری ہے۔ اسی طرح اپنے خاصہ طبعی ہی سے کسی باشعور کی سعی کے بغیر علت اولیٰ (قدرت) کے عمل پذیر ہونے کا استخراج ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۶۱ ۔ بلا قصد خادم کی مثل طبعاً عمل پذیر ہے۔

تشریح :۔ جس طرح ایک وفادار خادم عادتاً اپنے مالک کے لیے امورِ خدمت گاری سرانجام دیتا ہے اس میں اُس کا اپنا احساس راحت لذت وغیرہ کچھ نہیں ہوتا اسی طرح علتِ اولیٰ کا عمل بھی طبعاً ذات کے لیے ہی ہے۔

جامع کلمہ ۶۲ ۔ یا کشش عمل کے ازلی ہونے سے ۔

تشریح :۔ عمل یعنی حرکت ایک ازلی صورت ہے۔ اس کی کشش سے بھی علتِ اولیٰ کا بنیادی اصول کے تحت مرتب رجحان ہے۔

جامع کلمہ ۶۳ ۔ جُداگانہ ذات کی معرفت ہو جانے پر باورچی خانہ میں باورچی کی مثل جوہر ابتدائی کی تخلیق کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

تشریح :۔ جس طرح باورچی خانہ میں کھانا تیار کرنے کا کام سرانجام ہو جانے پر باورچی کا کام پورا ہو جاتا ہے اسی طرح ذات کے جُداگانہ ہونے کی معرفت ہو جانے پر اور ذات کی غرض کی تشفی ہو جانے سے، اعلیٰ ترین لاتعلقی سے علت اولیٰ (قدرت) کے مقررہ کام تخلیق کے عمل کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ یہ کلی صورت تحلیل ہے۔

شک :۔ ایک فرد کے لیے معرفت کا حصول ہو جانے سے اور علت اولیٰ کے عمل کا ازالہ ہو جانے سے دوسروں کو بھی نجات کا حصول کیوں نہیں ہو جاتا؟ اس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۶۴۔ دوسرا شخص دوسرے لوگوں کی مانند اُس کے عیب سے۔

تشریح :۔ اس معاملہ میں نافہمی ایک طبیعی عیب ہے۔ جب تک اس کا ازالہ نہیں ہوتا افراد میں دنیوی پابندی بنی رہتی ہے۔ محض وہ فردِ واحد جس کو معرفت ہو جاتی ہے اُس کی نافہمی دُور ہو جاتی ہے اور وہ نجات پاتا ہے۔

جامع کلمہ ۶۵۔ دونوں یا ایک کا بے لوث ہو جانا نجات ہے۔

تشریح :۔ دونوں سے مراد علّتِ اولیٰ جو کہ صفات کا امتزاج ہے اور شخصی رُوح ہے ان دونوں کا باہمی انفصال ہونا یا شخصی رُوح ہی کا بے لوث ہونا کہ میں آزاد ہو جاؤں یہی نجات ہے۔ تفکر کی مزاولت سے معرفت کا حصول ہوتا ہے اور بالآخر نجات ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۶۶۔ دوسروں کو دُنیاوی موضوعات کی وابستگی سے بے اعتنائی نہیں ہوتی جس طرح رسی دیکھ رہے کو سانپ کی آگاہی۔

تشریح :۔ عارف کے بے نیاز ہو جانے پر بھی چوں کہ دوسرے نافہم لوگوں کو دُنیاوی معاملات سے وابستگی بدستور رہتی ہے۔ اس لیے اُن کے لیے علت اولیٰ کا عمل سلسلہ تخلیق جوں کا توں رہتا ہے۔ محض اُس شخص کے لیے سانپ کا خوف ختم ہو جاتا ہے جس کو یہ آگاہی ہو جاتی ہے کہ وہ جو کچھ دیکھ رہا ہے وہ رسی ہے۔ سانپ نہیں ہے۔ ورنہ دوسروں کے لیے جو فریب نظر کا شکار ہوتے ہیں سانپ کا خوف بدستور بنا رہتا ہے۔

جامع کلمہ ۶۷۔ محرک عمل کے اتصال سے۔

تشریح :۔ تخلیق ہونے میں محرک جو عمل ہے اُس کے اتصال سے علّتِ اولیٰ پابند و نافہم افراد کے لیے کائنات کی تخلیق کرتی ہے۔

شک :۔ بغیر کسی خصوصی امتیاز کے علت اولیٰ ہی کی جانب سے کسی میں رغبت اور کسی میں بے اعتنائی ہوتی ہے، اس میں کیا ضابطہ ہے اور کیا اس کا کوئی ناظم ہے؟ اس کا تصفیہ اگلے جامع کلمہ میں کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۶۸۔ امتیازی صورت نہ ہونے میں بھی علّتِ اولیٰ کی پاسداری میں نافہمی محرک ہے۔

تشریح :۔ خصوصی امتیاز نہ ہونے پر بھی ذات کا علّتِ اولیٰ سے منفک ہونے کا

علم نہ ہونے سے: یہ میرا مالک ہے یہی میں ہوں، اس ناقہمی ہی سے علت اولی تخلیق وغیرہ سے ذات کی پاسداری کرتی ہے ۔ اس لیے علتِ اولی کی التفات ناقہمی محرک ہے یہی ضابطہ ہے یہی ناظم ہے۔

سوال :۔ علت اولی کی بے اعتنائی کیوں کر ہوتی ہے؟ اس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۶۹ ۔ رقاصہ کی مثل کامراں ہو جانے پر التفات سے بھی بے اعتنائی ہو جاتی ہے۔

تشریح :۔ التفات علتِ اولی کا خاصہ طبیعی نہیں ہے۔ اس کا ملتفت ہونا محض ذات کی خاطر ہے، اس لیے نجات صورت کامرانی کا حصول ہو جانے پر ملتفت علتِ اولی کا بے اعتنا ہو جانا مناسب و معقول ہے، مثلاً ایک رقاصہ نمائش رقص کی غرض سے ملتفت ہوتی ہے اور تکمیل غرض ہو جانے پر بے اعتنائی ہو جاتی ہے۔

جامع کلمہ ۷۰ ۔ عیب کی آگاہی ہو جانے سے بھی بیوی کی مثل صفات کا پاس جانا نہیں ہوتا۔

تشریح :۔ شخصی رُوح کو جب یہ ادراک ہو جاتا ہے کہ صفات کے خواص طبیعی تغیر پذیر ہونا، اذیت دہ ہونا وغیرہ ہیں تب نادم صفات کا پھر شخصی رُوح کے پاس جانا نہیں ہوتا۔ مثلاً جب شوہر کو اپنی بیوی کے عیب کا پتہ چل جاتا ہے تب نادم و پشیما بیوی اپنے شوہر کے پاس جانے سے کتراتی ہے اس طرح مذکورہ آگاہی ہو جانے پر شخصی رُوح کو پابندی کا حصول نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۷۱ ۔ ناقہمی کے بغیر شخصی رُوح کو لا اندازِ پابندی اور نجات نہیں ہے۔

تشریح :۔ اذیت کا ربط و انفصال صورت جو پابندی و نجات ہیں وہ شخصی رُوح کو در حقیقت مدام نہیں ہیں محض ناقہمی یعنی حق و باطل کے فرق کی نہ ہونے سے ہیں ناقہمی ہونے سے پابندی ہے اور ناقہمی کے ازالے سے نجات ہے۔

جامع کلمہ ۷۲ ۔ صفات ہی کے ربط سے حقیقتاً حیوان کی مانند پابندی ہے۔

تشریح :۔ در حقیقت صفات کے ربط سے اذیت اور وابستگی ہوتی ہے، ورنہ نہیں ہوتی، ربط سے مبرا ہونے سے نجات کا حصول ہوتا ہے۔ مثلاً رسی سے بندھا ہوا

چو پایہ پابند ہوتا ہے اور اُس سے رشتہ منقطع ہوجانے پر آزاد ہوجاتا ہے۔

جامع کلمہ ۳۔ شخصی رُوح کو ریشم کے کیڑے کی مثل علتِ اولی سات صورتوں سے پابندی کرتی ہے۔ اور ایک صورت سے رہائی دلاتی ہے۔

تشریح:۔ جس طرح ریشم کا کیڑا خود ساختہ جائے خانہ میں خود کو قید کر لیتا ہے۔ اسی طرح دین، ترک دُنیا تمول، لادینی، لاعلمی، دنیاوی موضوعات سے وابستگی اور دست تنگی ان سات اذیت صورت اسباب سے علتِ اولی شخصی رُوح (ذات) کو پابند کرتی ہے۔ وہی علتِ اولی محض علم معرفت کی وساطت سے شخصی رُوح کو اذیت سے نجات دلاتی ہے۔

جامع کلمہ ۴۔ نافہمی کے محرک ہونے میں مادی کو گزند نہیں پہنچتا۔

تشریح:۔ نافہمی محض محرک ہے وہ بذات خود نہ پابندی ہے اور نہ ہی نجات ہے نافہمی کے زیر اثر اذیت ہوتی ہے۔ اُس کے فقدان صورت راحت کا احساس ہوتا ہے اور اسی سے نافہمی کا ترک و قبول کی سزاوار ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس سے مادی کو کوئی گزند نہیں پہنچتا۔ مادی کائنات جیسی ہے ویسی ہی بنی رہتی ہے عارف اس میں ملوث رہتا ہے۔

جامع کلمہ ۵۔ یہ نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے۔ اس ترک صورت بنیادی مزاولت سے علم التمیز کی تکمیل ہوتی ہے۔

تشریح:۔ یہ نہیں ہے، یہ نہیں ہے۔ اس تفکر کی ترک صورت بنیادی مزاولت سے جملہ خلائق کو تغیر پذیر اور فانی جان کر ان کو حق ہونے سے خارج کر دینا اسی طرح اپنے جسم کو بھی فنا پذیر سمجھ کر اُس کو قابلِ اخراج قرار دینا اور رُوح (ذات) کے جسم سے منفک ہونے کی معرفت کا ہوجانا علم التمیز (حق و باطل کے فرق کی تمیز) کی تکمیل ہے۔

جامع کلمہ ۶۔ مستحقین کے درجات ہونے سے ضابطہ نہیں ہے۔

تشریح:۔ معرفت کے حصول میں مزاولت، ریاضت اور شغل کی التفات ہی مقدم ہے۔ اعلیٰ درمیانہ اور ادنیٰ مستحقین (دیکھیے جامع کلمہ ۔ باب اول کا ضابطہ نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۱ :۔ خلل ڈالنے والوں کی اعادت سے اوسط درجہ کا علم التمیز بھی

عمل ہی ہے۔

تشریح :۔ علم التمیز کے تین درجات ہیں' اعلیٰ' اوسط' اور ادنیٰ۔

(۱) اعلیٰ درجہ کا علم التمیز۔ اس سے وصل لاتجرید ہوتا ہے۔ جس میں جملہ کیفیات قلب مسدود ہو جاتی ہیں' اس سے کلی نجات کا حصول ہوتا ہے۔ اور پھر دُنیوی اذیت نہیں ہوتی۔

(۲) اوسط درجہ کا علم التمیز۔ اس سے وصل تجرید ہوتا ہے' کیفیات قلب کے تاثرات سے واسطہ رہتا ہے اور بقدر سے دُنیوی اذیت کا حصول ہوتا ہے۔ رنج والم وغیرہ اخلال کی اعادت ہونے کی درجہ سے یہ بھی ایک عمل ہی ہے' اس میں شاذو نادر وصل تجرید سے ذات کا جلوہ ہوجاتا ہے۔ اُس سے دنیوی اذیت کا ازالہ ہوجاتا ہے۔ چوں کہ تاثرات کا اتلاف نہیں ہوتا۔ اس جاری اعمل تاثرات سے پھر اذیت کا حصول ہوجاتا ہے۔

(۳) ادنیٰ درجہ کا علم التمیز۔ اس سے چوں کہ ذات کا جلوہ نہیں ہوتا اور اذیت کا ازالہ نہیں ہوتا اس لیے یہ تو فقط عمل ہی ہے۔

جامع کلمہ ۸۷۔ مادی پابندیوں سے سبکدوش بھی

تشریح :۔ مادی پابندیوں سے سبکدوش شخص بھی اوسط درجہ کے علم التمیز میں مقیم ہوتا ہے۔ اس کی تائید میں کہتے ہیں۔

جامع کلمہ ۷۹۔ ہدایت کا سزاوار اور ہادی کی مثال سے اس کی دلیل ہے۔

تشریح :۔ پیرو مُرشد کی طریقت سے مادی پابندیوں سے سبکدوش افراد میں اوسط درجہ کا علم التمیز ہونے اور مادی پابندیوں سے سبکدوش ہادی کو ہدایت کرنے کا استحقاق ہونے کی دلیل ہے۔

جامع کلمہ ۸۰۔ کلام ربانی میں بھی

تشریح :۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔

ہست مطلق کے تصور میں مستغرق ہو ہست مطلق میں جذب ہوتا ہے۔

سوال :۔ ادنیٰ درجہ کے اہل تمیز کو ہدایت کرنے کا استحقاق کیوں نہیں؟ اس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۸۱۔ بصورت دیگر ظلمت و گمراہی کا تسلسل ہے۔

تشریح:۔ اوسط درجہ کے صاحب تمیز کے ہادی نہ ہوتے ہیں اس کو قطعی واضح علم تو ہوتا نہیں اس لیے یہ خدشہ بنا رہتا ہے کہ وہ غلط ہدایت کر دے گا۔ اور مُرید بھی غلط گماں سے وابستہ ہو جائے گا پھر وہ مُرید دوسروں کو گمراہ کر دے گا۔ اس طرح ایک سے دوسرے کو ظلمت و گمراہی کا حصول ہونے کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

جامع کلمہ ۸۲۔ سفال گر کے چرخ کی مثل جسم قائم رہتا ہے۔

تشریح۔ اس جامع کلمہ میں اس شک کا تصفیہ کیا گیا ہے کہ بلا ارتکاب افعال جسم قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لیے علم التمیز سے اعمال کا اتلاف ہو جانے پر مادی پابندیوں سے سبکدوش فرد کیسے حیات رہتا ہے۔ جب سفال گر اپنا کام ختم کر لیتا ہے۔ اُس کے بعد کچھ دیر تک اُس کا چرخ خود بخود چلتا رہتا ہے۔ اور پھر ٹھہر جاتا ہے۔ اُسی طرح معرفت کا حصول ہونے سے افعال کا خاتمہ ہو جانے پر بھی جاری العمل اعمال کے تاثرات کی روانی کے زیر اثر مادی پابندیوں سے سبکدوش افراد کے اجسام رواں عرصہ حیات تک قائم رہتے ہیں۔

جامع کلمہ ۸۳۔ تاثرات کے موجب و نشاں سے اُس کی دلالت ہے۔

حیات رواں میں جس قدر تاثراتِ اعمال باقی ہوتے ہیں اُن کے ختم ہونے تک جسم کا وجود رہتا ہے۔ جب تاثرات اعمال کا سراسر اتلاف ہو جاتا ہے۔ تب جسم خود بخود گر جاتا ہے۔ حیات رواں کے اختتام پر اگر کچھ تاثرات باقی رہتے ہیں تو پھر پیدائش ہوتی ہے۔ بہرکیف جاری العمل مقدر کا ثمرہ ہر حال میں بھگتنا پڑتا ہے۔

جامع کلمہ ۸۴۔ علم التمیز کا اذیت کا سراسر ازالہ ہونے میں کامرانی ہے دیگر سے نہیں دیگر سے نہیں۔

تشریح:۔ علم التمیز سے انتہائی درجہ کی بے اعتنائی کا حصول ہوتا ہے۔ جس کا ثمرہ صورت کیفیات قلب مسدود ہو جاتی ہیں۔ اُس وقت شخصی رُوح جملہ اذیتوں سے رہائی پاتی ہے۔ اور کامراں ہوتی ہے۔ مادی پابندیوں سے سبکدوش ہونے پر بھی اُس کا کامراں ہونا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا محض علم التمیز سے کامرانی کا حصول ہوتا ہے۔ دیگر کسی تدبیر سے نہیں ہوتا۔ دیگر نہیں یہ [illegible] کا مظہر ہے۔

باب چہارم

امثلہ وحکایات

جامع کلمہ ۱۔ شہزادہ کی مثل حق کے درس سے۔

تشریح :۔ کوئی شہزادہ کسی وجہ سے خورد سالی میں شہر بدر کر دیا گیا تھا۔ ایک چنڈال نے اس کو اپنا لیا اور اس کی پرورش کی۔ لاعلمی سے شہزادہ خود کو چنڈال ہی تسلیم کرتا تھا۔ ایک بار ان حالات سے واقف کسی شخص نے شہزادے کو بتلایا کہ وہ چنڈال نہیں بلکہ ایک شہزادہ ہے۔ یہ جان کر لڑکا اُسی لمحہ چنڈال کی ذہنی حالت کو ترک کر کے شہزادہ ہونے کی ذہنی حالت میں آ گیا۔ اسی طرح اے ماہر وُا تو کامل، محرک، غیر فانی، پاک اور تغیر سے بری ہے تو علت اولی صورت نہیں ہے۔ یہ درس حق آشنا مشفق مرشد سے سُن کر اور علت اولی کے پندار کو ترک کر، حق شئے اور نوعیت ایک ہی ہونے سے میں ہست مطلق ہوں اس لیے میں کائناتی نہیں ہوں، ایسی آگاہی ہو جانے پر انسان اپنی ہیئت میں ثابت قدمی سے مقیم ہو جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۔ بھوت کی مثل دیگر کے لیے کیے گئے درس سے بھی۔

تشریح :۔ کروکشیتر کے میدان جنگ میں جب مہابھارت کی جنگ لڑی جا رہی تھی تب شری کرشن چندر نے ارجن کو گیتا کا درس دیا تھا۔ نزدیک ایک درخت پر ایک بھوت رہتا تھا جس نے یہ پیغام حق سنا اور وہ بھی علم التمیز سے آگاہ ہو گیا، اُس کو صحبت کی برکت سے حق کی معرفت اور نجات کا حصول ہو گیا۔

جامع کلمہ ۳ ۔ متعدد بار درس کی اعادت سے ۔
تشریح :۔ ایک بار کے درس سے علم نہ ہونے سے اس پر بار بار غور و فکر کرنا لازم ہے ۔
جامع کلمہ ۴ ۔ والد پسر کی مثل دونوں کی واضع دلالت ہے ۔
تشریح :۔ اس امر پر غور و فکر کرنے سے کہ جس طرح میرے بیٹا پیدا ہوا ہے اسی طرح ایک دن میری بھی پیدائش ہوئی ہوگی، اور جس طرح میرے والد کی وفات ہوئی تھی اسی طرح ایک دن میں بھی مر جاؤں گا۔ دُنیاوی معاملات میں بے نیازی کا تصور پیدا ہوتا ہے ۔ جو وقت پا کر علم التمیز کے پیدا ہونے کا موجب بن جاتا ہے ۔
جامع کلمہ ۵ ۔ سگ کی مثل ترک علائق اور انفصال سے دل شاد اور دل گیر ہوتا ہے ۔
تشریح :۔ ایک کتا گوشت کا ٹکڑا لیے جاتا ہے، دوسرا کتا جو اُس سے زیادہ طاقت ور ہے بزور اُس سے وہ گوشت کا ٹکڑا چھین لیتا ہے، ایسی حالت میں پہلا کتا بہت رنجیدہ ہوتا ہے ۔ لیکن اگر وہ اُس گوشت کے ٹکڑے کو اپنی مرضی سے چھوڑ دیتا تو اُس کو رنج نہ اٹھانا پڑتا، ملکیت کے رضاکارانہ ترک سے دل کو سکون ملتا ہے اور املاک کو پکڑے رہنے سے جب کبھی بھی اُن سے انفصال ہوتا ہے تو ذہنی و دلی کوفت ہوتی ہے ۔
جامع کلمہ ۶ ۔ سانپ کے کینچلی اتارنے کی مثل ۔
تشریح :۔ سانپ کا اپنی پرانی کھال کو چھوڑ دینا ایک فطری امر ہے ۔ اسی طرح طالبِ نجات عمداً دُنیوی لذات کو ترک کر دیتا ہے ۔
جامع کلمہ ۷ ۔ قلم شدہ ہاتھ کی مثل ۔
تشریح :۔ کٹے ہوئے ہاتھ کو نہ کوئی قبول اور نہ ہی اُس پر ناز کرتا ہے اسی طرح عارف جب صفاتی عالم سے تعلق قطع کر لیتا ہے تو بعد ازاں اُس کے بارے میں کسی فخر و ناز کا اظہار نہیں کرتا ۔
جامع کلمہ ۸ ۔ مزادلت میں غلطی ہو جانے سے دُنیوی وابستگی ہو جاتی ہے ۔
تشریح :۔ اگر علم التمیز کا حصول باطنی مزادلت سے نہیں ہوتا تو گرچہ فرائض جیسی ہی کیوں نہ ہوں اُن کی ادائیگی بھی دنیوی وابستگی کا سبب بن جاتی ہے، اس ضمن میں

ایک قصہ بیان کرتے ہیں۔

بھرت نام کا ایک راجا ترک دُنیا کر، حصولِ نجات کے لیے جنگلوں کو چلا گیا اور وہاں ایک جھونپڑا بنا کر ریاضت میں مشغول ہو گیا ایک دن اس کے جھونپڑے کے قریب ایک شیر نے ہرنی کا شکار کیا۔ ہرنی آبستہ تھی جب شیر نے ہرنی کو چیر ڈالا تو اُس کے پیٹ کا بچّہ گھاس پر آ گرا شیر اپنا شکار لے کر چلتا بنا۔ بھرت شور سن کر جھونپڑے سے باہر آیا تو ہرنی کے نوزائیدہ بچہ کو دیکھ کر اُس کے دل میں رحم کا جذبہ جاگ اٹھا، اُس نے اُس آہو برّہ کو اٹھا لیا اور اُس کی پرورش کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ وہ آہو برّہ بڑا ہو گیا۔ اور وہ جھونپڑے کے گرد و نواح ہی میں رہنے لگا۔ بھرت کو بھی اُس سے انس ہو گیا جو اُس کے لیے وابستگی عالم کا باعث بن گیا۔ بھرت کی موت کا وقت قریب آ گیا۔ اُس وقت اُس کے ذہن میں یہ خیال پیش پیش تھا کہ اُس کے مر جانے کے بعد اس ہرن کا کیا ہو گا؟ بھرت کی وفات ہو گئی۔ بوقت مرگ کے غلبۂ خیالات کے تحت اُس کا آئندہ جنم ہرن کی نسل میں ہوا۔ بھرت کو ماضی کے جنم میں کردہ مزاولت کی برکت سے اس جنم کے حالات کی یاد آوری ہوئی تو وہ اپنی غلطی پر بہت نادم و پشیماں ہُوا؟ کہ وابستگی کی وجہ سے اُس کا یہ حشر ہوا، ہرن کے جنم کے بعد بھرت کو ایک بار پھر انسانی پیکر ملا' اس بار اُس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ وہ زبان نہیں کھولے گا، گم صم رہ کر مزاولت کرے گا اس لیے اُس کا نام جڈ یعنی گونگا بھرت پڑ گیا۔

جامع کلمہ ۹۔ متعدد کے ساتھ ربط ہونے سے' التفات وغیرہ سے عدم مطابقت ہوتی ہے۔ دوشیزہ کی چوڑیوں کی مثل۔

تشریح:۔ بہت لوگوں کی صحبت یوگ کی مزاولت کے منافی ہے۔ اس ضمن میں ایک قصہ بیان کرتے ہیں۔

کسی گھر میں مہمانوں کی آمد ہوئی تو اُس وقت گھر پر اکیلی ایک دوشیزہ ہی تھی۔ اُس نے مہمانوں کو دیوان خانہ میں بٹھایا اور خود اندر جا کر اُن کے لیے کھانا تیار کرنے کے ارادہ سے سامان اکٹھا کرنا شروع کیا تو دیکھا کہ گھر میں چاول آٹا ہی نہیں ہیں' اتفاقاً اس وقت گھر پر خادم و خادمہ بھی نہ تھے۔ اس لیے دوشیزہ خود ہی دہان کوٹنے لگی' جب وہ ضرب لگاتی تو اُس کی چوڑیوں سے جھنکار نکلتی' جو باہر دیوان خانہ تک جاتی' دوشیزہ

کو خیال آیا کہ مہمان کیا سوچیں گے کہ یہ لوگ اس قدر غریب ہیں کہ گھر میں اناج ہی نہیں بلکہ کوئی خادم یا خادمہ تک بھی نہیں۔ دوشیزہ نے اس احساس کمتری سے چھٹکارا پانے کے لیے جھنکار کو مدہم کرنے کا ارادہ کیا۔ اُس نے ایک ایک کر کے اپنی چوڑیاں توڑنی شروع کر دیں۔ لیکن جب تک دونوں بانہوں پر دو دو چوڑیاں بھی رہیں صدا متواتر نکلتی رہی بالآخر جب ایک ایک چوڑی رہ گئی تو صدا نکلنی بند ہو گئی اور دوشیزہ نے اطمینان سے تمام کام سرانجام دیا، اس قصہ سے یہی سبق ملتا ہے کہ یوگ کی مزاولت کی سرانجام دہی کے لیے تجرد ہی موزوں ہے۔ دوسروں کی صحبت سے آپسی نزع اور انتشار قلب وغیرہ اختلال پیدا ہونے کا خدشہ بنا رہتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۰۔ دو کے ساتھ بھی اسی طرح سے۔

تشریح:۔ جو خامیاں بہت کے ساتھ ربط ہونے میں ہیں وہی دو کے ہم صحبت ہونے میں بھی ہیں۔ اس لیے یوگ کی مزاولت کے لیے اکیلا پن ہی بہتر صورت حال ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۔ رجا سے لاتعلق ہو کر آسودہ خاطر پنگلا کسبی کی مثل۔

تشریح:۔ توقع کا ترک کرنے ہی سے قناعت کا حصول ہوتا ہے۔ اور جب تک توقعات کا ازالہ نہیں ہوتا آسودگی کی بازیافت ممکن نہیں ہے۔ اس ضمن میں ایک قصہ بیان کرتے ہیں۔

پنگلا نام کی ایک کسبی ایک روز گاہک کا انتظار کرتی رہی لیکن اُس روز کوئی گاہک نہ آیا۔ اس سے اس کو ازحد بے قراری ہو گئی، اور نیند بھی رفو چکر ہو گئی کچھ دیر کے قلق کے بعد اچانک اُس کے ذہن میں یہ خیال اُبھرا کہ اس نے حقیر انسانوں سے اپنی توقعات وابستہ کر کے اپنی تمام زندگی برباد کر دی' اس لیے انسان سے اُمید رکھنا بے معنی ہے ایسا خیال کر کے اُس نے رجا کا ترک کر دیا۔ تب اُس کو نیند آ گئی اور وہ آرام سے سو گئی لہٰذا توقع کے ترک ہی میں آسودگی کا راز پنہاں ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۔ شروعات کرنے سے بیگانہ، دوسرے کے گھر میں آسودہ، سانپ کی مثل۔

تشریح:۔ سانپ جہاں بھی سوراخ مل جاتا ہے وہیں آرام سے پڑا رہتا ہے اسی طرح واصل بھی غیر اہم جو خصلت رکھتا ہے۔ اپنا گھر نہیں بناتا، جہاں کہیں بھی جائے

رہائش مل جاتی ہے۔ آرام سے گذر بسر کر لیتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۳۔ متعدد صحائف اور مُرشد کے ارشادات سے لُب لباب کو اخذ کرنے سے، بھونرا کی مثل،

تشریح :۔ جس طرح بھونرا کنول کے پھول سے رس ہی کو چوستا ہے اسی طرح عارفِ صحائف کے کلمات اور مُرشد کے ارشادات سے ان کی ماہئیت ہی کو اختیار کرتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۴۔ تیر ساز کی مثل ہمہ تن متوجہ کے مراقبہ میں خلل واقع نہیں ہوتا۔

تشریح :۔ ایک تیر ساز پیکاں کو درست کرنے میں اس قدر مشغول تھا کہ اس کے نزدیک سے راجا کی سواری بڑی دھوم دھام سے گذر گئی۔ لیکن اُسے قطعی کوئی علم نہ ہوا۔ اسی طرح جس کا قلب مکمل طور سے مجتمع ہو جاتا ہے تو اس کی توجہ دیگر موضوعات کی جانب ملتفت ہی نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۱۵۔ مقررہ قواعد کی خلاف ورزی سے حسبِ معمول نقصان ہوتا ہے۔

تشریح :۔ شاغلوں کے لیے مقررہ قواعد ہیں اگر وہ اُن کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو اُس سے یہی نہیں کہ علم معرفت کی تکمیل نہیں ہوتی بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ جس طرح ایک مریض جو پرہیز اور خوراک وغیرہ کی پابندی دبا قاعدگی ملحوظ نہیں رکھتا وہ محض نقصان ہی نہیں اٹھاتا بلکہ اُس کا مرض بھی رفع نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۱۶۔ اُس کی فرد گذاشت میں بھی مینڈک کی مثل۔

تشریح :۔ قاعدہ یا بنیادی دستور کو فرو گذاشت کرنے سے بھی گزند پہنچتا ہے۔ مینڈک کا قصہ بیان کرتے ہیں۔

ایک بار ایک راجا کسی جنگل میں شکار کھیل رہا تھا وہاں اس نے ایک حسین دوشیزہ کو دیکھا۔ وہ ایک مینڈک کا طلسمی پیکر تھا۔ راجا کو اس کا علم نہ ہوا اور وہ اس کے حسن پر فریفتہ ہو گیا۔ راجا نے اس سے شادی کرنے کا ارادہ اُس پر ظاہر کیا' دوشیزہ ایک شرط پر راجا سے شادی کرنے کے لیے رضامند ہو گئی۔ وہ شرط یہ تھی راجا کبھی بھی اس کو پانی نہیں دکھلائے گا۔ اگر راجا نے کبھی ایسا کیا تو وہ پانی میں کود جائے گی اور غائب ہو جائے گی۔ راجا نے شرط منظور کر لی۔ لہٰذا دونوں کی شادی ہو گئی۔ کئی سال گذر گئے، ایک روز دونوں محل کے پائین باغ میں سیر و تفریح کرتے کرتے وہاں بنوائے گئے

تالاب کے کنارے پہنچ گئے۔ اس مینڈکی نے جو اس وقت رانی کے پیکر میں تھی اچانک راجا سے سوال کیا کہ پانی کہاں ہے؟ راجا کے منھ سے بے خبری میں نکل گیا یہ سامنے پانی ہی تو ہے، راجا کا یہ کہنا تھا کہ رانی پانی میں کود گئی اور غائب ہوگئی۔ راجا تالاب کے کنارے پر کھڑا ہاتھ ملتا رہ گیا، جس طرح راجا کو اپنی لاپرواہی کا خمیازہ اٹھانا پڑا اسی طرح داصل (یوگی) بھی اگر کسی مقررہ قاعدہ کو فروگذاشت کرکے اُس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ بھی گزند اٹھاتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۷۔ وروچن کی مثل ارشاد کی سماعت سے بھی غور و فکر کے بغیر کامرانی نہیں ہے۔

تشریح :۔ وروچن اور اندر کا قصہ چھندوگیہ اُپنشد کے آٹھویں باب میں درج ہے اندر دیوتاؤں کا راجا اور وروچن دیتوں کا راجا دونوں نے خالق کائنات (پرجاپتی برہما) سے علم ذات کا درس لیا تھا۔ وروچن تو ابتدائی منزل ہی پر بلا تحقیق کیے زعم کے جذبہ کے زیر اثر جسم ہی کو ذات یا شخصی روح تسلیم کرکے واپس لوٹ گیا۔ لیکن اندر بار بار تحقیق کرکے پرجاپتی برہما کے پاس لوٹ کر جاتا رہا اور نہایت عاجزی اور انکساری اور تندہی سے مرشد کی خدمت کرتا رہا۔ اسی طرح اُس نے تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا کیوں کہ مرشد کے درسوں سے فیض یاب ہوتا رہا۔ بالآخر اُس نے صحیح علم حاصل کیا، چوں کہ وروچن نے تحقیق نہ کی اور مرشد کے ارشادات پر تفکر بھی نہ کیا اس لیے وہ صحیح مفہوم سمجھنے سے قاصر رہا اور علم ذات سے محروم رہا۔ اس سے عیاں ہے کہ علم ذات کے حصول کے لیے محض سماعت سے کامرانی نہیں ہوتی۔ قوت فکری کی وساطت سے حق و باطل کی تحقیق کرنا ایک لازم امر ہے۔

جامع کلمہ ۱۸۔ اُن دونوں کے مابین اندر کو غور و فکر کے ذریعہ علم کا حصول ہوا۔

تشریح :۔ جامع کلمہ ۱۷ کی تشریح میں اس کا بیان کر دیا ہے۔

جامع کلمہ ۱۹۔ بہت عرصہ تک انکساری، نیک اعمالی اور خدمت کرنے سے اُس کی مثل کامیابی ملتی ہے۔

تشریح :۔ بہت عرصہ تک انکساری و نیک اعمالی شعار کرکے صحائف کا مطالعہ اور مرشد کی خدمت کرنے سے اندر کی مثل دوسروں کو بھی علم الحقیقت کی تکمیل ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۲۰ - یام دیو کی مثل مدت کا معیار نہیں ہے۔

تشریح :- تمام انسانوں کے لیے دوران مزاولت کا ایک دستور نہیں ہے۔ شاذ حالتوں میں بعض اس سے مستثنیٰ دیکھے گئے ہیں۔ یام دیو کو گذشتہ جنموں میں کی گئی مزاولت کے زیر اثر ولادت سے قبل ہی ماں پیٹ میں علم الحقیقت کا حصول ہو گیا تھا۔ اس کا برہدارنیک اُپنشد میں ملتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۱- مسلط ہستیوں کی عبادت محض منقولات کا طریق ہونے سے شعائر کی تکمیل کنندگان کی مثل ہے۔

تشریح :- خالق کائنات (برہما) پروردگار عالم (وشنو) اور فنا کبریٰ (شو) یہ مسلط صورتیں ہیں اُن کی عبادت و پرستش کرنے والوں کو منقولات کے طریق کے تحت ریاضات کنندگان کی مثل ان مقامات کا حصول ہوتا ہے۔ جن کے وہ مستحق ہو جاتے ہیں۔ ان طریقوں میں تزکیہ نفس ہو جانے سے علم کا حصول تو ہوتا ہے لیکن علم الحقیقت کی تکمیل نہیں ہوتی۔ لہٰذا حقیقت کا جلوہ تو معرفت ذات ہی سے ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۲- ایسا سُننے میں آتا ہے کہ ادنیٰ درجہ کی یافت سے بازگشت ہوتی ہے۔ اور حرارت خمسہ کے تلازم سے ولادت ہوتی ہے۔

تشریح :- جن کو قبل از مرگ ذات کی معرفت ہو جاتی ہے وفات ہونے پر ان کا کثیف جسم حسب معمول یہیں پڑا رہتا ہے۔ لیکن اُن کے لطیف جسم کے اجزا (عناصر لطیف، علمی و عملی قوتیں، قلب، عقل اور انانیت) اپنی اپنی علت میں جذب ہو جاتے ہیں روح منفرد روح اکبر میں جذب ہو جاتی ہے۔ اُن کو کلی نجات کا حصول ہوتا ہے لیکن جو ذات کی معرفت کا حصول کیے ہوئے نہیں ہوتے اُن کی تناسخ کے تحت دوبارہ پیدائش ہوتی ہے۔ وہ اپنے نیک و بد افعال کا ثمرہ بہشت، دوزخ یا کسی دیگر طبقات میں بھگت کر پھر پیدا ہوتے ہیں، اُن کی یہ بازگشت خمسہ حرارتوں کے ربط سے عمل پذیر ہوتی ہے۔ یہ حرارتیں عالم بالا، بادل، زمین مرد (نطفہ) اور زن (بیضہ رحم) میں کارفرما حرارتیں ان کے علم کو پنچ اگنی ودیا یعنی خمسہ حرارتوں کا علم نام دیا ہے۔ اُن کا مفصل بیان چھندوگیہ اُپنشد کے پانچویں باب میں ہے۔

جامع کلمہ ۲۳۔ تارک الدنیا کا قابلِ ترک کو ترک کرنا اور قابلِ قبول کو قبول کرنا راج ہنس کا شیر کو اخذ کرنے کی مثل ہے۔

تشریح :۔ جو تارک الدنیا ہے، دنیوی موضوعات سے بے اعتنائی اختیار کیے ہوئے ہے۔ وہی علم التمیز کی وساطت سے علم الذات کا حصول کرتا ہے۔ جو دُنیاوی معاملات میں التفات رکھے ہوئے ہے۔ ایسا نادان معرفت کی راہ کا راہی ہی نہیں ہے۔ اُس میں علم الذات کی قبولیت کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔ راج ہنس یعنی شاہی بط کی تشبیہہ ایک ایسی شخصیت سے ہے جس کو حق و باطل کے فرق کی خاطر خواہ تمیز حاصل ہوتی ہے۔ چوں کہ ایک روایت ہے کہ راج ہنس کے سامنے اگر دودھ میں پانی ملا کر رکھ دیا جائے تو وہ دودھ پی لیتا ہے۔ اور پانی کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ وصف زاغ وغیرہ میں نہیں ہے مزید اعلیٰ مرتبت مرتاض کو پرم ہنس کا لقب دیا جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۴۔ جس کو اعلیٰ ترین علم کا حصول ہُوا ہے اس کی صحبت میں اُسی کی مثل ہو جاتا ہے۔

تشریح۔ افراد جو یوگ کی انتہائی مزاولت سے اعلیٰ ترین علم اور استحقاق حاصل کیے ہوئے ہیں اُن کی صحبت با برکت ہی سے دوسروں کو علیم التمیز کی یافت ہو جاتی ہے۔

جامع کلمہ ۲۵۔ طوطے کی مثل دیدہ دانستہ رغبت زدہ اشخاص کی صحبت میں نہ جائے۔

تشریح :۔ جن لوگوں کا میلان طبع دُنیوی موضوعات کی جانب ہے، اُن کی صحبت میں عمداً نہ جائے کیوں کہ ایسے کرنے سے خود کے قلب کا بھی اُن کی گرفت میں آجانے کا خدشہ ہے۔ مثلاً شکاری کے جال سے بے خبر دانہ کو دیکھ اُس کو کھانے کا لالچ کرکے طوطا اپنے ارادہ سے جاکر جال میں پھنس جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۶۔ اوصاف کے ربط سے طوطے کی مثل وابستگی ہوتی ہے۔

تشریح :۔ یہ جُملہ کائنات امتزاج صفات ہی ہے اور اُن کے ربط ضبط سے کُل واقعات ظہور میں آتے ہیں، مثلاً طوطا شکاری اور رسی کے اوصاف کے ربط سے دُنیاوی معاملات سے وابستگی ہو جاتی ہے۔

جامع کلمہ ۲۷ - مرتاض کی مثل لذات دُنیوی سے لطف اندوزی طمانیت کا سبب نہیں ہوتی ۔

تشریح :- نجات کا حصول محض معرفت ذات سے ہوتا ہے اور معرفت ذات محض حق و باطل کے فرق کی تمیز اور ترک دُنیا سے ہوتی ہے ' لذات دُنیا لطف اندوز ہوکر بعد ازاں جب قلب کو تسلی ہوجائے گی ۔ تب خود بخود ترک کا حصول ہوجائے گا یہ خیال خام ہے کیوں کہ تمنا بنی رہتی ہے ۔ مرتاض کی مثل کا اشارہ سوبھری نام کے مرتاض کے قصہ کے بارے میں ہے ۔ یہ قصہ بھاگوت پران ۳۸/۶/۹ - ۵۵ میں درج ہے ۔ سوبھری نے سالہا سال ریاضت کی اور اپنے نفس پر قابو پالیا ایک دن اُس نے مچھلیوں کے ایک جوڑے کو مباشرت کرتے دیکھا تو اُس کے بھی جنسی جذبات جاگ اٹھے ۔ اُس نے شادی کرلی، لیکن دنیاوی عیش ولذات سے اُس کو اطمینان نصیب نہ ہوا وہ جلد ہی دوبارہ تارک الدنیا ہوگیا اور معرفت ذات کا حصول کرکے نجات پائی ۔

جامع کلمہ ۲۸ - دونوں میں عیب دیکھنے سے ۔

تشریح :- دونوں سے مُراد عالم صفاتی اور اس کا کاروبار ہے ۔ یہ تغیّر پذیر اور اذیّت دہ ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ ایسا تصور کرنے سے دنیاوی التفات فرو ہوتی ہے ۔ مثلاً سوبھری نام کے مرتاض نے لذاتِ دُنیا میں پھیکا پن محسوس کرکے ان سے نجات پائی جب تک اس نے اُن میں عیب نہ دیکھا اُس کی رغبت دُنیا بنی رہی ۔

جامع کلمہ ۲۹ - آلودہ قلب میں پند ونصائح کا تخم پھوٹتا ہی نہیں ۔

تشریح :- جس طرح بنجر زمین میں تخم ریزی بے کار ہوتی ہے، اُسی طرح ایسے قلوب جن کی رغبت دنیوی موضوعات کی جانب ہے ۔ اُن میں مُرشد کے پند ونصائح جو علم ذات صورت شجر کے تخم صورت ہیں اُن کی نشوونما نہیں ہو پاتی، مثلاً راجا اج جس کا قلب بیوی کے غم اور اُس کی اُلفت سے ملوث تھا ۔ اس پر اس کے مُرشد وسشٹھ مُنی جو اعلیٰ مرتبت مرتاض تھے اُن کے ارشادات کا قطعی کوئی اثر نہ ہُوا ۔

جامع کلمہ ۳۰ - بے آب آئینہ کی مانند عکس کی جھلک تک نہیں ہوتی

تشریح :- بے آب آئینہ میں عکس کی جھلک تک دکھائی نہیں دیتی اسی طرح دُنیاوی رغبت سے ملوث قلب میں علمِ ذات کا سایہ تک نہیں پڑتا ۔

جامع کلمہ ۱۳۱۔ اُس سے آفریدہ میں بھی کنول کی مثل یکسانیت کا نہ ہونا۔

تشریح:۔ کنول اور کیچڑ کا تلازم ہے، اسی طرح ارشادات و ہدایات وغیرہ اور قلوب کا تلازم ہے۔ کنول کا تخم اعلیٰ قسم کا ہو اور کیچڑ کی مٹی بھی زرخیز ہو تب ہی اعلیٰ قسم کا پھول پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح مُرشد کے ارشادات و ہدایات کے بخوبی ثمر یاب ہونے کے لیے مُرید کے قلب کا پاکیزہ و منزہ ہونا لازم ہے کیوں کہ تبھی اُس میں قبولیت اور جذبیت کی صلاحیت ہوگی۔

جامع کلمہ ۳۲۔ جاہ و جلال کے ربط سے بھی کامرانی نہیں ہے، قابلِ پرستش کی تصدیق کی مثل۔ قابلِ پرستش کی تصدیق کی مثل۔

تشریح:۔ جاہ و جلال کے اتلاف کا خدشہ بنا رہتا ہے۔ جس سے اذیت کا احساس بنا رہتا ہے۔ اس لیے اس طرح بھی کامرانی کا حصول نہیں ہوتا۔ اس امر کی تصدیق قابلِ پرستش ہستیوں یعنی خالقِ کائنات (برہما) پروردگارِ عالم (وِشنو) اور فنا کبریٰ (شو) کی اُس کیفیت سے ہوتی ہے۔ جس کے بارے میں سُنا جاتا ہے کہ وہ بھی چہار ادوار (ست یگ، تریتا یگ، دواپر یگ اور کل یگ یہ چہار ادوار ہیں) کے اختتام پر قیامت یعنی تحلیل اور دوبارہ تخلیق کے درمیانی عرصہ کے دوران نیند کی حالت میں چلے جاتے ہیں۔ یہ اُن کی یوگ کی مزاولت کہلاتی ہے۔ اس سے عیاں ہے کہ قابلِ پرستش بھی نجات یافتہ نہیں ہیں اور وہ بھی شاغل ہیں ایسی صورت میں جاہ و جلال کے ربط سے کامرانی کا حصول کس طرح ہوگا؟ لہٰذا نہیں ہوگا۔

قابلِ پرستش کی تصدیق کی مثل، جُملہ کا مکرر بیان باب کے خاتمہ کی علامت ہے۔

ــــ

رب ہی میں اسود لی کا راز پنہاں ہے۔

باب پنجم

تردید مناظرات

جامع کلمہ ۱ ۔ دُعائے خیر مانگی گئی ہے، شائستگی، اظہارِ مُراد اور شہادت کلام ربانی کی رُو سے ۔

تشریح ۔ اس جامع کلمہ میں باب اول کے جامع کلمہ ۱ کا حوالہ ہے جہاں ابتدا ر کا لفظ استعمال ہوا ہے ۔ یہ تصفیہ کیا گیا کہ لفظ ' ابتدا کا استعمال بے مصرف نہیں ہے بلکہ یہ دُعائے خیر کی خبر دیتا ہے ۔ جو شائستگی اظہارِ مُراد اور شہادت کلام ربانی کی رُو سے معقول ہے ۔

جامع کلمہ ۲ ۔ خدا کا ممکن ہونے میں ثمرہ کا تعین نہیں ہے ۔ اُس کی (ثمرہ) دلالت فعل سے ہوتی ہیں ۔

تشریح :۔ خدا کے بلا تحریک غیرے کائنات کا خالق ہونے کے ثبوت کو قبل ازیں رد کیا جا چکا ہے ۔ لیکن اگر کوئی خدا کے بارے میں یہ دعویٰ کرے کہ اُس کے فعل کا ثمر دہندہ ہونے کی دلالت ہے تو اس کو بھی معقول تسلیم نہیں کیا گیا ۔ چوں کہ ثمرہ کی دلالت فعل لازمہ ہی سے ممکن ہوتی ہے ۔ اور یہ نمایاں وغیرہ شہادتوں

سے بھی مثبت ہے۔ اس لیے ثمرہ کا واسطہ خدا سے ہونا ثبت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۳۔ اپنی بہبود ہونے سے، دُنیا کی مثل دست گیری ہو؟

تشریح :۔ خدا کا خالق کائنات ہونا اور خلائق کو اُن کے افعال و اعمال کا ثمرہ دہندہ ہونا تو رد کیا جا چکا ہے۔ لیکن اگر ایک بادشاہ کی مثل جو اپنے خدام اور کار و بار سلطنت میں اپنی بہبود لیے ہوئے دست گیر ہوتا ہے۔ خدا کا بھی خلائق کا دست گیر ہونا تسلیم کر لیا جائے تو کیا عیب ہے؟ اس کا جواب دیتے ہیں۔

جامع کلمہ ۴۔ اُس صورت میں دُنیاوی خداوندگان کی مثل ہوگا۔

تشریح :۔ اگر خدا کی فلاح و بہبود ہونا تسلیم کر لیا جائے تو وہ بھی دنیاوی خداوندگان کی مثل غیر مطمئن ہوگا۔ ایسی صورت اُس کے صمد و غنی وغیرہ ہونے کے متضاد ہوگی۔

جامع کلمہ ۵۔ یا تو فہمی زبان میں مشرح بیان ہوگا

تشریح :۔ یا' لفظ کہنے سے مُراد ہے کہ تخلیق کائنات میں خدا کی بہبود یا کوئی غرض تسلیم کرنے سے دُنیاوی خداوند کی مثل ہونے سے خدا کا مطمئن بالذات ہونا رد ہو جاتا ہے۔ اس لیے دونوں صورتوں میں سے ایک تسلیم کرنی ہوگی، خواہ یہ قبول کر لیا جائے کہ خدا بھی اپنی بہبود سے راغب دُنیاوی خداوند کی مثل خالق نہیں ہے۔ یا اگر ہے تو برائے نام محض ایک اصطلاحی بیان ہے۔

جامع کلمہ ۶۔ علت تعینی ہونے سے رغبت کے بغیر اُس کا ہونا مثبت نہیں ہے۔

تشریح :۔ علتِ تعینی وہ ہے جو کسی عمل کی آفریدگی کا مخصوص سبب ہوا' اور اُس کے بغیر وہ عمل نہ ہو سکے۔ رغبت کے بغیر التفات نہیں ہوتی، اس لیے رغبت التفات کی علتِ تعینی ہے اور التفات کے بغیر تخلیق کا عمل غیر ممکن ہے۔ چوں کہ رغبت علتِ تعینی ہے اس لیے رغبت کے بغیر تخلیق کا ہونا مثبت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۷۔ اُس کے تلازم سے بھی دائمی غیر معینہ نہ ہوگا۔

تشریح :۔ اُس کے، سے مراد رغبت ہے۔ ست۔ رج۔ تم تینوں صفات حالت مساویت صورت علتِ اولیٰ میں دائمی تمنا کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ تمنا کا ہونا دو صورتوں میں قابلِ قبول ہے۔ ایک یہ کہ جوہرا بتدائی کی قوت عمل کے صریح محرک کے علاوہ سے تمنا وغیرہ افعال متعلقہ ظہور پذیر ہوتے ہوں یا آہن اور مقناطیس کی مثل محض قُرب کے تاثر سے ہوتے ہوں۔ اولاً جوہرا بتدائی کے قوتِ عمل سے ہونے کا بیان کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۸۔ جوہرا بتدائی کے قوتِ عمل سے تو اتصال کا حصول ہوتا ہے۔

تشریح :۔ اگر ذات کا تخلیق کرنا جوہرا بتدائی کی قوتِ عمل تمنا وغیرہ کے تلازم سے تسلیم کر لیا جائے تو ذات میں شرکت ہونے کے فعل متعلقہ کا حصول ہوگا۔ لیکن کلام ربانی میں ذات کو لاشریک کہا گیا ہے۔ لہٰذا یہ صورت کلام ربانی سے متضاد ہوگی، اس لیے یہ معقول نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۹۔ محض وجود سے قدرت ہونے میں تمام کی قدرت ہوگی۔

تشریح :۔ اگر مقناطیس کی مثل غیر مادی کی قدرت محض قُرب وجود سے تسلیم کر لی جائے تو اس کی دلالت بلا لوازم اُسی طرح رنج وراحت سے متاثر ہونے والے تمام افراد میں بھی ہوتی ہے۔ کیوں کہ اُن کے سلسلہ ہی سے جوہرا بتدائی سولے کر عنصر کبیر وغیرہ کی تخلیق کا استخراج ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ محض قُرب وُجود سے خدا کا ہونا مثبت ہوتا ہے لیکن اس سے مقدور و متلذذ ہونے کی دلالت تمام ذی حس افراد میں بھی ہوتی ہے، اُن کی او خدا کی محض قُرب وجود سے غیر مادی کے مماثل قدرت کی ہونے سے خدا کی خصوصیت نہیں رہتی اور ایسی صورت میں خدا کا خالق و قادر مطلق وغیرہ ہونا بھی مثبت نہ ہوگا۔

جامع کلمہ ۱۰۔ تصدیق کے فقدان سے اُس کا مثبت ہونا نہیں ہے۔

تشریح :۔ شہادت کا فقدان ہونے سے خدا کے خالقِ کائنات ہونے کی دلالت نہیں ہے اگر کسی شہادت کی بنا پر خدا کا خالقِ کائنات ہونا مثبت ہوتا تو اس سے انکار کرنا غلط ہوتا لیکن یہ شہادت کی بنا پر مثبت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۔ علاقہ کا فقدان سے استخراج نہیں ہو سکتا۔

تشریح :۔ علاقہ کے فقدان سے مُراد باہمی نفوذ کا نہ ہونا ہے۔ اس کے باعث بھی خدا کے وجود کا استخراج نہیں ہو سکتا کیوں کہ علاقہ کی آگاہی قبل کے صریح ہونے سے ہوتی ہے۔ مثلاً ابر اور باراں کے معاملہ میں ابر کو دیکھ کر باراں کا استخراج ہوتا ہے۔ خدا کے معاملہ میں قبل کے صریح ہونے سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ اس لیے خدا کی تصدیق استخراج سے نہیں ہو سکتی۔

جامع کلمہ ۱۲۔ کلام ربانی بھی جوہر ابتدائی کا عمل ہونے پر ہے۔

تشریح :۔ کلام ربانی کی رو سے بھی تخلیق جوہر ابتدائی کا عمل ہونا کہا ہے اس لیے اس معاملہ میں خدا کا علتِ فاعلی ہونا یا علتِ اولیٰ کی مثل علتِ مادی ہونا ثابت نہیں ہے۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔

ایک بکری (علتِ اولیٰ) سرخ سفید اور سیاہ (رج، ست اور تم) کو جس نے اپنی ہیئت سے متعدد مخلوقات پیدا کیں اس کا ایک نر بکرا محبت کرتا ہوا اس کے ساتھ ہم خواب وہم بستر ہوتا ہے اور دوسرا نر بکرا جو بے نیاز ہے وہ لذت دہندہ بکری سے کلیتاً کنارہ کشی اختیار کیے رہتا ہے۔' [شوتیاشوترا اپنشد ۴/۵]

'اس نے تمنا کی میں متعدد ہو جاؤں' [تیتریہ اپنشد ۲/۶/۱]

غیر مادی کی تحقیق کرنے والا کلام ربانی تخلیق کی ابتدا میں عنصر کبیر کے قائم بالغیر ہونے کی نسبت سے جو آگاہی پیدا ہوئی اس کا بیان ہے کیوں کہ اس کی رو سے ذات کا تغیر پذیر ہونا ممکن نہیں ہے۔

غیر مادی محض شاہد و صفات سے مبرا ہے [شوتیاشوترا اپنشد ۶/۱۱]

اس سے عیاں ہے کہ کائنات کی تخلیق جوہر ابتدائی ہی کا عمل ہے کیوں کہ ذات لاتغیر پذیر ہے۔

اگرچہ خدا کو صمد و بے نیاز کہا ہے تاہم اس بنا پر اس کی تکذیب کر دینا اور یہ قبول کر لینا کہ علم الٰہی کے حصول کے بغیر نجات کا ہونا موزوں ہے ایسی تحقیق کا مدعا محض

بحث و مباحثہ کے مذاکرات کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ چوں کہ محض ذات ہی قائم بالذات ہے۔ اور دیگر جملہ عناصر وغیرہ قائم بالغیر ہیں، اس لیے اُن کا ابدی ولاتغیر ہونا ممکن نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۳۔ لاشریک کا جہل کی قوتِ عمل کے ساتھ تلازم نہیں ہے۔

تشریح :۔ جہل کا نظریہ پیش کرنے والوں کے مطابق ذات کا لاعلمی سے خود کو علتِ اولیٰ یا علتِ اولیٰ کا عمل تسلیم کر لینا ہی جہل ہے۔ یہ تنزل کی ایک صورت ہے جو معقول وجہ اور تلازم کی مطابقت کے بغیر عمل پذیر نہیں ہو سکتی جبکہ لاشریک ذات کا جہل کی قوت عمل کے ساتھ تلازم ہونا ممکن نہیں ہو سکتا اس لیے کائنات کی تخلیق جوہر ابتدائی ہی کا عمل ہے۔

جامع کلمہ ۱۴۔ اس کے تلازم میں اس کی دلالت ہونے سے باہمی انحصار ہوتا ہے۔

تشریح :۔ جہل کے تحت ہی جہل کا تلازم مثبت ہونے سے جہل اور اس کی قوتِ عمل دونوں باہمی طور پر ایک دوسرے پر منحصر ہوں گے۔ یہ ایک غیر معین حالت ہوگی۔

جامع کلمہ ۱۵۔ عالم کی ابتدا کے بارے میں کلام ربانی ہونے سے تخم اور کونپل کی مثل نہیں ہے۔

تشریح :۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ جیسے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آیا کہ تخم پہلے ہوا یا کونپل ویسے ہی جہل کا جہل کی اساس ہونا کیوں تسلیم نہیں کیا جا سکتا تو اس کے جواب میں کہا ہے کہ عالم کی ابتدا سے متعلق کلام ربانی کی شہادت ہے۔ اس لیے یہ تخم اور کونپل کی مثل نہیں ہے۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔

دشعور مجسم ہی ان عناصر کو پیدا کر کے پھر انہیں فنا کر دیتا ہے۔

[بر بدارنیک اپنشد ۱۲/۴/۱۲]

جامع کلمہ ۱۶۔ علم ہی کی دیگر صورت ہونے میں ہست مطلق کو مسخ کر دینے کا

موضوع ہے۔

تشریح :۔ اگر جہل علم کے علاوہ کچھ اور ہونا تسلیم کر لیا جائے تو علم الذات کے مسخ ہونے سے ہست مطلق جو علیم ہے اس کے بھی مسخ ہونے کا موضوع ہوگا۔ کیوں کہ علم الذات صورت علم کے بغیر علیم نہیں رہ سکتا۔

جامع کلمہ ۱۷۔ تردید نہ ہونے میں بے مصرف ہوتا ہے۔

تشریح :۔ اگر جہل برقرار رہے اور علم ماہیت ہست مطلق میں جہل کی تردید نہ ہو تو علم کا ہونا بے مصرف ہوگا۔ اسی طرح عوام الناس میں اگر جہل رد نہ ہو تو علم سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

جامع کلمہ ۱۸ علم سے سزاوار تردید ہونے میں کائنات کا بھی اسی طرح

تشریح :۔ اگر علم سے سزاوار تردید کو جہل تسلیم کر لیا جائے تو علتِ عنصر کبیر وغیرہ تمام کے جہل ہونے کی دلالت ہوگی اور وہ علم سے نیست ہو جائیں گے۔ اس حالت میں یہ کثیف کائنات چشم وغیرہ حواس سے قابلِ شناخت نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اس لیے علم سے سزاوار تردید ہونا جہل کی خصوصیت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۹۔ اسی کی صورت ہونے سے با ابتدا مثبت ہے۔

تشریح :۔ چوں کہ کلام ربانی میں ذات کو شعور ماہیت کہا ہے۔ اسی لئے جہل سے ہم آہنگ ہوئی ذات کا ازلی ولا یموت ہونا مثبت نہیں ہوتا۔ لہذا جہل کو ازلی تسلیم کرنے والوں کا عقیدہ غلط ہے۔ اگر کسی طرح سے علم سے تردید ہونے کے سزاوار موضوع ہی کو جہل تسلیم کر لیا جائے تب بھی ذات میں جہل کا با ابتدا ہونا مثبت ہوگا۔ لا ابتدا ہونا نہیں۔ مزید برآں جہل عقل کا خاصہ طبیعی ہے ذات کا نہیں۔

جامع کلمہ ۲۰۔ علتِ اولی کے معلول، میں گوناگونی ہونے سے خاصہ طبیعی کی عدم صداقت ممکن نہیں۔

تشریح :۔ جوہر ابتدائی کا عمل پذیر ہونا محرک فعل ہی کی وساطت سے ہے اگرچہ خاصہ طبیعی کی بدولت علتِ اولی کی التفات طبیعی کا عمل میں آنا صریحاً مثبت نہیں

تاہم خاصہ طبیعی سے ہونا باطل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ استخراجاً اس امر کی دلالت ہے کہ طرح طرح کے محرک افعال کے مطابق ہی علتِ اولیٰ کے معلول ہائے گوناگون کائنات وجود میں آتی ہے ورنہ کثیر النوع اجسام و احساسات کے وقوع پذیر ہونے میں کسی اور سبب کی دلالت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۲۱۔ کلام ربانی کی رو سے واجب ہونے سے مثبت ہے۔

تشریح :۔ کلام ربانی میں ایسے مقدمات کا ذکر ملتا ہے جن کے بعد بلاشرط چند مظاہر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اس بنا پر خاصہ طبیعی یعنی فعل متعلقہ کا ہونا مثبت ہے۔ مثلاً "ثواب سے بھلائی اور گناہ سے برائی ہوتی ہے"۔

خاصہ طبیعی، استخراجاً، صحائف کی شہادت سے علم سے پیدا ہونے والی آگاہی سے اور یوگیوں (واصلوں) کو صریحاً مثبت ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۲۔ دیگر شہادتوں کا فقدان ہونے میں ضابطہ نہیں ہے۔

تشریح :۔ جو شئے قابلِ ادراک نہ ہو اُس کی دلالت استخراج وغیرہ شہادتوں سے ہوتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس استخراج وغیرہ کے فقدان میں نمایاں ہی سے مثبت ہونے کا ضابطہ نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۲۳۔ دونوں ہی میں اسی طرح سے

تشریح :۔ مراد یہ ہے کہ جیسے خاصہ طبیعی یعنی فعل متعلقہ کے بارے میں استخراج اور کلام ربانی کی شہادتیں ہیں ویسے جو خاصہ طبیعی سے متضاد ہے۔ اُس کی بابت ہیں۔ دونوں کی کیفیت ایک جیسی ہے۔

جامع کلمہ ۲۴ مفہوم کی تکمیل سے دونوں کی شہادت مساوی ہے۔

تشریح :۔ صحائف کی رُو سے لازم کردہ افعال کا تضاد ناراستی ہے۔ لہٰذا جو آئین راستی نہیں ہے وہ ناراستی ہے۔ یہ اثبات لفظی ہے۔ یہ ایسی شہادت ہے جس میں صریحاً موضوع کی اشاعت نہ کر کے محض کلام کی معرفت موضوع کا اثبات ہوتا ہے کلام ربانی میں دونوں کا مساوی بیان ہے۔ امر میں آئین راستی اور نہی میں ناراستی کا

بیان ہے۔ مثلاً سچ بول، آئین راستی کا اتباع کر، غیر عورت کے پاس مت جا۔ وغیرہ اُن کا مفہوم یہ ہے کہ دروغ گوئی سے پرہیز کر، غلط راہ اختیار نہ کر، اپنی بیوی کے تئیں وفادار رہ۔ علیٰ ہذا القیاس، دیگر ہدایاتِ ربانی کے بارے میں اسی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ دونوں کا بیان مساوی ہے۔

جامع کلمہ ۲۵۔ افعال متعلقہ وغیرہ کی تعلیل حواس باطن سے ہے۔

تشریح:۔ افعال متعلقہ سے مراد آئین راستی و ناراستی کے تاثرات ہیں، یہ حواس باطن کے خواص طبیعی ہیں۔ حواس باطن ایک صورت علت و معلول ہیں۔ علتِ اولیٰ کا جو اعتیانی جزو حاسہ باطن دمتخیلہ پندار خودی اور تجزیہ کیفیات کا مجموعہ ہے۔ اس میں راستی و ناراستی کے تاثرات ازل ہی سے رہتے ہیں۔

جامع کلمہ ۲۶۔ صفت وغیرہ کا کلی ائتلاف نہیں ہے۔

تشریح:۔ علتِ اولیٰ کی ہیئت صفات سہ گانہ ست۔ رج۔ تم کی مساوی حالت ہے۔ اور عنصر کبیر علتِ اولیٰ کا معلول ہے۔ اس لیے صفات اور اُن کے معلول کے افعال متعلقہ کا ہیئت سے ائتلاف نہیں ہوتا لیکن غیر مادی ذات کے اتصال کے بغیر صفات اور افعال متعلقہ عمل پذیر نہیں ہوتے، مثلاً لوہے میں ہیئت سے گرم ہونے کا نقدان ہے لیکن آتش کے اتصال سے اس میں حرارت سرایت کر جاتی ہے اور وہ بھی آتش صورت گرم ہو جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۲۷۔ تمسہ جزدیات کے تلازم سے مسرت وغیرہ کا ادراک ہوتا ہے۔

تشریح:۔ گوتم کے فلسفہ نیائے کی رُو سے پانچ جزدیات ہیں۔ دعویٰ۔ سبب، مثال یعنی کبریٰ، مقدمہ یعنی صغریٰ اور نتیجہ یعنی اختتام، ان پانچوں کے اتصال اور استخراج کی وساطت سے غیر مرئی موضوعات کی تحقیق ہوتی ہے۔ مثلاً یہاں پر آگ ہے یہ دعویٰ ہے کیوں کہ یہاں پر دُھواں ہے، یہ سبب ہے۔ جہاں پر دُھواں ہوتا ہے وہاں پر آگ ہوتی ہے۔ جیسے باورچی خانہ میں، یہ مثال دکبریٰ ہے) یہاں پر دُھواں ہے، یہ مقدمہ صغریٰ ہے اس لیے یہاں پر آگ ہے، یہ نتیجہ ہے۔ اسی طرح مسرت حقیقی ہے، یہ دعویٰ ہے کسی مقصد کی کارگذار ہونے سے یہ سبب ہے، جو کسی غرض

کی تکمیل صورت کارگذار ہوتا ہے اس کی حقیقت ہوتی ہے۔ مثلاً شخصی مروج یہ مثال (کبریٰ) ہے۔ مسرت کی کارگذاری راحت بخش ہونے کی غرض سے ہے۔ یہ مقدمہ (صغریٰ) ہے اس لیے مسرت حقیقی ہے' یہ نتیجہ ہے۔

اس طرح سے خمسہ جزویات کے اتصال اور استخراج کی وساطت سے خاصہ صفت وغیرہ غیر مرئی موضوعات کا علت صورت وجود ثبت ہے۔

جامع کلمہ ۲۸۔ ایک بار کے ربط کی اخذیت سے رشتہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔

تشریح:۔ ایک بار کے اتصال کی گرفت سے باہمی نفوذ کی متواتر حصولیت نہیں ہوتی۔ کیوں کہ آگ دھواں کے بغیر بھی ہوتی ہے' اس لیے باہمی نفوذ کی گرفت کے ہر حالت میں لابد نہ ہونے کے باعث استخراج سے مقصد کی تکمیل نہیں ہوتی۔ یہ شک کا اظہار ہے۔

جامع کلمہ ۲۹۔ دونوں کا یا ایک کا مقررہ خاصہ طبیعی کے ساتھ ہونا باہمی نفوذ ہے۔

تشریح:۔ دونوں سے مراد مستخرج اور ذریعہ ہے۔ فاعل بنیادی کے خاصہ طبیعی کا اس کے ساتھ ہی رہنا اتصال ہے۔ مستخرج اور ذریعہ کے یا محض ایک ذریعہ کے مقررہ خاصہ طبیعی کا جو اتصال ہے وہ باہمی نفوذ ہے۔ اس لیے باہمی نفوذ کے مقررہ خاصہ طبیعی کے ساتھ ہونے میں اس کی گرفت ناممکن نہیں ہے۔

مستخرج علت کے ساتھ معلول ذریعہ کا رشتہ لابد ہے۔ معلول نہ تو علت کے بغیر ہوتا ہے اور نہ ہی رہتا ہے۔ برعکس اس کے علت معلول کے بغیر ہوتی ہے اور رہتی ہے مثلاً معلول دھواں آگ کے بغیر نہیں ہوتا لیکن آگ بغیر دھواں کے ہوتی ہے۔ جیسے چقماق سے پیدا ہوئی آگ بجلی کی آگ' گیس کی آگ وغیرہ معلول کا علت کے بغیر نہ ہونے میں مستخرج علت میں معلول کا محض ایک ذریعہ ہونے کا ربط ہے۔ دونوں کا اتصال خاک اور بو وغیرہ کی تمثیل میں ہے۔ کیوں کہ خاک کے بغیر بو نہیں ہوتی اور بو کے بغیر خاک نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۳۰۔ شئے کے تصور کا موضوع ہونے سے ہیئت میں عدم مطابقت نہیں ہے۔

تشریح:۔ جس شئے کا وجود ہے اور اس کا مقررہ خاصہ طبیعی ہے' اسی کے ساتھ

باہمی نفوذ کے ہونے کا تصور کیا جاتا ہے ورنہ نہیں ہو سکتا۔

جامع کلمہ ۳۱۔ بعض اساتذہ کا نظریہ ہے کہ باہمی نفوذ بھی صلاحیت عمل سے ہوتا ہے۔

تشریح:۔ بعض اساتذہ کہتے ہیں کہ نفوذ پذیری بھی صلاحیت عمل سے پیدا ہوئی مخصوص صلاحیت صورت تفاوت ہیئت باہمی نفوذ ہے لیکن نام نہاد قوتِ عمل جب تک اساسی شئے میں مقیم رہتی ہے باہمی نفوذ نہیں ہوتا۔ اور آفریدہ کا اساسی شئے سے انفصال ہو جانے پر اور دُور مقام پر دست یاب ہونے پر بھی باہمی نفوذ کی حالت نہیں رہتی مثلاً آگ ایسی حالت میں ہوتی ہے کہ دُھواں اٹھتا ہی نہیں یا جب دُھواں آگ سے پیدا ہو کر دُور مقام پر چلا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ خصوصیت معقول نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۳۲۔ استاد پنج شکھ کا نظریہ ہے کہ تائیدی قوتِ عمل کا تلازم باہمی نفوذ ہے۔

تشریح:۔ علت اولیٰ اور عقل کا باہمی نفوذ ہے جس میں علت اولیٰ کی بنیادی صلاحیت سرایت کُن ہے اور عقل کی تائیدی قوت عمل پذیری ہے اس لیے تائیدی صلاحیت کا تلازم باہمی نفوذ ہے۔ چنانچہ اساسی آگ میں دُھواں کے مکفول ہونے کی صلاحیت کا تلازم دونوں کا باہمی نفوذ ہے۔ یہ استاد پنج شکھ کا نظریہ ہے۔

جامع کلمہ ۳۳۔ صلاحیت ہیئت تکرار معنی کا موضوع ہونے سے صحیح ترتیب نہیں ہے۔

تشریح:۔ مثلاً کتاب ہے۔ اس کے لیے مترادف الفاظ صلاحیت ہیئت کہنے میں نفوذ پذیر اور اُس کی ہیئت کے معانی میں فرق کا علم نہیں ہوتا۔ اس لیے تکرار معنی کا موضوع ہے اس بے ترتیبی کو دُور کرنے کے لیے اور نفوذ پذیر میں خاصہ نفوذ پذیری دلیل سے ثبت کرنے کی غرض سے " قوتِ عمل " الفاظ اختیار کیے گئے ہیں۔

جامع کلمہ ۳۴۔ وصف کے مہمل ہونے کے موضوع سے۔

تشریح:۔ نفوذ پذیر کی ہیئت کے وصف کا بیان کرنا تکرار معنی ہونے سے لغو ہے لہٰذا ہیئت لفظ اختیار نہیں کیا گیا۔

جامع کلمہ ۳۵۔ مہنی وغیرہ میں ثبت نہ ہونے سے۔

تشریح :۔ شجر نفوذ کُن ہے اور ٹہنی نفوذ قبول کرنے والی ہے، ٹہنی کی صلاحیت ہیئت اختیار کرنے سے باہمی نفوذ کی امتیازی صورت کا امکان نہیں ہوتا کیوں کہ ٹہنی کے کاٹ دیئے جانے پر بھی اس کی ہیئت کی صلاحیت شجر میں بنی رہنے سے نفوذ پذیری کی دلالت ہوگی۔ لیکن وتائیدی قوت عمل اختیار کر لینے سے قطع کیے جاتے وقت اُس عمل کا اتلاف ہوگا اور باہمی نفوذ کا بھی فقدان ہو جائے گا۔

جامع کلمہ ۳۶۔ تائیدی قوت عمل سے باہمی نفوذ مثبت ہوتے ہیں، مماثل معقولیت سے نجی صلاحیتِ عمل کی مناسبت سے بھی صورتِ باہمی نفوذ ہونے کی دلالت ہے۔

تشریح :۔ جس طرح خاص ترتیب اور موزونیت سے تائیدی قوت عمل کا باہمی نفوذ ہونا مثبت ہوتا ہے اسی طرح نجی صلاحیتِ عمل سے آفریدہ بھی باہمی نفوذ کی دلالت ہوتی ہے۔ طرح طرح کی صورت تلازمات کے باہمی نفوذ ہونے سے ایک دوسرے کی نظیر نہ ہونے میں کوئی خامی نہ سمجھی چاہیئے، مثلاً تنکا، آتش، گوہر وغیرہ معلول صورت ہیں لیکن وہ باہم دگر معلولیت صورت غیر نوعی ہونے میں مماثل ہیں۔ اور اس کے برعکس تفریق نوعی سے مختلف ہیں اس طرح محض اخراج کا سبب ہونے سے مستلزمات کی مماثلت ہے اور نوع کی تفریق سے وہ لاشمار اور غیر نوعی ہیں۔

جامع کلمہ ۳۷۔ ترتیب مسندی و مظہر، لفظ و معنی کا رشتہ ہے۔

تشریح :۔ معنی میں صلاحیت مظہریت اور لفظ میں صلاحیتِ مسندیت کی ترکیب دونوں لفظ اور معنی کا رشتہ ہے۔ اس رشتہ کے علم سے لفظ و معنی کا وقوف ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۳۸۔ تین سے رشتہ کی دلالت ہے۔

تشریح :۔ مستند ہدایت یعنی کلام عارفاں، اضافت اور وضاحت یعنی بدل و مبدل منہ ان تینوں سے تعلق اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ تینوں تعلق کے ثبوت ہونے کی وجوہ ہیں۔

جامع کلمہ ۳۹۔ دونوں نظریات سے عمل کا قاعدہ نہیں ہے۔

تشریح :۔ معنی کی قبولیت صلاحیت عمل ہی میں ہوتی ہے ایسا قاعدہ نہیں ہے کیوں کہ عمل کی مثل غیر عمل میں بھی توسیع کلام وغیرہ مشاہدہ میں آتا ہے، مثلاً گھوڑا

لے آئے اس پر توسیع کلام سے گھوڑا لے آنے کا عمل دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح تمہارے بیٹا پیدا ہوا ہے، وغیرہ تکمیل موضوع میں توسیع کلام سے مسرت بخش ہونے کا دستور دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ عمل اور غیر عمل دونوں میں معنی کی قبولیت صلاحیت دیکھنے میں آتی ہے ایسا قاعدہ نہیں کہ یہ محض عمل ہی میں ہو۔

جامع کلمہ ۱۴۰۔ عالم میں صاحبِ استعداد کو وید کے معنی کی آگاہی ہوتی ہے۔

تشریح:۔ وید کا لغوی معنی علم ہے۔ وید کو وحی الٰہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ دنیا میں جو شخص الفاظ کی قوت کا ماہر ہے اُسی کو عالم امکان کے مطابق وید کے معانی کی آگاہی ہوتی ہے۔ عالم امکان مثبت قوتِ الفاظ مختلف ہو اور وید یا کلام ربانی میں مختلف ہو ایسا نہیں ہوتا۔ چنانچہ عالم امکان میں مثبت معنی پر قبولیت معنی صلاحیت کا عمل ہونے کے مشاہدہ سے وید میں بھی اُسی کی دلالت ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۱۴۱۔ وید کے کارِ انسانی نہ ہونے سے اور معنی حیطہ حواس سے بالا ہونے سے اُس میں درج مستند ہدایت میں قبولیت معنی صلاحیت کا ہونا ممکن نہیں ہوتا۔

تشریح:۔ چونکہ وید کو کارِ انسانی تسلیم نہیں کیا جاتا اس لیے اُس میں درج مستند ہدایت میں قبولیت معانی صلاحیت کا ہونا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ کلام ربانی کے معنی حیطہ حواس سے بالا یعنی خفی ہونے چاہئیں۔ لہٰذا اُس میں دستور توسیع اور برجستگی کی بھی قبولیت نہ ہوگی۔

جامع کلمہ ۱۴۲۔ نہیں ریاض وغیرہ کا آئین صورت ہونے سے اور مخصوص ثمرہ دہندہ ہونے سے

تشریح:۔ وید میں بیان کردہ عبادات و رسومات کی ادائیگی سماوی قوتوں کو نذر نیاز پیش کرنے اور تکمیل خواہشات کے لیے کی جاتی ہے۔ اس لیے وہ ہیئتاً آئین اور مخصوص ثمر دہندہ ہیں لہٰذا وہ حیطہ حواس سے بالا نہیں ہیں۔

جامع کلمہ ۱۴۳۔ ذاتی صلاحیت، علم صرف کے ذریعہ اور تقسیم و تفریق کے ربط سے ہدایت کی جاتی ہے۔

تشریح:۔ کارِ بشری نہ ہوتے پر بھی وید کی جو فطری معانی کی صلاحیت ہے عُرفاً

روایتاً اُسے علم صرف کی رُو سے تفسیر و تشریح کے ذریعہ علیحدہ کر کے لفظ کے مقررہ معنی کے لحاظ ہی سے بدایت کرتے ہیں، جدید الفاظ کی مثل خود کوئی معانی منسوب نہیں کرتے جس سے کر کار بشری ہونے کی حاجت ہو۔

جامع کلمہ ۴ہم۔ معقول وغیر معقول سے روشناس کرانے والی ہونے سے اُس کی دلالت ہوتی ہے۔

تشریح:۔ اُس کی سے مُراد قبولیت معانی صلاحیت ہے۔ صریح اور مبہم موضوعات میں علی العموم خاصہ کی وساطت سے، عام الفاظ کے معانی سے روشناس کرانے والی اور باطنی احساس سے مثبت ہونے کی وجہ سے قبولیت معانی صلاحیت کی دلالت ہوتی ہے۔ لیکن جو علی العموم نہیں ہے اور حیطۂ حواس سے بالا کوئی خاص غیر معمولی کلمہ ہے اس کی قبولیت اس متذکرہ بیان کے تحت نہیں آتی۔

جامع کلمہ ۵ہم۔ کلام ربانی کی شہادت کی رُو سے عمل ہونے سے وید کی ابدیت نہیں ہے۔

تشریح:۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔

'اس نے ریاضت کی، اس ریاضت کرنے سے
تینوں ویدوں کی تخلیق ہوئی وغیرہ'

اس سے وید کا ایک عمل ہونا عیاں ہے اور عمل ابدی نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۶ہم۔ شخصی فاعل کا فقدان ہونے سے کار انسانی نہیں ہے۔

تشریح:۔ متعلقات سے مبرا خدا میں تخلیق کی فاعلیت کا ہونا قبل ازیں ردّ کیا جاچکا ہے۔ اس لیے وہ وید کا فاعل بھی نہیں ہوسکتا۔ کس سبب سے شخصی فاعل کا فقدان ہے یہ آئندہ جامعہ کلمہ میں بیان کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۷ہم۔ غیر وابستہ دونوں کے اہل نہ ہونے سے

تشریح:۔ غیر وابستہ چوں کہ ہمہ داں ہوتا ہے اس لیے رغبت سے تہی ہوتا ہے۔ جب رغبت ہی کا فقدان ہو تب وید جیسی ضخیم کتاب کس طرح مرتب ہوسکتی ہے؟ وابستہ ہمہ داں نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ اپنی محدود علمیت کے سبب اہل نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۸ہم۔ کار غیر شخصی ہونے سے کونپل کی مثل ازلی ہونا مثبت نہیں ہوتا۔

تشریح :۔ جس طرح کونپل وغیرہ کارِ غیر شخصی ہیں اور ازلی نہیں ہیں، اسی طرح وید بھی ازلی نہیں ہو سکتا۔

جامع کلمہ ۴۹۔ اُن کا بھی اس کے ساتھ تلازم ہونے میں ظاہراً رد کیے جانے کا موضوع ہے۔

تشریح :۔ 'اُن کا' سے مراد کونپل وغیرہ ہے اور 'اس کے' سے مراد شخصی ہونے سے ہے۔ جو کچھ کارِ شخصی ہے تو وہ کسی وجودِ مادی سے تخلیق ہونے کا سزاوار ہے، یہ ظاہری کائنات میں باہمی نفوذ کے عمل سے عیاں ہوتا ہے، مثلاً پارچہ کا تخلیق کنندہ باف کار ہے۔ لیکن کونپل وغیرہ کے معاملہ میں ایسا ہونا عیاں نہیں ہے۔ اس لیے ظاہری رُو سے باہمی نفوذ کا ابطال ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۵۰۔ جس غیر مرئی میں بھی ساختہ ہونے کا عقل سے ادراک ہوتا ہے وہ کارِ شخصی ہے۔

تشریح :۔ کارِ شخصی وہ شئے ہے جس کے بارے میں عقل سے یہ ادراک ہو کہ وہ کسی کنندہ یا فاعل کی محنت و مشقت کا ماحصل ہے۔ اگرچہ خدا وید کا ترتیب دہندہ ہونا صریحاً یا دلیل سے مثبت نہیں ہے۔ تاہم وید کے ساختہ ہونے کا قیاس کرنے سے اور مرج عقیدہ کی رُو سے کہ وہ جدِ اولین (برہما) سے ہدایت کردہ ہے۔ وہ کارِ شخصی تسلیم کیا جائے گا۔ مزید براں وید میں راستی و ناراستی، امر و نہی علمی و عملی موضوعات وغیرہ پر اعلیٰ درجہ کی ہدایات ہونے سے یہ استخراج کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی کہ وہ کسی خردمند ہستی یا متعدد ایسی اعلیٰ مرتبت ہستیوں سے عمداً نوشتہ ہے۔ لہٰذا اس طرح اس امر ہی کی آگاہی ہوتی ہے کہ وید کارِ شخصی ہے۔

جامع کلمہ ۵۱۔ ذاتی صلاحیت کے ظہور سے بلا تحریک غیر سے مستند ہے۔

تشریح :۔ وید کا مستند ہونا محض اس سند کے اعتبار ہی سے نہیں ہے کہ دخود ایک مستند کلام ہے بلکہ اُس کے الفاظ سے جن امکانات معانی کی آگاہی ہوتی ہے اس سے ان کا بلا تحریک غیر سے مستند ہونا مثبت ہوتا ہے۔ وید کے منتر (آیت) اور رآیور وید (علم طب) میں جیسا بیان کیا گیا ہو اُس کے مطابق عمل کرنے سے منتر اور دوا کے

ثمرات ثبت ہوجاتے ہیں۔ اس سے وید کے لفظی معانی ہی سے اُن کے بالذات واجب ہونے اور شہادت کا سزاوار ہونے کا تصفیہ ہوجاتا ہے مزید اس ذاتی صلاحیت یعنی وید کے اپنے الفاظ کی قوت سے جو معانی کی واقفیت کا علم ہوتا ہے اُس کے ظہور سے وید کا از خود مستند ہونا ثبت ہے۔

جامع کلمہ ۵۲ :۔ انسان کے سینگ کی مثل غیر حقیقی کا علم ہونا ممکن نہیں۔

تشریح :۔ جو حقیقی ہے اُسی کا علم آگاہی اور استخراج سے ہوتا ہے جو بنیادی طور پر باطل ہے۔ اس کا علم ہونا ہرگز ممکن نہیں، مثلاً انسان کے سینگ ہونا لیکن مسرت وغیرہ صفات کا صریحی علم ہوتا ہے، کیا وہ حقیقی ہیں؟

جامع کلمہ ۵۳ :۔ رکاوٹ دیکھنے میں آنے سے حقیقی نہیں ہیں۔

تشریح :۔ جب مسرت مسدود ہوجاتی ہے اس وقت اس کا فقدان ہوجاتا ہے اس لیے مسرت کلیتاً حقیقی نہیں ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس دیگر صفات کے معاملہ میں بھی یہی صورت ہے۔

جامع کلمہ ۵۴ :۔ حیطہ بیان سے بالا کا وجود نہیں ہوتا، اُس کی لاشیئت ہونے سے۔

تشریح :۔ ایسا موضوع یا شئے جو تصدیق سے ثبت نہ ہو اور غیر واضح ہو اس حیطہ بیان سے خارج کا وجود نہیں ہوتا۔ حقیقی اور غیر حقیقی کے علاوہ ہونا اور اُسی حالت میں وہی حقیقی اور وہی غیر حقیقی ہونا یہ دونوں صورتیں غیر ممکن ہیں، اس لیے ایسا تسلیم کرنا معقول نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۵۵ ۔ اپنے بیان کی خلل اندازی سے بصورت دیگر آگاہی نہیں ہے۔

تشریح :۔ اگر الفاظ کے بیان اور اُن سے پیدا ہوئے تصور میں فرق ہو تو یہ قول اور تصور میں تفرقہ ہونا بھی انسان کے سینگ ہونے کی مثل ایک موہوم صورت ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ فلاں شئے کا علم کسی دیگر صورت سے ہوگیا ایک بے ربط بات ہوگی۔

جامع کلمہ ۵۶ ۔ حق و باطل آگاہی، ابطال و تصدیق ہونے سے۔

تشریح :۔ جب کوئی شئے وقوف سے ورا ہوتی ہے، دائرہ فہم میں نہیں ہوتی اور آگاہی سے اُس کا علاقہ نہیں ہوتا تب وہ نیست کی معلوم ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے اُس کا ابطال ہوتا ہے۔ مثلاً رنگ جب تک کسی شئے میں نظر آتا ہے تب تک وہ حق ہے لیکن جب وہ شئے سے الگ ہوجاتا ہے۔ اور نظر نہیں آتا تب اُس کی نیستی ہوتی ہے۔ لیکن ہمیشہ رنگ کا اتلاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح مکان و زماں کے انفصال سے صفات میں محض تغیر ہوتا ہے اُن کا ابطال نہیں ہوتا۔

اگرچہ چاندی کا وجود ہے اور وہ اپنی ہیئت سے حقیقی ہے تاہم جب صدف میں چاندی کی آگاہی ہوتی ہے تب فریب نظری کی حالت میں گو چاندی حقیقی معلوم ہوتی ہے لیکن وہ ہوتی غیر حقیقی ہے۔ اسی طور سے جملہ کائنات جو کہ علتِ اولی صورت عمل ہے اپنی ہیئت سے حق ہے لیکن غیر مادی کی نسبت سے باطل ہے۔ نیز علتِ اولی حق و باطل صورت ہے۔

جامع کلمہ ۵۷ :۔ وقوف اور لا وقوف دونوں ہونے سے لفظ مظہر نہیں ہے۔

تشریح :۔ جس کو یہ علم ہوچکا ہوتا ہے کہ فلاں لفظ فلاں معنی کا دال ہے اُس ہی کو لفظ کے معنی کا علم ہوتا ہے دوسرے کو نہیں۔ چنانچہ لفظ میں بذات خود معنی کا علم کرانے کی استعداد نہیں ہے۔ اس لیے الفاظ میں اظہار کا تصور کرنا لاحاصل ہے۔

جامع کلمہ ۵۸ :۔ عمل ہونے کے وقوف سے لفظ کی ابدیت نہیں ہے۔

تشریح :۔ لفظ ایک مخصوص تشکیل حروف ہے اس لیے عمل ہے۔ کسی مخصوص لفظ کو سن کر یہ اکتسابی وقوف ہوتا ہے کہ ایسی تشکیل حروف قبل میں سُنی جاچکی ہے، اس لیے لفظ ابدی نہیں ہوسکتا کیوں کہ تشکیل حروف کے پیدا ہونے کا علم ہوچکا ہے۔

جامع کلمہ ۵۹ ۔ چراغ کے وسیلہ سے سبُو کی مثل قبل میں ثنیت وجودیت کا آشکار ہوتا ہے۔

تشریح :۔ قبل میں موجود ہونے پر بھی جب تاریکی ہوتی ہے تب سبُو نظر نہیں آتا۔ یہ سبُو کا نہ ہونا ہے۔ چراغ کی روشنی سے وہ ظاہر ہوجاتا ہے اسی طرح قبل میں وجود صورت سے ثنیت لفظ تلفظ سے آشکار ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۶۰ ۔ وجودِ عمل نظریہ ہونے میں تکرار اثبات ہے۔

تشریح :۔ غیر وقوع پذیر حالت کو نظر انداز کرکے اور موجود حالت سے استفادہ کرکے عمل کے ظہور کو اختیار کرنا، وجودِ عمل کا نظریہ ہے۔ یہ عمل کے دوامی ہونے کا اصول ہے۔ ایسی دوامیت تمام اعمال کی ہے۔ اس لیے ایسے امور کو جو قبل میں تصدیق سے ثبت ہو چکے ہیں اُن کی دوبارہ تصدیق کرنا تکرارِ اثبات عیب ہوگا۔ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ موجود ہی صورت وجود رکھتا ہے اور موقوف ہونا محض عمل کا ظہور ہے۔ اس صورت میں سبُو وغیرہ کی بھی دوامیت ہونے کی دلالت ہوگی، جو کہ معقول نہیں ہے۔ اس لیے سبُو وغیرہ مادی اشیاء کی مثل عمل صورت لفظ بھی عارضی ہے۔

جامع کلمہ ۶۱۔ رُوح کی رمز سے اُس کے تنوع کا احساس ہونے سے، وحدت نہیں ہے۔

تشریح :۔ اس ضمن میں ہم اس باب کے جامع کلمہ ۱۲ میں بیان کی گئی نظریہ پر غور کرتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ایک شخص کائنات سے لطف اندوز ہوتا ہے اور دوسرا صاحب تمیز دُنیا کو ترک کر دیتا ہے۔ اس سے رُوح کی تفریق ہونے کی دلالت ہے۔ وحدت کے بارے میں کلام ربانی مماثلت خاصہ طبیعی ہونے اور متضاد خاصہ طبیعی نہ ہونے سے یکتائی کی تحقیق پر، کلی لاتفریق حتمی طور پر واجب کیے جانے پر نہیں ہے کلی لاتفریق ہونے کی صورت میں ایک کا ترک کرنا اور دوسرے کا نہ کرنا یہ تفریق ہونی ممکن نہیں ہو سکتی اس لیے رُوح کی وحدت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۶۲ :۔ ایک رُوح میں لاشمار اقسام کی لذات کے ہونے کی دلالت نہیں ہو سکتی اور رُوح کے لذت دہندگان مادی کائنات کے موضوعات میں تفریق نہ ہونے سے سبُو دپارچہ وغیرہ کا بھی لاتفریق ہونا ثبت ہوگا جو ایک معقول صورت نہ ہوگی۔

جامع کلمہ ۶۳۔ متذکرہ وجوہات کی بنا پر غیر مادی روح اور مادی کائنات دونوں کی وحدت نہیں ہے۔

تشریح :۔ لاشمار مادی لذت دہندگان سے ایک ہی غیر مادی رُوح کا لطف اندوز ہونا یا ایک ہی رُوح کا لاشمار راحت و اذیت، پسندیدہ و نا پسندیدہ وغیرہ باہمی برعکس احساسات کو اخذ کرنا یہ دونوں صورتیں ناممکن اور صریحاً متضاد ہونے سے وحدت کی دلالت نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۶۴:۔ اس میں نادانستگان کے تئیں فضیلت دیگر ہے۔

تشریح:۔ اس میں اک اشارہ مندرجہ ذیل کلام ربانی کی جانب ہے جس میں وحدت کی تحقیق کی گئی ہے۔

'یہ کل کائنات یقیناً ہست مطلق ہی ہے۔[چھندوگیہ اپنشد ۳/۱۴/۱]

یہ روش عبادت و پرستش کی غرض سے نادانستگان کے واسطے وجود حقیقی کے تصفیہ کی تحقیق کرنے کے لیے اختیار کی گئی ہے۔ لیکن روحانی معاملہ میں کلام ربانی کی رُو سے معبود کا رُوح ہونا رَدّ کیا گیا ہے۔

جو دل سے نہیں جانتا یعنی دل کی وساطت کے بغیر ہمہ داں ہے'۔
جس دل سے جانا گیا ایسا کہتے ہیں' اس کو تُو ہست مطلق جان'
نہ کہ جس کی عبادت کرتا ہے'۔[کین اپنشد ۱/۵]

جامع کلمہ ۶۵:۔ رُوح اور جہل دونوں لاتعلق ہونے سے وہ کائنات کی علت مادی نہیں ہوسکتے:۔

تشریح:۔ تعلق ہی سے مادہ میں تغیر ہوتا ہے۔ غیر مادی رُوح کا مادی سبب ہونا ممکن نہیں ہے۔ جہل جوکہ روح کے متوسل ہے اس کا تعلق ہونا قبل ازیں رَدّ کیا جاچکا ہے (دیکھو اسی باب کا جامع کلمہ ۱۳) لہٰذا رُوح اور جہل دونوں ہی کائنات کی علت مادی نہیں ہیں۔

جامع کلمہ ۶۶ ۔ حالتِ کیف اور حالت شعور دونوں میں تفریق ہونے سے وہ ایک کا خاصہ طبیعی نہیں۔

تشریح:۔ ہست مطلق کے بارے میں کلام ربانی ہے۔

حقیقی، شعور صورت کیف صورت ہست مطلق وغیرہ وغیرہ [برہدارنیک اپنشد ۳/۹/۲۸]

کیف اور شعور ایک ہی اساسی فاعل کے خواص طبیعی نہیں ہوسکتے کیوں کہ جن اوقات میں اذیت کی آگاہی ہوتی ہے۔ ان کے دوران راحت کا احساس نہ ہونے سے وقوف راحت کی تفریق ثبت ہوتی ہے۔

چوں کہ رُوح صورت وقوف سالم اور لازوال ہے اس لیے شعور کے اوقات احساس

کے دوران راحت کا حجاب ہونا بھی نہیں کہا جاسکتا۔ لہذا میں اذیت کو جانتا ہوں یہ احساس ہونا ممکن نہیں ہے۔

کلام ربانی بھی روح کو اذیت و راحت سے مبرّا بیان کرتی ہے۔ جیسا کہ۔

نہ کیف صورت ہے نہ کیف سے مبرّا ہے وغیرہ۔

اس لیے کیف رُوح کا خاصہ نہیں ہے۔ اذیت و راحت علّتِ اولیٰ عمل کا خاصہ طبیعی ہے۔

جامع کلمہ ۶۷۔ اذیت کے ازالہ کی رُو سے مجازی ہے۔

تشریح:۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیف صورت تحقیق کرنے والا کلام ربانی کیونکر مستند ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اذیت قائم بالغیر کی نسبت سے ہے۔ اُس کا ازالہ ہونے کے ضمن میں رُوح کو کیف صورت کہا جاتا ہے۔ لہذا کلام ربانی میں کیف کا لفظ مجازی اسلوب سے کہا گیا ہے۔ وہ ایسے کیف کے بارے میں ہے جو قائم بالغیر کی نسبت سے ہے۔

جامع کلمہ ۶۸۔ کم عقل والوں کے تئیں نجات کی توصیف و تعریف ہے۔

تشریح:۔ جو کم عقل ہیں ان کی رغبت کو متاثر کرنے کے لیے کلام ربانی میں اذیت کا ازالہ صورت اور راحت سے پُر روح ہیئت نجات کی توصیف و تعریف کی گئی ہے۔

جامع کلمہ ۶۹۔ عضو ہونے سے اور حاسہ ہونے سے قلب معمور نہیں ہے۔

تشریح:۔ قلب علمی و عملی حواس سے جداگانہ، عضو باطن صورت حاسہ جسم ہے۔ اور فقط اذیت و راحت اور موضوعات احساس کا قبول کنندہ ہے۔ اس لیے اُس کا ایک وسیلہ کی ترتیب ہوتا تو ممکن ہے لیکن معمور ہونا نہیں۔

جامع کلمہ ۷۰۔ حرکت ہونا سُننے سے اور عمل کا انسلاک ہونے سے۔

تشریح:۔ قلب کے معمور ہونے کی دلالت نہیں ہوتی۔ یہ جملہ اضافہ طلب ہے رُوح کا آخرت میں آنا جانا سُنا جاتا ہے لیکن جسم میں حواس باطن جو کہ رُوح کے عرضی عنصر میں اُن کا عمل سے انسلاک ہوتا ہے۔ چوں کہ رُوح میں طبیعی حرکت کا فقدان ہے، اس لیے قلب کے معمور ہونے کی دلالت نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۱۷۔ ان کے ساتھ اتصال ہونے سے سبو کی مثل لاجزو نہیں ہے۔
تشریح:۔ ان سے مراد حواس ہے۔ جس طرح سبو جو کہ ترکیب شدہ ہے اس میں متعدد اجزا کا اجتماع ہے اسی طرح قلب کا بھی متعدد حواس کے ساتھ ربط ہوتا ہے۔ چونکہ اتصال وانفصال محض باجزو ہی میں ہو سکتے ہیں لاجزو میں نہیں ہو سکتے اس لیے قلب کے لاجز ہونے کی دلالت نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۲۷۔ علتِ اولی اور ذات کے علاوہ تمام عارضی ہیں۔
تشریح:۔ علتِ اولی صورت قدرت اور غیر مادی ذات یہ دو ہی ازلی ہیں، دیگر کل عمل صورت موضوعات عارضی ہیں۔

جامع کلمہ ۳۷:۔ کلام ربانی میں متلذذ کا لذت سے مبرا ہونا تحقیق کیا گیا ہے لہذا وہ باجز نہیں ہے۔
تشریح:۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔
' لاجزو، عمل وفعل سے مبرا، پرسکون پاک بے لوث، صفائی ظلم سے منزہ ہے'۔ [شویتا شوترا پنشد ۱۹/۶]
اگر کلام ربانی میں ذات کو باجزو بھی کہا ہے تو اس کا مفہوم عوضیت کے تحت خلا و آب کی مثل باجزو یا عمل ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۴۷۔ خاصہ طبیعی سے منزہ ہونے سے کیف کا ظہور نجات نہیں ہے۔
تشریح:۔ روح میں خواص طبیعی نہیں ہیں اس کی ماہیت علم صورت ہے اس لیے وہ دوامی ہے۔
چنانچہ روح میں کیف صورت اور ظہور صورت خواص طبیعی نہ ہونے سے کیف کا ظہور نجات نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۵۷ اسی طرح مختص صفات کا اتلاف نجات نہیں ہے۔
تشریح:۔ جس طرح کیف کا ظہور نجات نہیں اسی طرح جملہ مختص صفات کا اتلاف یعنی اُن سے مبرا ہونا بھی نجات نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۶۷۔ فعل وعمل سے منزہ کی مختص منزل مقصود نہیں ہے۔

تشریح :۔ عقبی جو مقام تسلیم کیے گئے ہیں اُن میں اعلیٰ ترین طبقہ بہت معلق ہے اس تک رسائی بھی نجات نہیں ہے۔ کیوں کہ نفس و عمل سے منزہ رُوح کیفیت یا حرکت سے تہی ہے۔ رُوح کا علامتی جسم کو قبول کر کے جو آخرت میں جانا ہے۔ وہ بھی نجات نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۷۷۔ عارضی ہونا وغیرہ کے عیب سے نقش کی وابستگی کا اتلاف نجات نہیں ہے۔

تشریح :۔ بعض کہتے ہیں کہ لمحاتی آگاہی رُوح ہے اور اُس کا نقش موضوع ہونا وابستگی ہے۔ اس وابستگی ہونے کی اشتعات کا اتلاف نجات ہے۔ لیکن لمحاتی آگاہی تسلیم کرنا معقول نہیں ہے کیوں کہ رُوح کے عارضی ہونے کی صورت میں نجات کا خیال ہی باطل ہوگا۔

جامع کلمہ ۷۸۔ نجات نہ ہونے کی خامی ہونے سے کلیتاً اتلاف نجات نہیں ہے۔

تشریح :۔ رُوح کا کلہم اتلاف ہو جانے سے جب رُوح رہے گی ہی نہیں تو نجات کس کی ہوگی؟

جامع کلمہ ۷۹۔ اسی طرح عدم وجود بھی۔

تشریح :۔ لاشئیت کی رُو سے علم میں معلوم ہیئت جملہ کائنات کی نیستی ہے اور رُوح کا وُجود بھی نہیں ہے۔ اس صورت میں بھی نجات کس کی ہوگی؟

جامع کلمہ ۸۰ :۔ جملہ اتصال وانفصال دم مرگ تک ہوتے ہیں اس لیے یافت مقام وغیرہ بھی نجات نہیں ہے۔

تشریح اس مادی عالم کا ہر موضوع، مثلاً اعلیٰ کارنمایاں کی تکمیل، امیرانہ زندگی، انسانی رشتے، دنیوی املاک وغیرہ ان تمام سے اتصال وانفصال آخری دم تک ہوتا رہتا ہے۔ چوں کہ وہ سب فانی ہیں۔ اس لیے اُن کی ملکیت بھی نجات نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۸۱۔ جزو اور مجزی کا اتصال نجات نہیں ہے۔

تشریح :۔ بعض کا عقیدہ ہے کہ مخلوق خدا ہی کا حصہ [illegible] جزو خدا

کے ساتھ اتصال ہونا ہی نجات ہے۔ چوں کہ اتصال وانفصال عارضی عمل ہے' اس لیے اُس سے نجات ہونے کی دلالت نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۸۲ :۔ تخفیف وغیرہ کا تلازم بھی دیگر تلازمات کی مثل ہے اُن کا اتلاف ہونا امرلازم ہونے سے نجات نہیں۔

تشریح :۔ تخفیف یوگ کی مشق سے حاصل ہونے والے ہشت کمالات میں سے ایک کمال ہے جس میں جسم کو مخفف اور مخفی کرنے کی صلاحیت کا حصول ہوجاتا ہے۔ ایسے کمالات کا حصول بھی نجات نہیں کیوں کہ دیگر تلازمات کی مثل ان کمالات کے تلازم کا انفصال ہونا بھی امرلازم ہے' اس لیے یہ نجات ہونا نہیں ہوسکتا۔

جامع کلمہ ۸۳ :۔ اسی طرح آندر وغیرہ کے رتبہ کا حصول بھی نجات نہیں ہے۔

تشریح :۔ دیوتاؤں کے حکمران آندر کے رتبہ کا حصول بھی نجات نہیں ہے۔ چونکہ وہ کیفیت بھی تغیر پذیر ہے۔

ہندو عقیدہ کے مطابق جب کوئی انسان ریاضت میں درجہ کمال حاصل کرلیتا ہے تب اس کو دیوتاؤں کے راجا آندر کا مقام حاصل ہوجاتا ہے' لیکن وہ کیفیت ہمیشہ قائم رہنے والی نہیں ہوتی۔ جب کوئی دیگر انسان ریاضت کرنے میں قبل کے انسان سے برتری حاصل کرلیتا ہے یا قبل والے میں سورگ (بہشت) کے عیش وآرام سے گراوٹ آجاتی ہے تب اُس کا تنزل ہوجاتا ہے اور اس کو اس مرتبہ سے ہٹادیا جاتا ہے۔ اور نئے آدمی کو دیوتاؤں کا راجا بنادیا جاتا ہے۔ اس لیے وہ کیفیت تغیر پذیر ہے : دوامی نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۸۴ :۔ حواس کے پندار خودی کا عمل ہونے کے بارے میں کلام ربانی کی شہادت ہونے سے ان کا عنصری ہونا مثبت نہیں ہے

تشریح :۔ نہایت آسان ہے۔ قبل میں اس کا بیان تفصیل سے کیا جاچکا ہے۔

جامع کلمہ ۸۵ :۔ ششش موضوعات کا اصول اور ان کا علم ہونے سے نجات نہیں ہوتی :

تشریح :۔ کناد کا فلسفہ ویشیشک ششش موضوعات پر مبنی ہے ۔ اُس کی رو سے ششش موضوعات جوہر، وصف، فعل، مشترک، مخصوص اور معدوم کے علم سے نجات کا حصول ہو جاتا ہے ۔ لیکن یہ ایک مصدقہ امر نہیں ہے ۔ کیوں کہ ان کے ؟ ادہ علتِ اولیٰ وغیرہ دیگر موضوعات بھی ہیں جن کے ہیولیٰ کا علم ہونا ضروری ہے ۔ اگرچہ مذکورہ ششش مواد علتِ اولیٰ ہی کے عمل ہیں تاہم علتِ اولیٰ کی اساسی حالت جس میں وہ خاک وغیرہ کے مشترک بُو وغیرہ اوصاف سے تہی ہوتی ہے اُس کا ذکر نہیں کیا گیا علاوہ ازیں قوت (انرجی) کا بھی ذکر نہیں ہے ۔ ششش مواد کی قبولیت ہی بے کم و کاست نہیں ہے ۔

جامع کلمہ ۸۶ ۔ اسی طرح سولہ (۱۶) وغیرہ کے بارے میں ۔

تشریح :۔ گوتم کا فلسفہ نیائے سولہ (۱۶) موضوعات کے حقیقی علم کو نجات کا حصول بتلاتا ہے ۔ لیکن یہ بھی غیر مصدقہ ہے ۔ محض سولہ (۱۶) موضوعات میں ایسا دستور نہیں ہے اُن سے مزید بھی ہیں ۔ اسی لیے سانکھیہ میں پچیس (۲۵) عناصر کا ذکر ہے ۔ اور صفت، فعل، عمل وغیرہ انہیں میں شامل ہیں ۔

جامع کلمہ ۸۷ :۔ جوہر یعنی ایٹم کے بارے میں کلام ربانی ہونے سے اُن کی ازلیت نہیں ہے ۔

تشریح :۔ جزو لا یتجزیٰ کے عمل ہونے کے موضوع پر کلام ربانی وید کی کئی شاخوں کے معدوم ہو جانے کے باعث آج دستیاب نہیں ہے ۔ تاہم منوسمرتی میں اس کا ذکر ملتا ہے ۔

'جزو لا یتجزیٰ جو کہ خاک وغیرہ عناصر خمسہ کی اساس ہے فنا پذیر ہے
ایسی روایت ہے کہ اُن کے سمیت یہ جملہ کائنات قبل کی تخلیق کی
مثل پیدا ہوئی ہے ۔

چونکہ جزو لا یتجزیٰ کی جسامت ہے اور اس کا نقش بھی ہے اس لیے اُس کے فنا پذیر ہونے کا استخراج ہوتا ہے ۔

جامع کلمہ ۸۸ ۔ عمل ہونے سے لاجز ہونا مثبت نہیں ہوتا ۔

تشریح :۔ آج کے سائنسی دور میں تجربہ سے اس امر کی تصدیق ہو چکی ہے کہ ایٹم

کا علم ہوتا ہے۔ اور وہ باجز و بھی ہے۔

جامع کلمہ ۸۹۔ وضع قطع کے وسیلہ ہی سے مرئی ہونے کا قاعدہ نہیں ہے۔

تشریح :۔ وضع قطع ہی سے قابلِ ادراک ہونے کا دستور نہیں ہے۔ خاصہ طبیعی وغیرہ سے بھی صریح ہونے کا امکان ہے۔ کثیف معروضات خارجی حواس سے عیاں ہوتے ہیں لیکن لطیف موضوعات باطنی حواس کی وساطت سے خاصہ طبیعی وغیرہ سے قابلِ شناخت ہوتے ہیں۔

جامع کلمہ ۹۰۔ جسامت چار اطوار کی نہیں ہے، دو ہی سے معقولیت ہونے سے۔

تشریح :۔ خفیف، نمایاں، مختصر اور طویل یہ چار پیمائش کے اطوار ہیں لیکن طویل کا نمایاں میں اور مختصر کا خفیف میں شمول کر لینے سے درحقیقت دو ہی کی مناسبت ہے۔

جامع کلمہ ۹۱۔ فانی ہونے پر بھی استقامیت کے اتصال سے مشترک کا اکتسابی علم ہوتا ہے۔

تشریح :۔ فانی ہونے پر بھی، یہ وہی شئے ہے، استواری کے اتصال سے جو یادداشت ہوتی ہے وہ اکتسابی آگاہی مشترک کے متعلق ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۹۲۔ اس سے اُس کے خلاف واقعہ ہونا نہیں ہے۔

تشریح :۔ اس سے اُس کی عدم صداقت ہونا نہیں ہے کیوں کہ مشترک موضوع کا مشاہدہ حقیقی ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۹۳۔ احساس کی آگاہی ہونے سے دیگر کے مفقود ہونے کی صورت نہیں ہے۔

تشریح : وہی یہ ہے، اس تاثر کی آگاہی ہونے سے دیگر مشترک کا مفقود ہونا نہیں ہے ورنہ یہ شئے نہیں ہے۔ یہ احساس ہوتا۔ دیگر کا مفقود ہو جانا قبول کرنے کی صورت میں، وہی یہ ہے، کا احساس ہونے پر شئے مشترک سے مختلف وجود کو مشترک تسلیم کرنا ہوگا۔ یہ درست نہیں، اس لیے مشترک احساس صورت ہی ہے نیستی صورت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۹۴۔ صریح ادراک ہونے سے مماثلت اساسی اختلاف نہیں ہے۔
تشریح :۔ مماثلت، جزو وغیرہ کے مشترک سے مختلف نہیں ہے مشترک کی صورت کا صریح ادراک ہوجاتا ہی مماثلت ہے۔
جامع کلمہ ۹۵۔ فطری اثر کی مظہریت بھی مماثلت نہیں ہے، غیر مشابہت سے اس کا ادراک ہونے سے۔
تشریح :۔ فطری اثر یعنی موثر قوت کا پیدا ہونا اور ظاہر ہونا مماثلت نہیں کیوں کہ موثر قوت کے ادراک سے مماثلت کے ادراک کی غیر مشابہت ہے۔ موثر قوت کا علم ہونے میں کسی دیگر فاعل اساسی کی آگاہی کا ہونا لازم نہیں ہے، لیکن مماثلت کی آگاہی کسی شریک کی آگاہی کی محتاج ہے۔ اس لیے دونوں میں اختلاف ہے۔
جامع کلمہ ۹۶۔ اسم اور مسمّٰی کا تعلق بھی مماثلت نہیں ہے۔
تشریح :۔ اگر کوئی اسم اور مسمّی کی ترتیب ہی کو نہیں جانتا تب بھی اُس کو مظاہر کی مشابہت کی آگاہی ہوتی ہے۔ اس امتیازی لحاظ سے اسم اور مسمّٰی کا تعلق بھی مماثلت نہیں ہے۔
جامع کلمہ ۹۷۔ دونوں کے عارضی ہونے سے تعلق کی دوامیت نہیں ہے۔
تشریح :۔ دونوں سے مُراد جنس اور لفظ ہے۔ جنس کے تلف ہو جانے پر بھی اس نوع سے متعلقہ لفظ اور اکائیوں کے قائم رہنے سے لفظ کا استعمال ہوتا ہے اور لفظ کا اتلاف ہو جانے پر اسم سے ناواقف ہوتے بھی مقصد کا احساس ہوتا ہے اس طرح جنس اور لفظ دونوں کی عارضیت ہے۔ چوں کہ ماضی کا تعلق حال کے ساتھ نہیں ہوسکتا اس لیے تعلق کی دوامیت کی دلالت نہیں ہوتی۔
جامع کلمہ ۹۸۔ چنانچہ فاعل اساسی کا آخذ ہونا اثبات سے نفی ہو جانے سے تعلق کا ہونا نہیں ہے۔
تشریح :۔ بعض اوقات تقسیم و ترتیب ہونے ہی سے تعلق کی دلالت ہوتی ہے دوامی تعلق کا ہونا ہیئت ہی سے دستیاب اور ثبت ہونے میں ہے۔ اگر بسا اوقات ترتیب سے ہونا تسلیم کر لیا جائے تو تعلق کے دوامی ہونے کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کیوں کہ دوامی تعلق میں تقسیم کا ہونا ہرگز ممکن نہ ہوگا اس لیے فاعل اساسی کے

خاصہ طبیعی اور اس کے تعلق کا آخذ ہونا نفی ہو جانے سے دوامی تعلق کا ہونا مثبت نہ ہوگا

جامع کلمہ ۹۹ ۔ لازم ملزوم ہونے کی حالت میں تصدیق کا فقدان ہے اس لیے لزوم مادہ نہیں ہے ۔

جامع کلمہ ۱۰۰ ۔ دونوں میں اُن سے برعکس کی دلالت ہونے سے نہ نمایاں ہے اور نہ اخراج ہے ۔

تشریح :۔ جس میں خاص مادہ کا علاقہ ہو اُس کو مخصوص کہتے ہیں ۔ مخصوص ہونا خصوصیت کی ماہیت سے عیاں یا اخراج کے برعکس دلالت ہونے کی دلالت میں لزوم میں عیاں اور استخراج دونوں تصادیق نہیں ہیں ، جس طرح لزوم کے مخصوص ہونے کا ادراک عیاں اور استخراج سے برعکس مثبت ہونے پر بھی غیر معین حالت کے اندیشہ سے لزوم کو ہیئت ہی سے قبول کیا جاتا ہے ، اسی طرح صفت دموصوف وغیرہ کے مخصوص ہونے کا ادراک بھی اُس میں عیاں واستخراج کے برعکس مثبت ہونے پر صفت وغیرہ کو ہیئت ہی سے قبول کرنا معقول ہے ۔

جامع کلمہ ۱۰۱ ۔ نزدیک ہی مقیم دیکھنے والے کو اُس کا اور اُس کے ساتھ ترکیب پائے ہوئے دونوں کا صریحاً احساس ہونے سے عمل کا مثبت ہونا محض اخراج ہی سے معقول نہیں ہے ۔

تشریح :۔ علت اولیٰ کی ہل چل اور اس کا ذات کے ساتھ اتصال ہونے سے تخلیق کا عمل ہوتا ہے ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیا عمل کوئی مادہ ہے اور اس کا کہیں آشکار ہوتا ہے یا محض قابل اخراج ہی ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تفاوت مکاں ہوتے ہوئے بھی ربط سے عمل کا ہونا محض قابل اخراج ہی نہیں بلکہ نزدیک سے اُس کا اور اُس سے ملحق کا صریحاً احساس ہوتا ہے ، مثلاً گھوڑے کے چلنے سے گاڑی کا بھی چلنا وغیرہ ۔

جامع کلمہ ۱۰۲ ۔ جسم خمسہ عنصری نہیں ہے ، متعدد کی علت مادی نہ ہونے سے

تشریح :۔ تمام اجسام خمسہ عنصری نہیں ہیں ۔ متعدد بے جان اشیاء کے معاملہ میں اگرچہ اُن کی جسامت ہے تاہم عناصر خمسہ اُن کی علت مادی نہیں ہیں ۔

جامع کلمہ ۱۰۳ ۔ کثیف ہی ہونے کا قاعدہ نہیں ہے ۔ حامل اعلیٰ کا وجود

ہونے سے

تشریح :۔ ایسا قاعدہ نہیں کہ محض کثیف جسم ہی کا وجود ہے اس کے علاوہ لطیف علمی جسم بھی جس کی وساطت سے ذی رُوح آخرت میں جاتا ہے۔ لطیف جسم بھی عنصری ہے اور جزو ترکیبی کے دست نگر ہے۔ ان کے بغیر نہ تو وہ قائم رہ سکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں جا سکتا ہے۔ یہ سارے جسم میں اُسی طرح معمور ہے جس طرح چراغ اپنی روشنی سے تمام کمرہ میں معمور ہو جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۰۴۔ حواس کا حصول نہ کردہ کا مظہر ہونا ممکن نہیں، بغیر حصول کے تمام کا حصول ہونے کا استدلالی ربط ہونے سے۔

تشریح :۔ جس معروض کے ساتھ حواس کے ربط کا حصول نہیں ہوتا وہ اُس کے مظہر نہیں ہو سکتے مثلاً جب تک شئے پر چراغ کی روشنی نہیں پڑتی چراغ اُس کا مظہر نہیں ہوتا۔ ربط کا حصول ہوئے بغیر مظہر ہونے میں محجوب وغیرہ تمام موضوعات کے مظہر ہونے کا استدلالی ربط ہوگا لیکن درحقیقت محجوب اشیا ظاہر نہیں ہوتیں۔

جامع کلمہ ۱۰۵۔ روشنی کے پھیلنے سے چشم روشنی آفریدہ نہیں ہے۔ معمولاً مثبت ہونے سے

تشریح :۔ باوجودیکہ :۔ روشنی پھیلتی ہے اور دُور سے دکھائی دیتی ہے چشم روشنی آفریدہ نہیں ہے۔ اُس کا دُور جانا سانس کی مثل معمول سے ہے۔ سانس منہ کے اگلے حصہ سے جسم سے باہر قدرِ دُور جا کر پھر جسم میں واپس آجاتا ہے۔ اسی طرح چشم روشنی نا آفریدہ ہیولا ہوئے پر بھی معمولاً خورشیدہ وغیرہ تک رسائی کر کے پھر واپس آکر جسم میں سما جاتی ہے۔

جامع کلمہ ۱۰۶ حاصل شدہ موضوع کے آشکار ہونے کی علامت سے معمول کا ہونا مثبت ہے۔

تشریح :۔ دُور واقع موضوع تک خانہ حاسہ کی رسائی نہیں ہوتی وہ جسم ہی میں رہتا ہے۔ اس لیے حاسہ اس کا مظہر نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن معمولاً دُور افتادہ شئے کا علم ہونے سے استخراجاً معمول کی دلالت ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۱۰۷۔ جزو اور صفت سے مختلف جزو ترکیبی معمول کا طریقۂ عمل تعلق

کے لحاظ سے ہے۔

تشریح:۔ معمول یا کیفیت نہ تو چشم وغیرہ کا جزو ہے اور نہ ہی صفت ہے کیوں کہ چشم کا جزو ہونے کی صورت میں حاسۂ چشم کی خورشید وغیرہ سے نسبت ہونی واقع نہ ہوگی اور صفت ہونے کی صورت میں جُدا ہونا ممکن نہ ہوگا، لہذا کیفیت (یا معمول) فہم بھی چراغ کی بتی کی مثل ایک مادی صورت تغیر ہے۔

جامع کلمہ ۱۰۸۔ اس میں اتصال ہونے سے مادہ ہونے کی ترتیب نہیں ہے۔

تشریح:۔ اُس میں یعنی معلول یا کیفیت میں اتصال ہونے سے معلول مادہ ہی ہوتا ہے۔ ایسی ترتیب نہیں ہے معمول وجود وحیات ہے یہ ایک مرکب لفظ ہے۔ حیاتِ وجود خود کے کاروبار کا ساماں ہے۔ اور ہستی وغیرہ کے دستور سے اس کی غرض وغایت کی دلالت ہوتی ہے۔ لہذا جس طرح عقل مادہ صورتِ معمول کے ساتھ حیات کی حامل ہوتی ہے اسی طرح خواہش وغیرہ کی کیفیات میں عقل اُن کے ساتھ بھی رہتی ہے۔

جامع کلمہ ۱۰۹ مکاں کا فرق ہونے میں بھی مختلف دستیابی نہیں ہے، ہم لوگوں کی مانند ہی قاعدہ ہے۔

تشریح:۔ حواس کی اساس پندار خودی ہے، عالم اجسام کی مثل جملہ طبقات میں رہنے والوں کے حواس کا بھی پندار خودی سے ہونے کا قاعدہ ہے۔ مکاں کے فرق سے تو محض علامتی جسم کا انتشار پذیر ہونا ہی ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۰۔ محرک کی ترکیب سے اُس کی ترکیب ہے۔

تشریح:۔ جس طرح مادی ہیولا ایندھن معین کرکے اس کے دست نگر ہوکر حدت سے آتش ہوتی ہے۔ اسی طرح روشنی وغیرہ معین کرکے اور اُس کے دست نگر ہوکر پندار خودی سے حاسۂ چشم کا ہونا ممکن ہوتا ہے۔ ایندھن سے آتش، اس اظہار سے مراد ہے کہ ایندھن آگ کا اصل باعث ہے۔ چنانچہ محرک میں زیادہ تر محض بیان کی غرض سے اصل باعث کا ہونا کہا جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۱۔ حرارت زاد، بیضہ زاد، رحم زاد، روئیندہ، توصیفی اور

تحصیلی اجسام ہوتے ہیں، لہٰذا قاعدہ نہیں ہے۔

تشریح :۔ صحائف میں تین قسم کے اجسام یعنی بیضہ زاد، رحم زاد اور ردینہٌ بتلائے گئے ہیں لیکن اجسام ان تین اقسام ہی کے نہیں ہیں اس لیے یہ کہا گیا کہ قاعدہٌ نہیں ہے۔ ان تین کے علاوہ حرارت نژاد حشرات الارض، توصیفی وہ اجسام جن کا تصور کیا جاتا ہے، مثلاً ہندوؤں میں دیوی، دیوتا وغیرہ اور مسلمانوں میں فرشتے اور اولیا اللہ وغیرہ اور تحصیلی اجسام ایسے اجسام جو ریاضت یا کسی کوشش کا ماحصل ہوتے ہیں۔ مثلاً ہندوؤں میں برجاپتی اندر وغیرہ اور مسلمانوں میں جنات وغیرہ اجسام بھی ہیں۔

جامع کلمہ ۱۱۲ - تمام میں خصوصیت سے خاک اسباب مادی ہے، یہ بیان قبل کی مثل ہے۔

تشریح :۔ دیکھئے جامع کلمات ۱۰ تا ۱۹ باب سوم - مزید حواس کی عنصریت کا تعین جسم ہی میں ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۳ - دم جسم کا ابتدائی مادہ نہیں ہے، اس کی دلالت حواس کی قوتوں سے ہے۔

تشریح :۔ حواس کے بغیر جسم کا وجود نہیں ہے۔ اسلوب شمول وخارج سے حواس کی مخصوص قوتوں سے دم کا عمل جاری ساری ہونے کی دلالت ہے، دم حواس کی ایک کیفیت حواس سے انفصال ہو جانے پر نہیں رہتا۔ جب جسم مردہ ہو جاتا تو دم کا بھی نقدان ہو جاتا ہے۔ لہٰذا دم جسم کا ابتدائی مادہ نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۴ - احساس کنندہ کی اساس ہے مسکن احساس مرتب ہوتا ہے ورنہ روشِ عفونت ہے۔

تشریح :۔ احساس کنندہ ذی جان ہے اور مسکن احساس جسم ہے۔ دم کے عمل سے جسم کی ترتیب ہوتی ہے۔ اس کے بغیر نطفہ وخون کی روشِ عفونت کا اتصال ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مردہ جسم میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے، جسم میں رقیق مادہ خونناب کا دورہ ہونا دم کا مخصوص عمل ہے۔ لہٰذا دم جسم کی علتِ فاعلی ہے نہ کہ علتِ مادی۔

جامع کلمہ ۱۱۵۔ آقا کی دست گیری غلام کی وساطت سے ہے اکیلے سے نہیں

تشریح :۔ جس طرح غلام سے کردہ کاروبار کا بنیادی دست گیر آقا ہوتا ہے اسی طرح جسم میں مقررہ عمل کا دست گیر دم ہے لیکن بنیادی طور پر ذات دم کے اتصال سے اور اس کے ذریعہ دست گیر ہے۔ اسی طرح اکیلی ذات یا اکیلے دم کی دست گیری نہیں ہے۔ اگرچہ صریحاً دم ہی کی پشت پناہ سے جسم کی ترتیب ہوئی ہے تاہم دم کے ذریعہ رُوح کے اجتماع کے بھی احتیاج ہوتی ہے کیوں کہ ذات ہی کی خاطر دم کی وساطت سے جسم مرتب کیا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۶ - مراقبہ، گہری نیند اور رستگاری میں کیفیت ہست مطلق ہے۔

تشریح :۔ مراقبہ سے مراد مقام وصل لاتجرید (نظریت) ہے گہری نیند سے نیند کی وہ حالت ہے جس میں دُنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی اور رستگاری سے مراد مقام انتہائی مراتب ادراک انسانی ہے ان تینوں حالتوں میں ذات کو روشن ہست مطلق کا حصول ہوتا ہے۔

کیفیات عقل کے مسدود ہو جانے پر نیابتی موضوعات کا اتلاف ہو جاتا ہے اور عقل اپنی ہیئت میں قائم ہو جاتی ہے، مثلاً جب سبو ٹوٹ جاتا ہے تو اس کے اندر کے خلا کا خاتمہ ہو جاتا ہے اتفاقی نیابت کا نقدان ہو جانے پر ذات کا ہست مطلق ہونا ہی فطرت ہے، مثلاً نیابتی رنگینی دُور ہو جانے پر بلور کا شفاف ہونا اُس کی خاصیت ہے۔ عکس کے تحت کیفیتِ عقل سے جو رنج وغیرہ کی کثافت ذات میں آ جاتی ہے وہ محض نیابت ہی سے ہوتی ہے ورنہ ذات تو دوامی رستگار ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۷ - دونوں باتخم ہیں دوسرے میں اس کا نقدان ہے۔

تشریح :۔ دونوں سے مراد مراقبہ اور گہری نیند ہے اور دوسرے سے مراد رستگاری ہے۔ مراقبہ اور گہری نیند ان دونوں حالتوں میں دنیا کی وابستگی قطعاً فنا نہیں ہوتی تخم صورت سے بنی رہتی ہے۔ اور موقع پا کر نمو ہو جاتی ہے لیکن نجات کا حصول ہو جانے پر دنیوی وابستگی کا مطلقاً اتلاف ہو جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۱۸ - دو کی مثل تیسرے کے بھی ظاہر ہونے سے دوہی

نہیں ہیں ۔

تشریح :۔ دوسرے مراد مراقبہ اور گہری نیند ہے اور تیسرے سے مراد نجات ہے مراقبہ اور گہری نیند میں جو روش ہست مطلق ہے وہ قلب میں دنیوی التفات لئے رہتی ہے جب مراقبہ میں عرفاں کی وساطت سے یہ نقص دُور ہوجاتا ہے تب نجات استوار ہوجاتی ہے ۔

جامع کلمہ ۱۱۹ ۔ نیند کے نقص کے ربط سے بھی رغبت کے موضوع کی یاد آوری نہیں ہوتی نہ ہی محرک سبب نمایاں کیفیت کا مزاحم ہوتا ہے

تشریح :۔ جس طرح لاتعلقی میں رغبت اپنے موضوع کی یاد نہیں کرا پاتی اسی طرح نیند کے ربط سے بھی رغبت اپنے موضوع کی جھلک دکھانے میں قاصر ہوتی ہے ۔ چوں کہ رغبت کے تاثرات نیند کی قوی کیفیت کی راہ میں مخل نہیں ہو پاتے اس لیے نیند کا قوی نقص بھی رغبت کو کمزور اور اس کے عمل کو ناکارہ کر دیتا ہے ۔

جامع کلمہ ۱۲۰ ۔ ایک کارِ تاثر خاتم ہے، کثرتِ تصور کا موضوع ہونے سے ردِ عمل کے تاثرات کی تفریق نہیں ہے ۔

تشریح :۔ ایک کارِ تاثر مقسوم سے جسم کا آغاز ہوتا ہے ۔ وہی ایک تاثر جسم کی وساطت سے ممکن الحصول احساسات نفسانی و طبعی کی تکمیل ہوجانے پر جسم کا خاتمہ ہوتا ہے ۔ مقدر بھی عمل کی مثل احساس نفسانی کے اختتام پر تلف ہوجاتا ہے ۔ جس طرح سفال گر کے چاک کا جائے گردش پر قوت کارِ مقررہ گردش کے اختتام کے بعد رہنے والا ایک ہی تاثر ہوتا ہے یعنی کچھ دیر کے لیے چاک خود بخود گردش میں رہتا ہے ۔ اسی طرح ایک جسم سے ممکن الحصول تقدیر کا بھوگنا ختم ہوجانے کے بعد ایک ہی تاثر جس سے جسم کی ابتدا ہوئی تھی بنا رہتا ہے ۔

جامع کلمہ ۱۲۱ ۔ خارجی حس کا قاعدہ نہیں ہے، درخت، جھاڑی، بیل، طبعی نبات، گھاس خوشبودار پودے وغیرہ کا بھی احساس کنندہ اور مسکنِ احساس ہونا قبیل کی مثل ہے ۔

تشریح :۔ ایسا قاعدہ نہیں کہ جسم ہونے کے لیے خارجی ادراک کا ہونا لازم

ہو۔ شجر وغیرہ باطنی طور پر ذی حس ہیں وہ بھی جسم ہونے کے نظریہ سے احساس کنندہ او
مسکنِ احساس ہیں، جیسا کہ قبل میں بیان کیا جا چکا ہے کہ احساس کی پشت پناہ
نہ ہونے کی صورت میں جسم انسانی میں عفونت کا تلازم ہوتا ہے۔ اسی طرح شجر وغیرہ بھی
سوکھ جاتے ہیں۔ لہٰذا روئیدہ کا بھی جسم ہونا معقول ہے۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔
" اس کی جس ایک شاخ کو جان ترک کر دیتی ہے وہ سوکھ جاتی ہے"

جامع کلمہ ۱۲۲۔ روایات و منقولات کی رُو سے بھی۔

تشریح :۔ مکافات کے ضمن میں کہا گیا ہے۔

'جسم سے کردہ گناہوں سے انسان اقامتی (شجر وغیرہ) ہوتا ہے۔
گفتار سے کردہ گناہوں سے چرند و پرند ہوتا ہے' ارادتاً کردہ
گناہوں سے سفلی مخلوق حشرات الارض وغیرہ ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۳۔ کلام ربانی کی رو سے خصوصیت ہونے سے فعل کے استحقاق
کی دلالت محض جسم سے نہیں ہے۔

تشریح :۔ کلام ربانی کی رو سے برہمنوں کا فرض خاص طور پر تحصیل علم اور
دوسروں کو راستی و ناراستی کا درس دینا ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں کو ایسا کرنے
کی ہدایت نہیں ہے، لہٰذا فعل کا استحقاق خصوصیت پر مبنی ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۴۔ تین کے تین طرح کے جسم اعمال، جسم لذات اور جسم ہر دو ہونے
کا معمول ہے۔

تشریح :۔ تین کے' سے مراد اعلیٰ، میانہ' ادنیٰ ہے۔ عارفوں کا جسم'
جسم اعمال ہے' اندر یعنی دیوتاؤں کے راجا کا جسم، جسم لذات کی مثال ہے اور شاہی
عارفوں کا جسم، جسم اعمال و لذات ہر دو ہے۔ ایسا حکمراں جو معرفت کا حصول کیے ہوتا
ہے۔ اس کو شاہی عارف کہا جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۵۔ تارک الدنیا کا جسم تینوں میں سے کوئی نہیں۔

تشریح :۔ جو دنیا سے قطع تعلق کر چکا ہے اس کا جسم متذکرہ بالا تینوں
اقسام سے استغنائی ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۶۔ آتش کی مثل عقل وغیرہ کی کسی مخصوص اساس میں دوامیت

نہیں ہے۔

تشریح :۔ جس طرح مادی آتش غیر دوامی ہے اسی طرح عقل، خواہش وغیرہ کا بھی کسی مخصوص اساس مثلاً ذاتِ ازلی، خالق کائنات دبرہما، پروردگار، عالم (وشنو) وغیرہ میں دوامی ہونا ممکن نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۱۲۷۔ اساس کی دلالت نہ ہونے سے بھی

تشریح :۔ عقل نہ تو ذات کا خاصہ طبیعی ہے اور نہ ہی ذات کا عقل کی اساس ہونا مثبت ہوتا ہے۔ عقل متغیر خاصہ طبیعی والی علت اولی کا عمل ہے۔ لہذا غیر دوامی ہے۔ غیر متغیر، ازلی وابدی ذات میں عقل کا علاقہ محض نیابت ہی سے ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۱۲۸۔ یوگ کے کمالات بھی ادویات کے کمالات کی مثل عدم صداقت کہے جانے کے سزاوار نہیں ہیں۔

تشریح :۔ یوگ آفریدہ کمالات مثلاً ازحد خفیف یا غیر مرئی ہو جانا وغیرہ کمالات بھی اسی طرح حقیقی ہوتے ہیں۔ جس طرح ادویات کے اثرات سے ہونے والے نمایاں کمالات ہوتے ہیں۔

جامع کلمہ ۱۲۹۔ ہر ایک میں عیاں نہ ہونے سے، مرتب ہونے کی حالت بھی، مرتب ہونے کی حالت میں عناصر میں شعور نہیں ہے۔

تشریح :۔ عناصر خمسہ میں فرداً فرداً کسی میں بھی شعور کا ہونا عیاں نہیں ہے اُن کی مرتب حالت میں بھی شعور کے ہونے کا قیاس نہیں ہوتا کیوں کہ جو علت میں نہیں ہے وہ معلول میں کیسے ہو سکتا ہے؟ ہر ایک عنصر میں شعور نہ ہونے سے عناصر سے مرتب جسم کا خاصۂ طبیعی شعور نہ ہونے کا استخراج ہوتا ہے۔ مرتب ہونے کی حالت میں بھی یہ اعادہ باب کے ختم کا مظہر ہے۔

باب ششم

خلاصہ نظریات

جامعہ کلمہ ا ۔ نیستی کی عدم تصدیق ہونے سے رُوح کا ہونا ہے ۔

تشریح :۔ میں ہُوں' اس احساس سے معمولاً ہستی کے ہونے کی تصدیق ہوتی ہے نیستی کی تصدیق کا فقدان ہے ۔ اس لیے روح رُوح کا ہونا مثبت ہے ۔

جامع کلمہ ۲۔ غیر معمولی ہونے سے یہ جسم سے مختلف ہے ۔

تشریح :۔ ' یہ ' سے مراد غیر مادی رُوح ہے جس طرح چشم کا موضوع باصرہ ہی ہے ۔ مماثلِ ترتیب قرب ہوتے ہوئے بھی ذائقہ وغیرہ چشم کا موضوع نہیں ہوسکتے اسی طرح کیفیتِ عقل ہی ذات کا موضوع ہے کیفیاتِ عقل کے تحت ہی معروضات ذات کو احساس لذت واذیت دینے والے ہوتے ہیں۔ کیفیات عقل کا شعوری شاہد یعنی ذات دائم مدرک اور غیر متغیر ہے۔ ذات کے تغیر پذیر ہوے ل صورت میں پس وپیش کا ہونا ممکن ہوسکتا ہے جس سے شک ہونے کا احتمال ہوجاتا ہے' لہذا ذات کا غیر متغیر ہونا دائم مدرک موضوع ہونے سے استخراجاً مثبت ہے' لہذا غیر مادی روح جسم سے مختلف ہے ۔

جامع کلمہ ۳۔ اضافت کی ترکیب سے بھی ۔

تشریح :۔ حالتِ اضافی سے بھی رُوح کے جسم سے مختلف ہونے کی دلالت ہے مثلاً میرا سر، میرا جسم، وغیرہ کہنے سے اس تفریق کا احساس ہوتا ہے، لاتفریق ہونے کی صورت میں مضاف اور مضاف الیہ کا فقدان ہوگا، لہذا مرکب اضافی کی ترکیب ہی نہ ہوسکے گی۔

جامع کلمہ ۴۔ اثباتِ مشتہرِ فاعل اساسی سے تردید ہوجانے سے تھر کا بیٹا، کی مثل نہیں ہے۔

تشریح :۔ تھر کا بیٹا کی سرزمین میں اثباتِ مشتہرِ فاعل اساسی سے تردید ہوجانے سے وہ محض ایک صنعت تضاد ہے۔ میرا جسم کہنے میں اثبات کا بطلان نہیں ہے۔ بلکہ جسم کے رُوح نہ ہونے کا ثبوت ہے، میں ہوں، کے فطری احساس میں ذات کے ہونے کی آگاہی ہے اور دیگر موضوع کے ساتھ قابلِ ادراک ہونے سے 'میرا جسم' کہنا معقول ہے، محض تصور ہی نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۵۔ اذیت کے کلیتاً ازالہ سے کامرانی ہے۔

تشریح :۔ کامرانی سے مراد نجات ہے۔ جس کا حصول اذیت کے قطعی طور پر مفقود ہونے سے ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۶۔ اذیت سے انسان کو جیسی بیزاری ہوتی ہے راحت میں ایسا موضوع اختیار نہیں ہوتا۔

تشریح :۔ ہر جاندار اذیت کا ازالہ اور راحت کے حصول کی تمنا کرتا ہے لیکن اذیت سے ہونے والی بیزاری کی شدت جیسی ہوتی ہے ویسی تندی راحت کی آرزو میں نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۷۔ کہیں بھی کوئی بھی شادماں ہے۔!

تشریح :۔ اس کائنات میں شاذ و نادر ہی کوئی شادماں ہے ورنہ رنج و الم کی فراوانی ہے۔ اذیت کا یہ عالم ہے۔

؎ دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد

جامع کلمہ ۸۔ وہ بھی تکلیف کی آمیزش لیے ہوئے ہے، صاحبِ عقل اس کا شمار اذیت ہی کے زمرہ میں کرتے ہیں۔

تشریح :- 'اس کا' سے مراد راحت کا' ہے۔ یہاں ہر شادمانی اپنے ساتھ تکلیف کی آمیزش لیے رہتی ہے۔ اس لیے دانا اس امر کا تجزیہ کر کے دنیوی راحتوں کا شمار اذیت ہی میں کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۹۔ شادمانی کے نہ ہونے میں نجات کا نہ ہونا نہیں ہے اس میں دردمندی ہونے سے۔

تشریح :- ہم شادمانی کے ہونے کی اور رنجیدگی کے نہ ہونے کی تمنا رکھتے ہیں اور ایسی دو الگ الگ دعائیں مانگتے ہیں۔ چنانچہ راحت کے معاملہ میں ہمارا لا تلازاثباتی ہے اور اذیت کے معاملہ میں منفی ہے۔ یہ دو طرح کی سرگرمیاں ہیں۔ نجات تو اذیت کا کلیتاً مفقود ہو جانا ہے۔

جامع کلمہ ۱۰۔ لاتلازمیت کی تحقیق کرنے والا کلام ربانی ہونے سے رُوح کا صفات سے مبرّا ہونا ثبت ہے۔

تشریح :- تغیر کا سبب تلازم ہے، جہاں تلازم نہیں وہاں تغیر کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ کلام ربانی کی رُو سے ذات تلازم سے مبرّا ہے۔

' یہ یعنی ذات جن معروضات کو اس کائنات میں دیکھتی یا جانتی ہے۔

ان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ لاتعلق ہے۔

رُوح برتر از صفات ہونے سے رنج (راحت' وابستگی وغیرہ سے دائما مبرّا ہے۔ اس لیے اذیت کا ازالہ ہو جانے سے بھی نصب العین ذات یعنی نجات کا ہونا واقع نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۱۱۔ دیگر کا خاصہ طبیعی ہونے سے بھی نافہمی سے اُس کی دلالت ہے۔

تشریح :- چوں کہ شخصی رُوح صفات سے برتر ہے اس لیے دنیادی وابستگی وغیرہ کا یعنی قلب کا خاصہ طبیعی ہے لہٰذا روح میں رنج و راحت کی دلالت ہونا نافہمی کے باعث محض انعکاس صورت سے ہے

جامع کلمہ ۱۲۔ نافہمی ازلی ہے ورنہ دو نقائص کا موضوع ہوگا۔

تشریح :- نافہمی قلب کا ازلی خاصہ طبیعی ہے' حالت تحلیل میں یعنی قیامت

کے دوران یہ رغبت صورت سے موجود رہتی ہے۔ اس کو ازلی تسلیم نہ کرنے کی صورت میں مندرجہ ذیل نقائص ہونے کا موضوع ہوگا۔

(۱) اتفاقاً خود بخود نمو پاجانے کی صورت میں نجات یافتہ کو بھی پابندی ہوجانے کا موضوع ہوگا۔

(۲) اگر عمل سے پیدا ہوئی تسلیم کی جائے تو عمل نافہمی کا سبب ہونے میں حالت غیر معین کا نقص پیدا ہوگا۔ کیوں کہ عمل کی روش تغیر پذیر ہونے کی ہے۔

لہٰذا نافہمی قلب کی وہ کیفیت ہے جو انعکاس صورت سے ذات کے خاصہ طبعی کے مماثل ہوتی ہے۔ اس لیے ذات کی پابندی کا سبب ہے جو کہ ازلی ہے۔

جامع کلمہ ۱۳ - ترد ح کی مثل لاانتہائی نہیں ورنہ اُس کا اتلاف نہ ہوگا۔

تشریح :- نافہمی میں جاری وساری صورت ہونے کے سبب لاانتہائیت ہے وہ روح کی مثل لامنقسم دوامی اور لاانتہائی نہیں ہے۔ ورنہ نافہمی کا اتلاف ہونا غیر ممکن ہوگا۔

جامع کلمہ ۱۴ - تاریکی کی مثل علت تعینی سے اس کی تحلیلت ہے۔

تشریح :- تاریکی کی علت تعینی یعنی اُس کی آفریدگی کا خاص سبب روشنی ہے۔ اور تاریکی روشنی ہی سے تحلیل ہوتی ہے کسی دیگر ذریعہ سے دور نہیں ہوتی اسی طرح نافہمی یا دنیوی وابستگی کے فنا ہونے کا خاص متعین سبب علم تمیز یعنی حق و باطل کی فرق کرنے کی تمیز ہے۔

جامع کلمہ ۱۵ - اس میں بھی شمول و خارج کا طرز عمل ہے۔

تشریح :- اُس، سے مراد علم تمیز ہے، علم تمیز میں سماعت، ذکر، فکر اور مزاولت کا شمول ہے اور فعل کا خارج کرنا ہے۔ ذکر، فکر اور مزاولت باطنی ہونے سے علم تمیز کے حصول کے لیے سبب صورت ہیں اور فعل خارجی ہونے سے سبب صورت نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۱۶ کسی اور طرح سے ممکن نہ ہونے سے نافہمی ہی دنیوی ہے

تشریح :- مفہوم یہ ہے کہ فقط دنیوی وابستگی صورت ہے اسے ...

بہ تفصیل بحث باب اول میں دیکھیے۔

جامع کلمہ ۱۷۔ کلام ربانی کی رُو سے بازگشت کا نہ ہونا حتمی طور پر واجب کیا جائے، رستگار کو پھر وابستگی ہونے کی مناسبت نہیں ہے۔

تشریح :۔ اس موضوع پر کلام ربانی مندرجہ ذیل ہے۔

'عملِ ترکیب کے فنا ہو جانے سے بھی نجات کا

فنا ہونا نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کی اعادت ہے'۔

وابستگی کی ترکیب میں نافہمی کا عمل اس کا سبب ہے۔ نافہمی کے عمل کا اتلاف علم تمیز کی روشنی میں ہوتا ہے۔ ایک بار نجات حاصل ہو جانے پر پھر اس کا فنا نہیں ہے، نہ ہی رستگار پھر وابستہ ہوتا ہے اور نہ ہی دوبارہ جنم لیتا ہے' اس طرح بازگشت کا نہ ہونا کلام ربانی سے تحقیق ہے۔

جامع کلمہ ۱۸۔ بصورت دیگر کلیتاً نجات کا ہونا ثابت نہ ہوگا۔

تشریح :۔ اگر کسی صورت سے نجات یافتہ پھر دنیوی وابستگی کا حصول کرلے تب تو اذیت کا کلیتاً ازالہ ہونا اور اس کے ثمرہ صورت نجات ہو جانا ایک باطل نظریہ ہوگا۔

جامع کلمہ ۱۹۔ دونوں میں کوئی امتیازی صورت نہ ہونے کا حصول ہوگا۔

تشریح :۔ اگر نجات یافتہ کو دوبارہ دنیوی وابستگی ہو جانا تسلیم کرلیا جائے تو دونوں یعنی رستگار اور وابستہ کے مابین کوئی امتیازی صورت نہ ہوگی

جامع کلمہ ۲۰۔ مزاحمت کا فنا ہونا ہی نجات ہے دوسری کوئی شئے نہیں ہے

تشریح :۔ نجات کی راہ میں اذیت مزاحم ہے' جس کا سبب نافہمی ہے۔ اور وہ عقل کی نیابت سے آفریدہ ہے لہذا نافہمی کی موقوفی سے اذیت کا ازالہ ہوتا ہے اور مزاحمت کا اتلاف ہو جاتا ہے' یہی نجات ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری شئے یا موضوع نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۲۱۔ اس میں بھی مطابقت ہے۔

تشریح :۔ اس میں سے مراد مطابقت کا اتلاف ہونا ہے ذات میں اذیت کا اتصال و انفصال ہی تصور کیا جاتا ہے، اذیت کے احساس کا نہیں۔ اس

صورت میں اذیت کا علاقہ ہونا بلور کے قریب رکھے رنگدار پھول کے عکس کے مترادف ہے، اور اذیت کا احساس بھی عکس صورت ہی ہے۔ اسی نافہمی کا ازالہ ہونا نجات یا مزاحمت کا موقوف ہونا ہے۔

جامع کلمہ ۲۲۔ تین قسم کے مستحقین ہونے کی وجہ سے ضابطہ نہیں ہے۔

تشریح علم ذات کی تحصیل کے مستحقین اعلیٰ، میانہ اور ادنیٰ تین قسم کے ہیں ایسا ضابطہ نہیں کہ محض سماعت سے ہر کس و ناکس کو معرفت کا حصول ہو جائے قلبی جلوہ کا ہونا طالب کے اپنے استحقاق پر منحصر ہے، اس لیے محض سماعت سے علم ذات کی تحصیل کا ضابطہ نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۲۳۔ ثابت قدمی کے لیے متاخر کا۔

تشریح :۔ مزاحمت کے اتلاف کو استوار کرنے کے لیے سماعت کے متاخر یعنی ذکر، فکر اور مزاولت کا ضابطہ ہے۔

جامع کلمہ ۲۴۔ آرام سے جا گزیں ہونا طرز نشست ہے، ضابطہ نہیں ہے۔

تشریح :۔ طرز نشست جس کو یوگ کی اصطلاح میں آسن کہا جاتا ہے اُس میں کوئی مخصوص ضابطہ نہیں ہے۔ متعدد اقسام کے آسن ہیں۔ جو اپنے مزاج کے موافق ہو، اور جس میں آرام سے بیٹھا جا سکے وہی درست ہے۔

جامع کلمہ ۲۵۔ قلب کا دنیوی موضوعات سے تہی ہونا تفکر ہے۔

تشریح :۔ باطن کا جملہ دنیوی موضوعات سے تہی ہو جانا اور قلب کا نقطۂ مقصود میں مرکوز ہو جانا ہی تفکر (دھیان ہے) ہے یہ یوگ کا موضوع ہے مزید تفصیل کے لیے پاتنجلی کا فلسفہ یوگ، شائع کردہ ترقی اُردو بیورو، نئی دہلی میں دیکھیے۔

جامع کلمہ ۲۶۔ دونوں میں صورتوں میں تفریق کا نہ ہونا نہیں ہے۔ موضوعات دنیا کی وابستگی کے مسدود ہونے میں تفریق ہے۔

تشریح :۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ذات میں یکساں روی ہے لہذا وصل و ہجر، اتصال وانفصال وغیرہ نہیں ہیں۔ تو پھر وصل کے لیے مزاولت کی کیا تقریب ہے؟ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ وصلت اور غیر وصلت دونوں

حالتوں میں دنیوی وابستگی کے مسدود ہونے میں یعنی پابندی عالم کا قطعی ازالہ ہونے میں تفریق ہے۔

جامع کلمہ ۲۷۔ لاتعلق میں بھی ناقہمی سے موضوعات عالم سے وابستگی ہو جاتی ہے

تشریح:۔ اگرچہ غیر منسلک ذات میں دنیوی موضوعات کی وابستگی کا دوامی حصول نہیں ہے۔ تاہم نافہمی سے نیا بتی عکس صورت پابندی ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۲۸۔ گلاب کے پھول اور بلور کے مماثل نہیں ہے۔ لیکن گمان ہے۔

تشریح:۔ بلور کے قریب گلاب کا پھول رکھ دینے سے گو کہ بلور سرخ رنگ کا نظر آنے لگتا ہے۔ لیکن اس کو سرخ رنگ کا حصول نہیں ہوتا عکس سے محض ایسا ہونے کا گمان ہوتا ہے جو بلور کے سرخ رنگ کا ہونے کی ایک موہوم صورت ہے' بلور اور گلاب کے پھول کی مثل ہی ذات اور عقل کا علاقہ ہے۔ عقل کے عکس کے تحت نافہمی سے ذات میں وابستگی کا گمان ہوتا ہے۔ لہذا عکس کی کیفیت ہی ذات کی وابستگی ہے یہ اذیت دہندہ کیفیت صورت وابستگی ہی مزاحمت ہے اور اس مزاحمت کا فنا ہونا نجات کا حصول ہے۔

جامع کلمہ ۲۹۔ تفکر، قیام، شغل، لاتعلقی وغیرہ سے اس کا مسدود ہونا ہے۔

تشریح:۔ اس کا یعنی دُنیوی وابستگی کا مسدود ہونا تفکر، قیام، شغل، ترک دنیا وغیرہ مزاولتوں سے ہوتا ہے۔ مراقبہ کی وساطت سے تفکر کرنا یوگ یعنی وصل کا سرچشمہ ہے۔ تفکر کا مدار قیام پر ہے اور قیام کی اساس شغل ہے۔ شغل استقرار قلب کی مزاولت ہے۔ موضوعات سے لاتعلقی یعنی ترک دُنیا کا حصول شغل کے لیے مقدم ہے' لاتعلقی کے مقدمات دُنیوی موضوعات میں عیب جوئی، اصول اطوار اور ضابطۂ حیات وغیرہ ہیں:۔ یوگ کے ان اجزا کی وساطت سے دُنیوی وابستگی کی مزاحمت مفقود ہو جاتی ہے۔

جامع کلمہ ۳۰۔ بعض اساتذہ فنا و انتشار کی کیفیات کے مفقود ہو جانے سے ۔۔۔ اتے ہیں۔

تشریح :۔ بعض اساتذہ کا نظریہ ہے کہ قلب کی باطنی کیفیت فنا یعنی تحلیل اور خارجی کیفیت انتشار کا ازالہ ہونے پر شخصی رُوح کے لیے بھی کیفیات سے وابستگی مسدود ہو جاتی ہے، یہاں قلب کی کیفیتِ فنا سے مراد گہری نیند کی کیفیت ہے اور کیفیت انتشار سے مُراد تصدیق وغیرہ کی کیفیات ہیں جن سے قلب منتشر ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۳۱۔ مسرت قلب کا واسطہ ہونے سے مقام کا ضابطہ نہیں ہے۔

تشریح :۔ مزاولت کے لیے مسرت قلب کا واسطہ ہے اُس میں مقام کی کوئی قید نہیں ہے۔ اگر قلب پاکیزہ اور مطمئن ہو تو کہیں بھی شغل کیا جا سکتا ہے۔

جامع کلمہ ۳۲۔ علّتِ اولی کا ابتدائی سبب مادی ہونا دیگراں کے مرتب معلول ہونے سے ہے

تشریح :۔ دیگراں سے مراد عنصر کبیر پندار خودی یا حرکت اولی وغیرہ مرتب معلول ہیں۔ اُن کے معلول ہونے سے ہی علّتِ اولی کا ابتدائی سبب مادی ہونا مثبت ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۳۳۔ دائمی ہوتے ہوئے بھی تلازم کا فقدان ہونے سے ذات سبب مادی نہیں ہے۔

تشریح :۔ کسی کو بھی مادی سبب ہونے کے لیے صفات کا حامل اور ہم نشین ہونا لازم ہے۔ جس میں یہ صلاحیتیں نہیں ہیں وہ مادی سبب نہیں ہو سکتا۔ ذات صفات اور تلازم دونوں سے برتر ہے۔ اس لیے اُس کا مادی سبب ہونا خارج از امکان ہے۔

جامع کلمہ ۳۴۔ کلام ربانی کے خلاف غیر معقول دلائل پیش کرنے والوں کو ذات کا حصول نہیں ہوتا۔

تشریح :۔ ذات کے مادی سبب ہونے کی تائید میں جو دلائل پیش کی جاتی ہیں وہ غیر معقول ہیں اُن سے حصولِ ذات کا استفادہ نہیں ہوتا۔ صحائف میں ذات کے علت ہونے کو واجب قرار دینے والی ہدایات محض قدرت اور قادر مطلق کی لا تفریق ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے عبادت کرنے کی تلقین کی غرض سے ہیں۔

جامع کلمہ ۳۵۔ مرتب مجموعہ ہونے سے بھی جوہر ابتدائی کی اعادت جوہر کے

مماثل ہے۔

تشریح :۔ شجر میں خاک وغیرہ کے جوہرات ہی ترتیب عمل کے تحت کونپل وغیرہ کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور جوہرات کا اصل بنیاد ہونا قبول کیا جاتا ہے اسی طرح عناصر خمسہ خاک وغیرہ کا ما ہیتاً علتِ اولی کی اصل بنیاد ہونا اختیار کرنا چاہیے اسی خاک وغیرہ میں جوہرا بتدائی کی اصل بنیاد ہونے کی اعادت ہے۔

جامع کلمہ ۲۶ ۔ ہر جگہ عمل کا مشاہدہ ہونے سے جوہرا بتدائی کی ہمہ جائی ہے۔

تشریح :۔ کسی بھی طرزِ عمل کے بغیر ہر جگہ تغیر صورت عمل مشاہدہ میں آتا ہے۔ چنانچہ جوہرا بتدائی کا ہمہ جائی ہونا ثبت ہے جس طرح سبو وغیرہ میں جوہرات کی معموری ہے ۔ اسی طرح سے جوہرا بتدائی کی جملہ موضوعات مشاہدہ میں معموری ہے۔

جامع کلمہ ۲۷ ۔ عمل کا اتصال ہونے میں بھی جوہر کی مثل اساسی علت ہونے کا دعویٰ باطل ہوتا ہے۔

تشریح :۔ علت اولی صورت جوہرا بتدائی میں عمل کا اتصال ہونے پر بھی یعنی حرکت کی مناسبت تسلیم کرنے میں جس طرح محرک جوہرات کے اساسی علت ہونے کا فقدان ہے، اسی طرح جوہرا بتدائی کے اساسی علت ہونے کا بھی فقدان ہوگا لہٰذا جوہرا بتدائی کا معمور ہونا تسلیم کرنا ہی معقول ہے۔

جامع کلمہ ۲۸ ۔ معروف سے جوہرا بتدائی کا زائد ہونا ہے۔ اس لیے ضابطہ نہیں ہے۔

تشریح :۔ نور (۹) ہیولائی مواد معروف ہیں وہ خاک، آب، آتش، باد خلا، زماں، مکاں، روح اور قلب ہیں۔ چونکہ جوہرا بتدائی مادہ ان سے زائد ہے۔ اس لیے نور (۹) ہی ہیں۔ ایسا ضابطہ نہیں ہے۔

جامع کلمہ ۲۹ ۔ صفتِ ملکوتی (ست) وغیرہ علت اولی کی صورت ہونے سے اس کا خاصہ طبیعی نہیں ہیں۔

تشریح :۔ دیکھیے جامع کلمہ ۶۱ باب اول ، علت اولی ست ۔ رج تم

صفات کی مساوی حالت ہے۔ اس لیے تینوں صفات علت اولیٰ سے مختلف شے نہیں ہیں۔ لہذا خاصہ طبیعی و فاعل اساسی ہونے کا تجزیہ نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۴۰۔ استفادہ نہ ہونے سے بھی شتر کے زعفران کی بار برداری کی مثل جوہر ابتدائی کی تخلیق ذات کے لیے ہے۔

تشریح:۔ اس کا بیان جامع کلمہ ۵۸ باب سوم میں کیا جا چکا ہے۔

جامع کلمہ ۴۱۔ عمل کے تنوع سے کائنات کا تنوع ہے۔

تشریح:۔ کائنات میں لاشمار اقسام کی مخلوقات ہیں اور اُن کی سرگرمیاں بھی گوناگوں ہیں، لہذا عمل کی گوناگونی کے سبب ہی کائنات میں گوناگونی کا ہونا امرِ لازم ہے۔

جامع کلمہ ۴۲۔ ترکیب ہم نوع اور ترکیب مختلف الاوضاع سے دو اثرات ہوتے ہیں۔

تشریح:۔ اس شک کا ازالہ کرتے ہیں کہ علتِ اولیٰ تو ایک ہے اس کے دو متضاد معلول یعنی تخلیق اور قیامت (صورت تحلیل) کیسے ہوتے ہیں؟ ترکیب ہم نوع اور ترکیب مختلف الاوضاع دو مختلف اسباب ہونے سے دو اثرات ہوتے ہیں جوہر ابتدائی (قدرت) ست۔ رج۔ تم صفات صورت ہے۔ ان تینوں صفات کی کمی بیشی ہونا ترکیب مختلف الاوضاع ہے جس سے تخلیق کا عمل ظہور میں آتا ہے۔ ان تینوں صفات کی حالت مساویت ترکیب ہم نوع ہے۔ یہ جوہر ابتدائی (قدرت) کی تخلیق سے قبل کی اور تخلیق کے بعد اُس کے تقلیب کرنے پر صورت تحلیل یعنی قیامت کی حالت ہے۔

اجسام خانی تخلیق کے وقت عدم سے وجود میں آتے ہیں اور عمل پذیر ہو کر تقلیب کر کے پھر عدم میں چلے جاتے ہیں۔ اس نظریہ کے تحت جوہر ابتدائی حالت عدم میں ست۔ رج۔ تم کی حالت مساویت میں رہتا ہے اور عمل پذیری کے دوران ست۔ رج۔ تم کی کمی بیشی کی حالت ہوتی ہے۔ یہ یاد رہے کہ جوہر ابتدائی صفات سہ گانہ یعنی ست۔ رج۔ تم صورت ہی ہے۔ اس طرح ایک علت سے دو معلول ہونا کہا گیا ہے۔

جامع کلمہ ۴۳ :۔ مخلصی کا احساس ہو جانے پر جوہر ابتدائی کی تخلیق کا ہونا معمول عالم کی مثل نہیں ہوتا۔

تشریح :۔ معرفت ذات کا حصول ہو جانے پر کامراں انسان کے لیے جوہر ابتدائی سے ہونے والی تخلیق کائنات مفقود ہو جاتی ہے۔ جس طرح دُنیاوی طور پر جب کسی کو کسی کام کرنے کی ذمہ داری سونپ دی جاتی ہے تو جب وہ کام مکمل ہو جاتا ہے تب اس کام کی جانب التفات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

جامع کلمہ ۴۴ ۔ عمل حرکت کے بغرض دیگر ہونے میں بھی محرک کے نہ ہونے سے رستگار اس ترکیب عمل سے مبّرا ہوتا ہے۔

تشریح :۔ تخلیق کائنات علت و معلول نوعیت کی ہونے کی وجہ سے نافہم کے لیے جوہر ابتدائی کا عمل برقرار رہنے پر بھی رستگار اُکے دائرہ عمل میں نہیں آتا کیوں کہ روئیداد عمل میں جوہر ابتدائی کی نیابت سے پیدا ہوا ، مختص تلازم اور اس کی وجہ سے نافہمی وغیرہ جو محرک ہیں اُن کا فقدان ہوتا ہے۔ یہی رستگار کے واسطے جوہر ابتدائی کردہ تخلیق کا مفقود ہونا ہے۔ یہی ذات کے احساس لذت و اذیت کی علت جوہر ابتدائی کی نیابت سے مخصوص تغیر کا ظہور پذیر نہ ہونا ہے۔

جامع کلمہ ۴۵ ۔ طرزِ عمل سے شخصی رُوح کا متعدد ہونا ظاہر ہے۔

تشریح :۔ پابندی و رستگاری کی صورت ترتیب سے شخصی رُوح کے متعدد ہونے کی دلالت ہے۔ کلام ربانی میں کہا ہے۔

' جو رُوح کو جانتے ہیں اُن کو رستگاری کا حصول ہوتا ہے
دوسروں کو اذیت ہی کا حصول ہوتا ہے ۔[برہدارنیک اپنشد ۴، ۴، ۱۴]

جامع کلمہ ۴۶ ۔ نیابت کی دلالت ہونے میں پھر ثنویت ہے۔

تشریح :۔ جب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ نیابت ہی سے طرح طرح کا طرزِ عمل وقوع پذیر ہوتا ہے۔ تب نیابت کی دلالت ہونے میں بھی ثنویت ثبت اور وحدت رد ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۴۷ ۔ دو سے بھی تصدیق کی عدم مطابقت ہے۔

تشریح:۔ دو سے مراد شخصی رُوح اور جہل ہے ان دونوں کو قبول کرنے میں بھی وحدت کی تصدیق عدم مطابقت ہے۔ دیگر خامیاں اگلے جامع کلمہ میں بیان کرتے ہیں۔

جامع کلمہ ۴۸۔ دو میں عدم مطابقت نہ ہونے پر بھی مقدمہ کا فقدان ہونے سے قولِ اولین دبیان متاخر کا اطلاق نہیں ہوتا۔

تشریح:۔ شخصی رُوح اور جہل کو بلا کسی اختلاف کے دو تسلیم کر لینے سے بھی توحیدی علتِ اولی کو رد کرنے کے لیے بحث کا جو اولین قول پیش کرتے ہیں اُس میں اور ثنویت کی تکذیب میں جو اُن کا بیان متاخر ہے' اس میں مقدمہ کا فقدان ہونے سے اُن دونوں کا اطلاق نہیں ہوتا۔ قول اولین کا اطلاق اس لیے نہیں ہوتا کیوں کہ توحیدی اس مرحلہ پر وقوف باطل یا جہل یا شخصی رُوح دونوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر اُن سے دو کو تسلیم کیے جانے پر توحید میں عدم مطابقت واقع نہیں ہوتی تب سانکھیہ کے اصول سے بھی تخالف نہیں ہے۔ توحیدی وقوف باطل کو عارضی اور محض ابتدائی بیان کے طور پر تسلیم کرتے ہیں' سانکھیہ کی رُو سے بھی تغیر پذیری کو عارضی اور محض تمہید کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر سانکھیہ میں رُوح کا لاشمار ہونا تسلیم کرنے سے اور علتِ اولی کو بھی دوامی قبول کرنے سے دونوں میں عدم مطابقت ہے۔ تب دونوں میں سے کس کو صحیح تسلیم کیا جائے؟ ایسا شک ہونے سے توحیدیوں کے بیان متاخر یعنی اصول کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس لیے توحید کی صورت امکان معقول نہیں ہے۔ توحید کے اصول کا اطلاق یعنی تکذیب ثنویت کا اطلاق کیوں نہیں ہوتا! مقدمہ کا فقدان ہونے سے ایسا نہیں ہوتا۔ توحید کی صورت امکان کا کوئی مثبت مقدمہ نہ ہونے سے اور وقوف باطل یا جہل کو اختیار کرنے ہی سے توحیدیوں کے بیان متاخر یعنی اصول کو گزند پہنچتا ہے۔

جامع کلمہ ۴۹۔ نُور سے اس کی دلالت ہونے میں فعل و فاعل کا تخالف ہے۔

تشریح:۔ اگر نُور صورت وحدت کی ترتیب سے رُوح کا ہونا تسلیم کر لیا جائے تو ایسی صورت میں فعل و فاعل کی ناموافقت ہوگی' منور اور نور دہندہ

دونوں کے رشتہ سے نور دہندہ کا منور کرتا مشاہدہ میں آتا ہے، اُن کی وحدت تسلیم کرنے میں صریحاً خود کی خود سے نسبت ہونا ایک عدم مطابقت کی صورت ہے خود ہی فعل اور خود ہی فاعل ہونے میں تخالف ہے، لہٰذا رُوح کو نور دہندہ تسلیم کرنے میں فعل کا علاقہ ہونے سے ثنویت کی دلالت ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۵۰ ۔ مادی سے مسدود غیر مادی شعور صورت مادی کو منور کرتا ہے۔

تشریح :۔ سانکھیہ مادی و غیر مادی موضوعات کو تسلیم کرتا ہے۔ اس لیے اُس میں عدم مطابقت کی صورت ہے۔ سانکھیہ میں خاصہ طبیعی، فاعل طبیعی کی تفریق بھی نہیں ہے۔ اگرچہ سانکھیہ میں غیر مادی میں نُور کا خاصہ ہونا خورشید کی روشنی کی مثل تسلیم نہیں کیا جاتا تاہم غیر مادی شعوری نُور صورت موضوع ہی مادی کو منور کرتا ہے۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کیوں کہ مادی کے محض مقصود ہونے سے غیر مادی کے شعور بالذات کا ہونا کہا جاتا ہے۔ مادی سے مسدود شعوری موضوع ہی مادی کے لیے آگاہی و ادراک ہونے کا ہونے کا سبب ہے۔ یہی اُس کا مادی کو منور کرتا ہے۔

جامع کلمہ ۵۱ ۔ دُنیا پرستوں کے لیے ترک دُنیا اور اس کی تکمیل ہونے سے کلام ربانی میں دگر گونی نہیں ہے۔

تشریح :۔ کلام ربانی میں تحقیق وحدت کی تقریب محض دُنیا پرستوں کو ترک دُنیا کی جانب راغب کرنے کی غرض سے ہے۔ چوں کہ وحدت پرستی ہی سے صحیح ترک علائق ہوتا ہے اور اس کے علاوہ تمام موضوعات باطل ہیں۔ اس ثنویت کے فقدان کا علم کرانے کے لیے اور اس ضمن میں دیگر کسی خود ساختہ و خود اختیار کردہ ثمرہ سے باز رکھنے کے لیے یہ ہدایت ہے کہ محض عرفان ذات ہی بہبود کی واحد صورت ہے، ایسا عقیدہ دائق ہونے پر دیگر کُل موضوعات سے کمال درجہ کی بے اعتنائی نمو ہوتی ہے۔

جامع کلمہ ۵۲ ۔ عالم حق ہے اُس کی تخلیق بے عیب سبب سے ہوئی ہے جس میں تضاد نہیں ہے۔

تشریح :۔ خواب کے عالم کا تصور حالت بیداری میں غیر حقیقی معلوم ہوتا ہے

لیکن علت اولیٰ کی اساس خواب کے عالم کی مثل نہیں ہے۔ وہ قدیم اور غیر متغیر ہے اس لیے عالم کی تخلیق حق پر مبنی ہے۔ کسی ناقص سبب سے نہیں ہے۔ وہ سبب حق ہے اور اُس سے تخلیق پایا ہوا عالم بھی حق ہے۔ عالم کے حق ہونے کے خلاف کسی ثبوت کا فقدان ہونے سے بھی وہ حقیقی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ وحدت کی تحقیق پر جو کلام ربانی ہے اس میں محض ہست مطلق کو حق اور ماسوا کو موہوم قرار دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وحدت کی تحقیق پر جو کلام ربانی ہے اس میں مبحث کے مطابق ہست مطلق کو حاضر و ناظر، ہمہ جائی کُل میں معمور وغیرہ بتلایا گیا ہے اور اس کے علاوہ سب کو مسترد کر دیا ہے۔ اس سے ہست مطلق سے ترتیب شدہ تصور کی وساطت سے تقسیم کرنا مقصود ہے نہ کہ کائنات کو کلیتاً ادنیٰ گردانتا ہے۔ ورنہ وحدت ہونے میں اسی کلام ربانی کی شہادت کے رد ہونے کے امکانات پیدا ہو جائیں گے۔ کیوں کہ عالم کائنات عالم خواب کی مثل موہوم ہونے کی صورت میں جس طرح خواب کے دوران لفظ کے موہوم ہونے میں اُس لفظ کی وساطت سے اختیار کیا گیا معنی کے بھی مشکوک اور غلط ہونے کا امکان بنا رہتا ہے اسی طرح کلام ربانی کی شہادت پر بھی سوالیہ نشان لگ جائے گا۔ لہذا کلام ربانی عالم کائنات کو کلیتاً رد کرنے پر نہیں ہے۔ اس لیے عالم کو رد کرنے والے کسی بھی ثبوت کا فقدان ہونے سے عالم حق ہے۔

جامع کلمہ ۵۳ - اور کسی طرح سے تخلیق کا ہونا ممکن نہ ہونے سے حق کا صدور ہوتا ہے۔

تشریح: قبل میں اُن دلائل کا بیان کیا جا چکا ہے جن کی بنا پر باطل کا پیدا ہونا ممکن نہیں ہے۔ عالم کائنات کی لطیف صورت علت میں حق جاری ساری ہونے سے ہی معلول کا صدور ہوتا ہے۔ اس طرح حق سے حق کا ظہور ہوتا ہے۔

جامع کلمہ ۵۴ - پندار خودی فاعل ہے نہ کہ شخصی رُوح۔

تشریح: پندار خودی کیفیت انا کا حاسۂ باطن ہے اور کیفیت کے لحاظ سے عقل کا طاق عمل ہے اس کو فاعل اس لیے گردانا جاتا ہے کیوں کہ اُس کا تاخر دنیوی موضوعات سے وابستگی ہے شخصی رُوح چوں کہ غیر متغیر ہے اور اس کے ملتفت ہوتے کی

دلالت نہیں ہوتی اس لیے وہ فاعل نہیں ہوسکتی۔

جامع کلمہ ۵۵۔ احساس لذت و اذیت غیر مادی کو ہوتا ہے اس کے فعل سے مجتمع ہونے سے۔

تشریح:۔ پندار خودی کے فاعل ہونے پر بھی لذت و اذیت کا احساس غیر مادی ہی کو ہوتا ہے۔ غیر مادی کو یہ حصول اُس کے افعال سے مجتمع ثمرہ صورت سے ہوتا ہے ہر کوئی اپنے اپنے پندار خودی کی وساطت سے کردہ افعال کا ثمرہ خود بھگتتا ہے کسی کے کردہ افعال کا دیگر کے پیش آمدہ ہونے کی دلالت نہیں ہوتی اور اس طرح زائد الموضوع ہونا عیب بھی واقع نہیں ہوتا۔

جامع کلمہ ۵۶۔ طبقہ آبی اچندرلوک، وغیرہ سے بازگشت ہے محرک کے ہست ہونے سے۔

تشریح:۔ شخصی رُوح کا صعود طبقہ آبی وغیرہ تک ہوجانے پر بھی اس کا تنزل ہوتا ہے۔ چونکہ دنیاوی وابستگی کے محرک ناقہمی وغیرہ افعال ہست ہیں اس لیے شخصی رُوح تناسخ کے چرخ پر سرگرداں رہتی ہے۔

جامع کلمہ ۵۷۔ قبل کی مثل دنیا میں درس سے مطلب براری نہیں ہوتی۔

تشریح:۔ جس طرح اس عالم میں محض درس سے معرفت کا حصول نہیں ہوتا اس کے لیے مزاولت لازم ہے۔ اسی طرح دیگر طبقات میں بھی وہاں سکونت پذیر ہستیوں کے درس سے وہاں جانے والوں کو کوئی استفادہ نہیں ہوتا۔

ہندو عقیدہ کے مطابق شخصی رُوح کو اس عالم فانی ہی میں معرفت ذات کے حصول کے لئے مزاولت کرنے کا موقع ملتا ہے۔ بقیہ طبقات اُس کا آخرت کا سفر ہے اُن میں وہ عالم فانی میں کردہ نیک و بد افعال کا ثمرہ بھگتنے کے لیے ہی جاتی ہے اور اس وقت تک بار بار عالم فانی کی جانب عود کرتی ہے جب تک وہ معرفت ذات کا حصول نہیں کرلیتی اور رُوح اصغر رُوح اکبر میں تحلیل نہیں ہوجاتی۔

جامع کلمہ ۵۸۔ روایتاً اس کی تکمیل ہونے پر نجات کا ہونا سُنا جاتا ہے۔

تشریح:۔ جامع ذات کی تکمیل سماعت و فکر کے ذریعہ حق و باطل کی تحقیق کرنا وغیرہ روایتی مزاولتوں کی وساطت سے ہوتی ہے اور تب ہی شخصی رُوح کو

مقامِ ہستِ مطلق حاصل ہوتا ہے محض سماوی طبقات میں چلے جانے سے نجات کا حصول نہیں ہوتا۔ اس عالم فانی میں مزاولت کرنا لازمی ہے۔

جامع کلمہ ۵۹۔ معمور کُل ہوتے پر بھی حرکت کا ہونا نیابت سے سُنا جاتا ہے، خلا کی مثل احساس لذت و اذیت ہونا مکاں و زماں کی یافت سے ہوتا ہے۔

تشریح:۔ اگرچہ معمور کُل رُوح میں حرکت کا ہونا ممکن نہیں ہے، تاہم اُس کا آخرت میں جانا نیابت سے سُنا جاتا ہے جس طرح خلا معمور کُل ہے لیکن نیابت کے رشتہ سے شبو وغیرہ کے اندر کے خلا کی حرکت مشاہدہ میں آتی ہے اسی طرح رُوح کو مکاں و زماں کی یافت کے تحت لذت و اذیت کا احساس ہوتا ہے اس ضمن میں بالتفصیل تشریح قبل میں کی جا چکی ہے۔

جامع کلمہ ۶۰۔ مسکن کے بغیر روِش عفونت کا تلازم ہونے سے اُس کی دلالت نہیں ہوتی:

تشریح:۔ احساس کنندہ کی پشت و پناہ کے بغیر نطفہ وغیرہ کی روِش عفونت کا تلازم ہونے سے جیسا کہ قبل میں بیان کیا جا چکا ہے (دیکھیے جامع کلمہ ۵/۱۱۴) اُس کی یعنی مسکن احساس کی دلالت نہیں ہوتی۔

جامع کلمہ ۶۱۔ غیب کی وساطت سے ہونے میں، علاقہ سے تہی کا وہ ممکن نہ ہونے سے، کونپل میں آب وغیرہ کی مثل ہے۔

تشریح:۔ علاقہ سے تہی غیب کہنے سے یہ مفہوم ہے کہ غیب جسم کے مسکن دم کے طریق عمل کے علاقہ سے تہی ہے۔ لہذا غیب کی وساطت سے نطفہ وغیرہ سے جسم کی تخلیق ممکن نہیں ہے۔ مثلاً تخم کے نہ رہنے سے آب وغیرہ کے ذریعہ کونپل کی نمو ممکن نہیں ہوتی۔ اس لیے اپنے ربط اساسی رشتہ کے ساتھ ہی غیب کا نطفہ وغیرہ سے علاقہ ہونا قابل قبول ہوتا ہے۔ ایسا تسلیم کرنے میں ربط۔ روح صورت سے پشت پناہ کی پاسداری احساس لذت و اذیت ہی جسم کے خلق ہونے کا سبب مثبت ہے۔

جامع کلمہ ۶۲۔ صفات سے برتر ہونے سے اور اُس کے نا ممکن ہونے سے یہ پندار خودی کے خواص طبیعی ہیں۔

تشریح :- کنادکے فلسفہ وشیشیک کی رد سے غیب کے رشتہ سے روح دست گیر ہے۔ اُس کی تکذیب میں کہا ہے کہ صفات سے برتر ہونے سے اور اُس کے یعنی غیب کے ممکن نہ ہونے سے احساس کنندہ کا غیب کی وساطت سے دست گیر ہونا ثبت نہیں ہے۔ کیونکہ غیب وغیرہ پندار خودی حاسۂ باطن کے مقررہ خواص طبیعی ہیں۔ احساس کنندہ کے خواص طبیعی نہیں ہیں ایسا تسلیم کرنے میں سانکھیہ کے اصول کے تحت وساطت کی احتیاج کے بغیر محض اتصال سے صریحاً ہی احساس کنندہ کا پشت پناہ ہونا ثبت ہے۔

جامع کلمہ ۶۳۔ شمول وخارج سے مختص کی حساسیت ہے۔

تشریح :۔ حساسیت پندار خودی مختص شخصی روح کا خاصہ طبیعی ہے محض شخصی روح کا نہیں، ایسا ہونا پندار خودی کے شمول وخارج سے ہے۔ پندار خودی کی حامل روح میں استعداد اور دم کی قبولیت دیکھی جاتی ہے۔ پندار خودی سے تہی میں کیفیات قلب کی رغبت جو سبب التفات ہے اُس کی مسدودیت کا ہونا مظہر ہے۔ لہذا حساسیت پندار خودی مختص شخصی روح کا خاصہ طبیعی ہے۔ پندار خودی سے تہی شخصی روح یعنی ذات کا نہیں۔ ایسی شخصی روح پاک ومنزہ اور متعلقات سے مبرا ہیئت والی ہے۔

جامع کلمہ ۶۴۔ پندار خودی کنندہ کے اختیار کے تحت تکمیل عمل ہے۔ اثبات کے فقدان سے خدا کے اختیار کے تحت نہیں ہے۔

تشریح :۔ عمل سے مراد تخلیق وقیامت کا عمل ہے چونکہ صلاحیت اور پندار خودی ہی کا عمل ہیں، اس لیے پندار خودی سے تہی میں تخلیق کائنات کی استعداد نہیں ہوسکتی' خدا پندار خودی سے مبرا ہے لہذا اُس میں تخلیق کائنات کی التفات ہونی ممکن نہیں ہے۔ اس لیے اثبات کا فقدان ہونے سے عمل کی تکمیل خدا کے اختیار کے تحت نہیں ہے۔ پندار خودی کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے خالق کائنات (برہما) اور فنائے کبریٰ (رُدر) (شو) کی وساطت سے تکمیل عمل ممکن ہوسکتی ہے۔ لیکن اُن کی بنیادی علت بھی علت اولیٰ ہے؛ ازلی وغیر متغیر خدا نہیں ہے لہذا ازلی وغیر متغیر خدا کے خالق کائنات ہونے میں

اثبات کا فقدان ہے۔

جامع کلمہ ۶۵۔ غیب کی ظہور کی مثل مماثلت ہے۔

تشریح:۔ غیب اور پندار خودی کے ظہور میں مماثلت ہے۔ غیب محرک علت اولی کی ایک صورت محل ہے۔ محرک علت اولی کا ظہور ابتدائے تخلیق میں مخصوص الواقعہ عنصر سے ہوتا ہے اور اس سے پیدا ہوئی حرکت سے آفریدہ افعال کا تصور محتاج تصدیق ہے۔ پندار خودی بھی محض زماں کی پیداوار ہے اور اس کا کوئی کنندہ ہونا محتاج تصدیق ہے۔ لہٰذا غیب اور پندار خودی دونوں کے ظہور میں مماثلت ہے۔

جامع کلمہ ۶۶۔ مزید عنصر کبیر سے۔

تشریح:۔ جیسا کہ قبل میں (جامع کلمہ ۶۴) بیان کیا جا چکا ہے کہ کائنات کی تخلیق و تحلیل (قیامت) پندار خودی کا عمل ہے، اس کے علاوہ کائنات کی پرورش کا عمل عنصر کبیر سے ہوتا ہے۔ جیسے پندار خودی کے قائم مقام خالق کائنات (برہما) اور فنائے کبریٰ (شو) ہیں اسی طرح عنصر کبیر کی نیابت پروردگار عالم (وشنو) سے ہوتی ہے۔ وشنو کا مقام عالم لاہوت ہے لیکن اس کی اساسی علت علتِ اولی ہی ہے۔

جامع کلمہ ۶۷۔ علتِ اولی کا خود اور اُس کے مالک کی ترتیب کا ہونا عمل سے خلق شدہ ہونے میں بھی تخم اور کونپل کی مثل ازلی ہے۔

تشریح:۔ علت اولی اور ذات کا ملک اور مالک، لذت دہ اور متلذذ وغیرہ ہونا اگر عمل سے خلق شدہ تسلیم کر لیا جائے تب بھی جاری و ساری صورت ہونے سے وہ ازلی رشتہ ہے۔ اتفاقی یا بے قاعدہ ہونے سے نجات یافتہ کو دوبارہ احساس لذت و اذیت ہونے کا خدشہ بنا رہے گا۔

جامع کلمہ ۶۸۔ یا نافہمی سے۔ ایسا پنج شکھ کا عقیدہ ہے۔

تشریح:۔ استاد پنج شکھ قدیم ہند میں سانکھیہ کے ایک بزرگ عالم ہو گزرے ہیں۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ علت اولی اور ذات کا لذت دہ اور متلذذ ہونے کا رشتہ ازلی نافہمی کی بدولت ہے۔ چوں کہ نافہمی ازلی ہے اس

لیے یہ رشتہ بھی ازلی ہے دوران تحلیل (قیامت) بھی نافہمی عمل کی مثل رغبت موثر سے بنی رہتی ہے۔

جامع کلمہ ۶۹:۔ علامتی جسم سے خلق ہونا ہے' یہ عقیدہ سنندن کا ہے۔

تشریح:۔ استاد سنندن بھی قدیم ہند میں سانکھیہ کے بزرگ عالم ہو گذرے ہیں۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ لذت دہ اور متلذذ کا رشتہ علامتی جسم کی بدولت ہے۔ کیوں کہ احساس لذت و اذیت بھی ازلی ہے۔ اگرچہ دوران تحلیل (قیامت) علامتی جسم فنا ہو جاتا ہے۔ تاہم قبل کی تخلیق کے علامتی جسم سے آفریدہ اُس کے سبب نافہمی اور عمل وغیرہ رہتے ہیں۔ اُن کی بدولت تخم اور کونپل کی مانند لذت دہ اور متلذذ کی ترتیب علامتی جسم کا ازلی ہونا ثبت ہے، لہذا علامتی جسم آفریدہ ہے۔

جامع کلمہ ۷۰:۔ خواہ کسی وجہ سے ہو اُس کا اتلاف نجات ہے' اُس کا اتلاف نجات ہے۔

تشریح:۔ جیسا کہ اس کتاب کی ابتدا میں قصد کیا گیا کہ تین طرح کی اذیتوں کا کلیتاً ازالہ ہی کلیتاً نجات ہے۔ اب اختتام پر اُس اصول کا تجزیہ کر کے اذیتوں کا ازالہ کس طرح ہو سکتا ہے، یہ کہا گیا ہے کہ علت اولیٰ اور ذات کی لذت دہ اور متلذذ ترتیب جو کہ ازلی ہے۔ اُس کا اتلاف ہی نجات ہے۔ یہ ترتیب خواہ کسی وجہ سے ہو، نافہمی سے ہو یا عمل سے ہو حصول نجات کے لیے اُس کا اتلاف لازمی ہے۔ اُس کا اتلاف نجات ہے۔ اس جملہ کا اعادہ باب کے خاتمہ کا مظہر ہے۔

باب اوّل

جامع کلمات کا متن

تحقیق

مضمون	جامع کلمہ
کتاب کی ابتدا کرتے ہیں۔ تینوں طرح کی اذیتوں کا کلیتاً مفقود ہو جانا، نجات ہے۔	۱
ایک بار ازالہ ہو جانے پر بھی بازگشت ہونے سے مادی تدابیر کے ذریعہ اذیت سے خلاصی نہیں ہوتی۔	۲
روزانہ تسکین اشتہا کی مثل اذیت کے انسداد کی سبیل کر لینے سے نجات کی تکمیل نہیں ہوتی۔	۳
سراسر تدارک ہونا ممکن نہ ہونے سے، ممکن ہونے پر بھی امکان بنا رہنے سے جو کوئی درست حالت کا جائزہ لینے میں ہوشیار ہیں اُن کو ترک کرنا چاہیئے۔	۴

جامع کلمہ	مضمون
۵	نجات کی فضیلت سے بھی اس کے سب سے افضل ہونے میں کلام ربانی کی شہادت ہونے سے ۔
۶	دونوں میں کوئی ندرت نہیں ۔
۷	فطرت سے پابند کو تکمیلِ نجات کی تلقین کی ہدایت نہیں ہے ۔
۸	فطرت کے اتلاف پذیر نہ ہونے سے مزاولت کی خصوصیت غیر مستند ہوگی
۹	جو نہیں ہو سکتا اس میں تلقین کی ہدایت نہیں ہے ۔ تلقین کیے گئے میں بھی تلقین نہیں ہے ۔
۱۰	سفید لوح یا تخم کی مثل
۱۱	صلاحیت پیدا ہونے اور نہ ہونے سے جو نہیں ہو سکتا اُس میں تلقین نہیں ہے ۔
۱۲	زماں کے واسطے سے نہیں ہے محیط اور دوامی کا رابطہ سب کے ساتھ ہونے سے ۔
۱۳	اسی وجہ سے مکاں کے تلازم سے بھی نہیں ہے ۔
۱۴	کیفیت سے نہیں ہے ۔ وہ جسم کا فعل متعلقہ ہے ۔
۱۵	یہ شخصی رُوح غیر منسلک ہے ۔
۱۶	فعل سے ، دیگر کا فعل متعلقہ ہونے سے اور زائد الموضوع عمل نہیں ہے ۔
۱۷	دیگر کا خاصہ طبیعی ہونے سے گونا گوں احساسات راحت و اذیت کی دلالت نہ ہوگی ۔
۱۸	علت اولی (قدرت) کی وجہ سے نہیں ہوتی ، اس کے بھی دست نگر ہونے سے ۔
۱۹	ازلی پاک ، غیر مادی ، غیر متعلق ماہیت کا تلازم سے مبرا ہونے سے تلازم نہیں ہے ۔
۲۰	لاشئے سے پابندی کا ربط نہ ہونے سے جہل سے بھی نہیں ہے ۔

جامع کلمہ	مضمون
۲۱	شئے ہونے سے نظریہ مسترد ہوتا ہے ۔
۲۲	اور مختلف نوعیت کا ہونے سے ثنویت کی دلالت ہے
۲۳	اگر دونوں صورتوں سے تسلیم کر لیا جائے تو تضاد ہے
۲۴	شناخت نہ ہونے سے اس طرح کا موضوع نہیں ہے ۔
۲۵	ویشیشک وغیرہ فلسفہ کی مثل ہم شش مواد کے مباحث نہیں ہیں
۲۶	مرتب شدہ نہ ہونے سے بھی تضاد دلیل کی گرفت نہیں ہوتی ورنہ طفل اور دیوانہ دش ہوگا ۔
۲۷	اس کو ابدی موضوع سے رغبت کی وجہ سے بھی نہیں ہے ۔
۲۸	مکاں کا تفاوت ہونے سے آگرہ اور پٹنہ کے باشندگان کی مثل باطنی وخارجی دونوں میں راغب ۔مرغوب کی ترتیب نہیں ہوتی ۔
۲۹	دونوں کو ایک ہی جگہ پر دستیاب ہونے والے میں وابستگی ہونے سے، باقاعدہ نہ ہوگی ۔
۳۰	اگر مکافات کے تحت ہو، تب ؟
۳۱	دونوں میں ہم وقتی اتصال نہ ہونے سے مستحق احسان ۔ محسن ترتیب نہ ہوگی ۔
۳۲	اگر پسر کے لیے فعل کی مثل ہو، تب ۔
۳۳	ان میں جو وضع حمل وغیرہ کے تاثرات کا حصول کرتی ہے ایسی ایک استوار روح نہیں ہے ۔
۳۴	دوامی عمل کی تکمیل کی دلالت نہ ہونے سے لحاظی ہوتا ہے ۔
۳۵	نہیں اکتسابی علم سے تردید ہونے سے ۔
۳۶	کلام ربانی اور منطق کی رو سے عدم مطابقت ہونے سے بھی
۳۷	تمثیل سے لحاظی ہوتا مثبت نہ ہونے سے ۔
۳۸	دونوں کے ایک ہی وقت میں پیدا ہونے سے علت بمعلول

جامع کلمہ	مفہوم
	کی ترتیب نہیں ہو سکتی ۔
۳۹	پہلے کا اتلاف ہونے سے بعد کے کا اتصال نہ ہونے سے ۔
۴۰	اس کی ترتیب وجود سے اُس کا اتصال نہ ہونے سے دونوں میں ناقص سبب ہونے سے بھی نہیں ہو سکتا ۔
۴۱	قبل کی ترتیب وجود سے قاعدہ نہیں ہے ۔
۴۲	خارجی عالم کی آگاہی ہونے سے محض وقوف باطل نہیں ۔
۴۳	اُس صورت میں اس کے فقدان میں اس کے فقدان سے خالی پن ہوگا ۔
۴۴	لاشئیت ہی حقیقت ہے ، اتلاف شئے کا خاصہ طبیعی ہونے سے کون (ہستی) اتلاف کا حصول کرتا ہے ۔
۴۵	محض نادانوں کا انکار ہے ۔
۴۶	دونوں پہلوؤں کی تائید مماثل ہونے سے ، یہ بھی ۔
۴۷	دونوں طرح سے کلیتاً نجات کا نہ ہونا ۔
۴۸	نقل وحرکت کی خصوصیت سے نہیں ہے ۔
۴۹	حرکت سے مبرا کے لیے ناممکن العمل ہونے سے ۔
۵۰	مجسم ہونے میں شبو وغیرہ کی مثل ، مماثل فعل متعلقہ کا حصول ہونے سے ۔ قول متناقض ہوگا ۔
۵۱	نیابت کے ربط سے ، خلا کی مثل نقل وحرکت کے مفہوم میں کلام ربانی ہے ۔
۵۲	فعل سے بھی اُس کا خاصہ طبیعی نہ ہونے سے ۔
۵۳	اور کا خاصہ طبیعی ہونے سے زائد الموضوع ہوگا ۔
۵۴	اور برتر از صفات وغیرہ کلام ربانی کی عدم مطابقت ہوگی
۵۵	اس کا اتصال بھی نافہمی سے ہونے سے مماثلت نہیں ہے ۔
۵۶	تاریکی کی مثل اُس کا ازالہ مقررہ سبب سے ہوتا ہے ۔

جامع کلمہ	مضمون
۵۷	جوہر ابتدائی کی نافہمی سے دوسروں میں نافہمی ہوتی ہے اس کے تلف ہونے میں اختلاف ہے۔
۵۸	قلب میں قیام ہونے سے محض بیان کرنا ہے، درحقیقت نہیں ہے۔
۵۹	اطراف کی بابت مغالطہ کھائے ہوئے کا مشق آشکار کیے بغیر تفکر سے
۶۰	تردید نہیں ہوتی۔
	غیر مرئی اشیا کا علم استخراج سے ہوتا ہے، مثلاً دھواں سے آتش کا
۶۱	ست۔ رج۔ تم (نور، حرکت، ٹھہراؤ) صفات کی جو مساوی حالت ہے وہ علت اولیٰ یا جوہر ابتدائی ہے۔ علت اولیٰ سے عنصر کبیر ہوتا ہے۔ عنصر کبیر سے پندار خودی یعنی حرکت اولیٰ ہوتی ہے۔ پندار خودی سے اُس کی خمسہ عنصری خاصیتیں اور دو قسم کے حواس، خمسہ عنصری خاصیتوں کے خمسہ عناصر کثیف اور پچیسویں شخصی رُوح یا ذات ہے۔ یہ پچیس کی ابتدائی ترکیب ہے۔
۶۲	کثیف سے اس کی خمسہ عنصری خاصیتوں کا۔
۶۳	ظاہر و باطن اور اُن سے پندار خودی کا۔
۶۴	اُس سے حواس باطن کا۔
۶۵	اُس سے علت اولیٰ کا
۶۶	ابتدائی اتصال برائے دیگر ہونے سے پُرش یعنی شخصی رُوح کا۔
۶۷	اصل میں اصل کے فقدان سے اصل سے تہی اصل ہے۔
۶۸	مرتب مجموعہ ہونے سے ایک میں کُل کا اختتام ہوگا۔ علت اولیٰ محض ایک تقریر ہے۔
۶۹	علت اولیٰ کے ضمن میں دونوں کا پلڑا برابر ہے۔
۷۰	تین درجات کے مستقین ہونے سے ضابطہ نہیں ہے۔
۷۱	قلب، عنصر کبیر نام کا اولین عمل ہے۔
۷۲	اُس کے بعد پندارِ خودی ہے۔

جامع کلمہ	مضمون
۷۳	بعد والوں کا ہونا اُس کا عمل ہے۔
۷۴	اساسی (علت اولیٰ) کا سبب بنتا اُس کی (عنصر کبیر کی) وساطت سے مرتب مجموعہ میں جوہر کی شکل ہے۔
۷۵	دونوں ہی کے قبیل میں ہونے سے ایک کا فقدان اور دوسرے کا تلازم ہے۔
۷۶	کُل کی علت غائی ہونے سے محدود نہیں ہے۔
۷۷	اُن کی تخلیق کے ضمن میں کلام ربانی ہونے سے بھی۔
۷۸	لاشئے سے شئے کا حصول نہیں ہوتا۔
۷۹	رکاوٹ نہ ہونے سے اور ناقص سبب سے پیدا نہ ہونے سے لاشئیت ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔
۸۰	علت ومعلول کی مطابقت سے اُس کے اتصال سے اُس کا ہونا ثبت ہے اُس کا فقدان ہونے سے اس کا ثبت ہونا کس طرح ہوگا؟
۸۱	فعل سے نہیں، علت مادی ہونے کے موزوں نہ ہونے سے۔
۸۲	ویدیں لازم کردہ افعال سے بھی اس کی تکمیل نہیں ہوتی، افعال سے ممکن الحصول ہونے پر بھی پھر باز گشت ہونے کی مناسبت سے کلیتاً نجات نہیں ہوتی۔
۸۳	اس میں حق وباطل کے فرق کی تمیز کا حصول ہونے پر باز گشت نہ ہونے کی ہدایت ہے۔
۸۴	اذیت سے اذیت ہوتی ہے۔ مثلاً غسل کرنے سے جاڑے سے خلاصی نہیں ہوتی۔
۸۵	حصول مراد کے لیے خاطر خواہ اور غیر خاطر خواہ اشتعال میں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔
۸۶	جو فطرت سے مست قلندر ہے اس کے معاملہ میں وابستگی کا نہ ہونا محض ایک صورتِ فقدان ہے، حق وباطل کے فرق کی تمیز کے اعلیٰ ثمرہ

جامع کلمہ	مضمون
	کی مثل نہیں ہے۔
٨٧	جو موضوع ادراک پذیر نہیں ہوا، اس کا تجزیہ کرنا خواہ تجزیہ کرنے کی کیفیت عقل اور مخفی روح دونوں کا فعل متعلقہ ہو یا ایک ہی کا ہو، وہ صحیح ادراک ہے۔ اس صحیح ادراک کا جو موثر سبب ہے وہ تصدیق ہے جو تین قسم کی ہے۔
٨٨	اُن کی تکمیل ہونے سے سب کی تکمیل ہونے سے، زائد کی تکمیل نہیں ہے
٨٩	جو حاسہ کے ساتھ واقعی ربط حاصل کی ہوئی شئے کا اُس کے ساتھ یک ہیئت ہونا ہے۔ وہ بلاشک و شبہ اصل صورت قبول کرنے والی کیفیت عقل نمایاں تصدیق ہے۔
٩٠	یوگیوں کے غیر خارجی کا آشکار کرنے والے ہونے سے نقص نہیں ہے
٩١	پوشیدہ لیکن دستیاب اشیاء کے ساتھ غیر معمولی تعلق رکھے ہوئے یوگیوں کے معاملہ میں نقص نہیں ہے۔
٩٢	خدا کا ثبوت نہ ہونے سے۔
٩٣	غیر معینہ وابستہ اور کسی دیگر مقام کے فقدان سے اس کا مثبت، ہونا نہیں ہے۔
٩٤	دونوں طرح سے خدا کی فعالیت مثبت نہیں ہوتی۔
٩٥	ہیئتاً غیر وابستہ کی حمد و ثنا ریں یا فوق الفطرۃ قوتوں سے مزین کی پرستش پر ہے۔
٩٦	اُس کے قرب سے مقناطیس کی مثل دست گیری ہے۔
٩٧	مخلوقات کے مخصوص اعمال میں بھی
٩٨	فوق الفطرۃ صورتوں کے صحیح واقف کار ہونے کی وجہ سے اُن کے اقوال کے مفہوم کی تعلیم شہادت ہے۔
٩٩	اس سے حواس باطن کے منور ہونے سے لوہا کی مثل دست گیری ہے
١٠٠	سد کے مشاہدہ سے محدود کی آگاہی ہونا استخراج ہے۔

جامع کلمہ	مضمون
۱۰۱	عارف کی ہدایت کلام ہے۔
۱۰۲	دونوں کا مثبت ہونا تصدیق پر مبنی ہونے سے ، ایسا کرنے کی ہدایت ہے۔
۱۰۳	صریح المعمول سے دونوں کا مثبت ہوتا ہے۔
۱۰۴	غیر مادی حساس میں حس کا اختتام ہے ایسا احساس لینے بھگتنے کا عمل ہے۔
۱۰۵	جو فاعل نہیں اس کا ثمرہ بھگتنا غلہ وغیرہ کی مثل ہے۔
۱۰۶	لہذا اس کی دلالت ہونے سے فاعل کو ثمرہ کی رسید کی نافہمی سے ہے
۱۰۷	حقیقت سے واقف ہونے پر دونوں نہیں۔
۱۰۸	از حد دور وغیرہ ہونے سے صریح ہونے و نہ ہونے سے کہیں حواس کا موضوع ہوتا ہے اور کہیں نہیں ہوتا۔
۱۰۹	لطیف ہونے سے ان کا حصول نہیں ہے۔
۱۱۰	حلول کا علم ہونے سے ان کا حصول ہے
۱۱۱	تجتی کی دلیل سے اگر معلول کی غیر دستیابی تسلیم کرلی جائے۔
۱۱۲	ایک لحاظ اُس طرح تسلیم کرتے پر بھی ایک مثبت ہونے سے غلط بیانی نہیں ہے۔
۱۱۳	سے گا نہ عدم مطابقت کے حصول سے بھی۔
۱۱۴	انسان کے سلینگ کی مثل نیست کا وقوع میں لایا جانا ممکن نہیں ہوتا۔
115	علت مادی کے قاعدہ سے۔
۱۱۶	کلا ہم جا بہ وقت ہونا ممکن نہ ہونے سے
۱۱۷	مقتدر کی وساطت سے ممکن العمل کا صدر ہونے سے
۱۱۸	علت میں معلول کا وجود ہونے سے
119	وجود میں وجود کا تلازم نہیں ہے۔

جامع کلمہ	مضمون
۱۲۰	، یا، غیر مرئی صورت سے معلول کے ظہور میں آنے سے پیدا ہونے کا دستور و عدم دستور ہے
۱۲۱	علت میں جذب ہونا فنا ہے۔
۱۲۲	سلسلہ متواترہ صورت تخم اور کونپل کی مثل تجسس ہے۔
۱۲۳	تخلیق کی مثل نقص سے مبرا ہے۔
۱۲۴	معلول، علت و معلول نوعیت والا، غیر معموز عمل مرکب لااثما اور متوسل ہے۔
۱۲۵	صریحاً یا صفات کے معمول میں فرق نہ ہونے سے اس کا دستیابی ہے یا جوہر ابتدائی کے بیان سے۔
۱۲۶	بے صفاتی اور شعور سے تہی ہونے سے دونوں کا۔
۱۲۷	رغبت، نفرت، افسردگی وغیرہ اختلافات ہونے سے صفات کے خواص طبیعی میں باہمی تضاد ہے۔
۱۲۸	ہلکا پن وغیرہ افعال متعلقہ کے ساتھ صفات کی مماثلت خاصہ طبیعی اور تضاد خاصہ طبیعی دونوں ہیں
۱۲۹	دونوں سے مختلف ہونے سے عنصر کبیر کی سبو کی مثل معلول ہونے کی دلالت ہے۔
۱۳۰	اندازہ سے
۱۳۱	ربط ضبط سے
۱۳۲	صلاحیت سے بھی
۱۳۳	اُس کا ترک ربط ہونے میں یا تو علت اولی ہے یا ذات ہے
۱۳۴	اُن سے مختلف ہونے سے حقیر ہونا ہے۔
۱۳۵	معلول سے علت کا استخراج باہم ترکیب پائے ہوئے معلول سے کرنا معقول ہے۔
۱۳۶	بے صفاتی معلول کی نسبت لاظہور لطیف ہے۔

جامع کلمہ	مضمون
۱۳۷	اُس کے عمل سے اس کی دلالت ہونے سے قول باطل نہیں ہے۔
۱۳۸	معمولاً اختلاف رائے نہ ہونے سے خاصہ طبیعی کی مثل دلیل پیش کرنے کی احتیاج نہیں ہے۔
۱۳۹	جسم وغیرہ سے ذات مختلف ہے
۱۴۰	مرتب برائے دیگر ہونے سے۔
۱۴۱	سہ صفات وغیرہ کے برعکس ہونے سے
۱۴۲	دست گیری سے بھی
۱۴۳	متلذذ کی کیفیت سے
۱۴۴	نجات کے مقصد کی رغبت ہونے سے
۱۴۵	مادی میں نُور کا اتصال نہ ہونے سے نُور مختلف ہے۔
۱۴۶	صفات سے برتر ہونے کے سبب علم خاصہ طبیعی سے متحد نہیں ہے۔
۱۴۷	کلام ربانی سے مثبت کی اُس کی نمایاں سے تردید ہونے میں قولِ باطل نہیں ہے۔
۱۴۸	گہری نیند جس میں افضل ہے۔ ایسی جو تین حالتیں ہیں اُن کا شاہد ہونا محض شخصی رُوح میں ہے۔
۱۴۹	ولادت وغیرہ طرزِ عمل سے روحوں کے بہت ہونے کی دلالت ہے
۱۵۰	عوضیت کے تنوع سے ایک کا بھی کئی طرح کا ربط ہوتا ہے' مثلاً گلا اور شبو کا ربط۔
۱۵۱	نیابت میں تنوع کا حصول کرتی ہے لیکن منقسم نہیں ہوتی۔
۱۵۲	اس طرح یکساں حالت میں ہر جا حاضر متضاد خاصہ طبیعی کا موضوع نہیں ہے۔
۱۵۳	دیگر کا خاصہ طبیعی ہونے سے بھی عمل تقرر سے اُس کا ثبوت نہیں ملتا ہے' واحد ہونے سے۔

جامع کلمہ	مضمون
۱۵۴	نوعی اختلاف ہونے سے وحدہ لاشریک کلام ربانی میں تضاد نہیں ہے۔
۱۵۵	صریح مزاحمت کا سبب مدنظر ہونے سے کثرت اشکال نہیں ہے۔
۱۵۶	نابینا کے نہ دیکھنے سے ایسا نہیں کہ بینا کو یافت نہیں ہوتی۔
۱۵۷	رام دیو وغیرہ نجات یافتہ ہیں، ایسا کہنا وحدت نہیں ہے
۱۵۸	ابدالاباد سے وقت حاضرہ تک فقدان ہونے سے مستقبل میں بھی اسی طرح ہے۔
۱۵۹	وقت کی مانند تمام اوقات میں کلی ازالہ نہیں ہے۔
۱۶۰	دونوں صورتوں میں بندش سے آزاد ہے۔
۱۶۱	شاہد ہونا محض حاضری کی نسبت سے ہے۔
۱۶۲	دائماً غیر پابند ہونا قابل تسلیم ہے
۱۶۳	بے نیاز ہونا بھی
۱۶۴	موضوعات عالم سے وابستگی ہونے سے فاعل ہونا قرب سے ادراک ہونا۔ قرب سے ادراک ہونا۔

باب دوم

جوہر ابتدائی کے عمل کا تصفیہ

۱ پابند کی نجات کی غرض سے ہے یا جوہر ابتدائی کی اپنی غرض سے ہے
۲ تارک الدنیا کو اس کی تکمیل ہونے سے۔
۳ ازلی خواہش قوی ہونے کی وجہ سے محض سماعت سے اس کی تکمیل نہیں ہوتی۔
۴ خدمت گاروں کی جماعت کی مثل ہر ایک کو۔
۵ علتِ اولی ہیولی صورت ہونے سے ذات کے دستور کی بھی دلالت ہے۔
۶ معلول سے اس کی دلالت ہونے سے
۷ باشعور کا بالقصد خار سے نجات کی مثل قاعدہ ہے۔
۸ دیگر اتصال سے بھی عیاں طور پر آہن میں جلانے کی صلاحیت کی مثل اس کی دلالت نہیں ہے۔
۹ رغبت سے تخلیق ہوتی ہے اور ترک سے علم ذات ہوتا ہے۔
۱۰ عنصر کبیر وغیرہ سے بتدریج عناصر خمسہ کی تخلیق ہوتی ہے۔
۱۱ تخلیق کا اصل مقصود روح کے لیے ہے، اُن کے ذاتی مقاصد کی غرض کے لیے پیش خیمہ نہیں ہے۔
۱۲ مکان، زماں اور خلا وغیرہ سے
۱۳ عقل تجزیہ صورت ہے۔
۱۴ اُس کا عمل حسنِ سیرت وغیرہ ہیں۔

۱۵. عنصرِ کبیر دنیوی موضوعات کی وابستگی سے معکوس ہوتا ہے
۱۶ خود بینی پندارِ خودی ہے۔
۱۷ گیارہ اور پانچ اُس کے جوہر اُس کا عمل ہیں۔
۱۸ تنزل کی صورت کا حصول کیے ہوئے پندارِ خودی سے گیارہواں ملکوتی عمل درست ہوتا ہے۔
۱۹ حواسِ عملی اور حواسِ علمی سمیت باطن کا گیارہواں ہے۔
۲۰ کلامِ ربانی کی رُو سے پندارِ خودی سے نسبت ہونے کی دلالت سے مادی نہیں ہے۔
۲۱ بسیط قوتوں میں ضم ہونے پر جو کلامِ ربانی ہے وہ ازلی خالق سے متعلقہ نہیں ہے۔
۲۲ اُن کی تخلیق کی دلالت کلامِ ربانی سے ہونے اور اسلاف کے مشاہدہ سے بھی۔
۲۳ حواس لطیف ہیں غلط فہم کو خانہ جات میں معلوم پڑتے ہیں۔
۲۴ صلاحیت کا فرق ہونے سے بھی، مختلف ہونے کی دلالت ہے ایک ہونا مثبت نہیں ہے۔
۲۵ خیال اور صریح شہادت کی ناموافقت نہیں ہے۔
۲۶ قلب دونوں ہیئتوں والا ہے۔
۲۷ تغیراتِ صفات کے اختلاف سے موقع و محل کے مطابق مختلف ہونے کی دلالت ہے
۲۸ باصرہ، ذائقہ وغیرہ دونوں کے (امور) غلاظت تک ہیں۔
۲۹ ناظر وغیرہ ہونا رُوح کا اور عضو ہونا حواس کا۔
۳۰ تینوں کی اپنی اپنی خصوصیت سے مراد ہے۔
۳۱ باد حیاتی (دم یا پران) بادکی خمسہ صورتیں حواسِ باطن کی معمول کی کیفیت ہے۔
۳۲ حواسی کیفیت سلسلے اور بلا سلسلے سے ہے۔

۴۳ محسوس کیفیات مزاحم و معاون ہیں۔

۴۴ ان کا ازالہ ہو جائے پر دنیاوی موضوعات کی رغبت سے مبرّا ہو کر
شخصی رُوح وجود محض ہونے کا لطف اٹھاتی ہے۔

۴۵ جس طرح پھول کی مثل بلّور۔

۴۶ ذات کے لیے علتِ عمل کا وقوع پذیر ہونا بھی غیب کے ظاہر ہونے
سے ہے۔

۴۷ بچھڑے کے لیے گائے کی مثل۔

۴۸ موضوعِ عمل کے مرکز کے لحاظ سے نظام کائنات کے تیرہ علل عمل ہیں

۴۹ حواس میں نہایت معاون ہونے کے ربط صفت سے کمہاڑی
کی مثل خصوصیت ہے۔

۴۰ دونوں میں اہم ترین عقل زمرۂ خدمت گاراں میں حشم و خدم کی مثل
ہے۔

۴۱ نامعقولیت نہ ہونے سے۔

۴۲ یوں تمام نقوش کی اساس ہونے سے۔

۴۳ حافظہ کی وساطت استخراج سے بھی،

۴۴ بذاتہ ممکن نہ ہوگا۔

۴۵ اعمال کے امتیاز سے خصوصیت کی اہمیت ہے ایک دوسرے
کے پابند ہے۔

۴۶ اُس کے عمل سے مکتسب ہونے سے دُنیوی سعی کی مثل اُس ہی کی غرض
کے لیے ہے۔

۴۷ مساوی موزونیت عمل میں عقل کی اہمیت ہے خشم و خدم کی مثل

باب سوم

بے اعتنائی

۱ مماثل سے مخصوص کی ابتدا ہوتی ہے۔

۲ اُس سے جسم کی۔

۳ اس کے ہیولی سے تناسخ ہوتا ہے۔

۴ حق و باطل کے فرق کی تمیز نہ ہونے سے بلا امتیاز تناسخ ہوتا ہے

۵ دیگراں کا لذت سے۔

۶ عمل تناسخ کے تحت سرگشتہ دوئی سے نجات پاتا ہے۔

۷ زیادہ تر کثیف اجسام والدین سے پیدا ہوتے ہیں، دیگر ویسا نہیں ہوتا۔

۸ تخلیق کے آغاز میں جس کی پیدائش ہے اُس علامتی جسم کو احساس رنج و راحت ہونے سے اور کثیف جسم کو ایسا نہ ہونے سے اول الذکر کی فعلیت ہے۔

۹ علامتی جسم سترہ (۱۷) عناصر کا ہے۔

۱۰ انفرادی امتیاز افعال کی خصوصیات کی بنا پر ہوتا ہے۔

۱۱ اُس کی پشت پناہ کی بنا پر جسم میں اس کی دلالت سے اُس کی دلالت ہے۔

۱۲ سایہ اور تصویر کی مثل اُس سے آزاد نہ ہونے سے

۱۳ صورت مجاز ہونے پر بھی نہیں ہوتا، اتصال سے، اجتماع سے

خورشید کی مثل ہوتا ہے۔

۱۴ عمل پر ہدایت ربانی کی رُو سے وہ ذرات کا بگولا ہے۔

۱۵ اُس کے غلط سے ترکیب شدہ ہونے کی ہدایت ربانی سے بھی۔

۱۶ علامات کا تناسخ شخصی روح کے لیے بادشاہ کے بادرچی کی مثل ہے۔

۱۷ جسم خمسہ اجزا ترکیبی سے مرتب ہے۔

۱۸ بعض چہار عنصری تسلیم کرتے ہیں۔

۱۹ بعض ایک ہی عنصر سے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

۲۰ ہر ایک عنصر میں معلوم نہ دیتے سے شعور فطری نہیں ہے

۲۱ اور خلائق کے فوت ہوتے وغیرہ کا فقدان ہوتا۔

۲۲ نشی تاثر اشیاء کی مثل ہو منفرد میں ملاحظہ شدہ ہونے پر مرکب میں حصول ممکن ہے۔

۲۳ علم معرفت سے نجات ہے۔

۲۴ سہو سے پابندی ہے۔

۲۵ مقررہ سبب ہونے سے مجموعیت و تبادل نہیں ہے۔

۲۶ جس طرح خواب اور بیداری سے اسی طرح صفاتی طلسم (مایا)

۲۷ والے اور غیر صفاتی طلسم والے دونوں سے شخصی رُوح کی رستگاری نہیں ہے۔

۲۸ تسلیم کیا ہوا بھی اسی طرح سے۔

۲۹ تکمیل ارادات ہونے سے عقیدت مند کے لیے جملہ صفات کے مساوی ہے۔

۳۰ رغبتوں کے اتلاف کا سبب محویت ہے۔

۳۱ کیفیات کے مسدود ہو جانے پر اُس کی تکمیل ہوتی ہے۔

۳۲ قیام نشست اور مزاولت سے اُس کی تکمیل ہوتی ہے۔

۳۳ سانس کو خارج کرتے اُس کو اندر کھینچنے اور اس کے عمل کو روکنے

سے رکاوٹ ہوتی ہے۔

۳۴ جو بے حس و حرکت اور آرام سے بیٹھنے کا شغل ہے وہ نشست (آسن) ہے۔

۳۵ اپنے مرحلہ حیات (آشرم) کے لازم کردہ فرائض کی تکمیل کرنا فعل ذاتی ہے۔

۳۶ بے اعتنائی اور شغل سے۔

۳۷ سہو کی خمسہ ضمنی اقسام ہیں۔

۳۸ عدم صلاحیت اٹھائیس (۲۸) قسم کی ہے۔

۳۹ خاطر جمعی کی نو (۹) اقسام ہیں۔

۴۰ کمال آٹھ (۸) اقسام کا ہے۔

۴۱ اصل موضوع کی اقسام قبل کی مثل ہیں۔

۴۲ اسی سے مزید کی

۴۳ باطنی وغیرہ کی تفریق سے خاطر جمعی نو (۹) طرح کی ہے۔

۴۴ استخراج وغیرہ سے کمال کا حصول ہوتا ہے۔

۴۵ بلا مزید سے ترک ربط مزید سے مختلف نہیں ہے۔

۴۶ سماوی مخلوق (دیوتا) وغیرہ جس کی انواع ہیں ایسی کائنات ہے

۴۷ خالق کائنات (برہما) سے لے کر جمادات تک اُس سے صادر ہوئی کائنات حق و باطل کے فرق کی تمیز سے کلیتاً نجات صورت ہوتی ہے۔

۴۸ عالم بالا میں صفت ملکوتی (ست) کی فراوانی ہے۔

۴۹ عالم زیریں میں تیرگیٔ عقل (تم) کی فراوانی ہے۔

۵۰ درمیان میں صفت شیطانی (رج) کی فراوانی ہے۔

۵۱ فعل کی گوناگونی کے سبب جوہر ابتدائی کی سعی لونڈی زادہ کی مثل ہے۔

۵۲ اُس میں بازگشت ہے۔ فرداً فرداً متاخر صنف کا سلسلہ ہونے

سے قابلِ ترک ہے۔

۵۳ ولادت - وفات سے ہونے والی اذیت مساوی ہے۔

۵۴ مبدا میں فنا ہونے سے کامرانی نہیں ہوتی، غوطہ لگانے کی
مثل باز خیاست ہونے سے

۵۵ عمل نہ ہونے سے بھی اُس کا سلسلہ ہے دست نگر ہونے سے

۵۶ وہ ہی ہمہ داں اور کل کی خالق ہے۔

۵۷ ایسے خدا کا ثبوت مصدقہ ہے۔

۵۸ جوہرِ ابتدائی (غیب) کا تخلیق کرنا برائے دیگر ہے۔ اُس میں
خود متلذذ ہونے کی اہلیت نہ ہونے سے شتر سے زعفران کی
باربرداری کی مثل ہے۔

۵۹ غیر شعوری ہونے پر بھی دودھ کی مثل جوہرِ ابتدائی کا عمل خاطر
خواہ ہوتا ہے۔

۶۰ یا زماں وغیرہ کے عمل کی مثل دیکھنے سے۔

۶۱ بلا قصد خادم کی مثل طبیعتاً عمل پذیر ہے

۶۲ یا کشش عمل کے ازلی ہونے سے۔

۶۳ جداگانہ ذات کی معرفت ہوجانے پر باورچی خانہ میں باورچی کی
مثل جوہرِ ابتدائی کی تخلیق کا ازالہ ہوجاتا ہے۔

۶۴ اس معاملہ میں نافہمی ایک طبیعی عیب ہے۔ جب تک اس کا ازالہ
نہیں ہوتا افراد میں دُنیوی پابندی بنی رہتی ہے۔ محض وہ فرد معا
جس کو معرفت ہوجاتی ہے اُس کی نافہمی دُور ہوجاتی ہے اور
وہ نجات پاتا ہے۔

۶۵ دونوں یا ایک کا بے لوث ہوجانا نجات ہے۔

۶۶ دوسروں کو دُنیاوی موضوعات کی وابستگی سے بے اعتنائی نہیں
ہوتی جس طرح رسی دیکھ رہے کو سانپ کی آگاہی۔

۶۷ محرک عمل کے اتصال سے۔

۶۸ امتیازی صورت نہ ہونے میں بھی علت اولیٰ کی پاسداری میں نافہمی محرک ہے۔

۶۹ رقاصہ کی مثل کامراں ہو جانے پر التفات سے بھی بے اعتنائی ہو جاتی ہے۔

۷۰ عیب کی آگاہی ہو جانے سے بھی بیوی کی مثل صفات کا پاس جانا نہیں ہوتا۔

۷۱ نافہمی کے بغیر شخصی رُوح کو لا انداز پابندی اور نجات نہیں ہے۔

۷۲ صفات ہی کے ربط سے حقیقتاً حیوان کی مانند پابندی ہے۔

۷۳ شخصی رُوح کو ریشم کے کیڑے کی مثل علتِ اولیٰ سات صورتوں سے پابندی کرتی ہے اور ایک صورت سے رہائی دلاتی ہے۔

۷۴ نافہمی کے محرک ہونے میں مادی کو گزند نہیں پہنچتا۔

۷۵ 'یہ نہیں ہے' 'یہ نہیں ہے' اس ترک صورت بنیادی مزاولت سے علم التمیز کی تکمیل ہوتی ہے۔

۷۶ مستحقین کے درجات ہونے سے ضابطہ نہیں ہے۔

۷۷ خلل ڈالنے والوں کی عادت سے اوسط درجہ کا علم التمیز بھی عمل ہی ہے۔

۷۸ مادی پابندیوں سے سبکدوش بھی۔

۷۹ ہدایت کا سزاوار اور ہاری کی مثال سے اُس کی دلیل ہے

۸۰ کلام ربانی میں بھی۔

۸۱ بصورت دیگر ظلمت و گمراہی کا تسلسل ہے۔

۸۲ سفال گر کے چرخ کی مثل جسم قائم رہتا ہے۔

۸۳ تاثرات کے موجب نشاں سے اُس کی دلالت ہے۔

۸۴ علم التمیز سے اذیت کا سراسر ازالہ ہونے میں کامرانی ہے۔ دیگر سے نہیں۔ دیگر سے نہیں۔

باب چہارم

امثلہ وحکایات

۱ شہزادہ کی مشق حق کے درس سے
۲ بھوت کی مشق دیگر کے لیے کیے گئے درس سے بھی۔
۳ متعدد بار درس کی اعادت سے۔
۴ والد۔ پسر کی مشق دونوں کی واضح دلالت سے۔
۵ سگ کی مشق ترک علائق اور انفصال سے دل شاد اور دلگیر ہوتا ہے۔
۶ سانپ کی کیچلی اتارنے کی مشق۔
۷ قلم شدہ ہاتھ کی مشق،
۸ مزاولت میں غلطی ہو جانے سے دنیوی وابستگی ہو جاتی ہے۔
۹ متعدد کے ساتھ ربط ہونے سے التفات وغیرہ سے عدم مطابقت ہوتی ہے دوشیزہ کی چوڑیوں کی مشق۔
۱۰ دو کے ساتھ بھی اسی طرح سے
۱۱ رجا کے لاتعلق ہو کر آسودہ خاطر پنگلا کسبی کی مشق۔
۱۲ شروعات کرنے سے بیگانہ' دوسرے کے گھر سے آسودہ سانپ کی مشق۔
۱۳ متعدد صحائف اور مرشد کے ارشادات سے لب لباب کو اخذ کرنے سے بھونرا کی مشق۔

۱۴ تیر ساز کی مثل ہمہ تن متوجہ کے مراقبہ میں خلل واقع نہیں ہوتا

۱۵ مقررہ قواعد کی خلاف ورزی سے حسب معمول نقصان ہوتا ہے۔

۱۶ اس کی فروگذاشت میں بھی مینڈک کی مثل

۱۷ درو چن کی مثل ارشاد کی سماعت سے بھی غور و فکر کے بغیر کامرانی
نہیں ہے۔

۱۸ ان دونوں کے مابین آنندر کو غور فکر کے ذریعہ علم کا حصول ہوا۔

۱۹ بہت عرصہ تک انکساری، نیک اعمال اور خدمت کرنے سے اس
کی مثل کامیابی ملتی ہے۔

۲۰ یام دیو کی مثل مدت کا معیار نہیں ہے۔

۲۱ مسلط ہستیوں کی عبادت محض منقولات کا طریق ہونے سے شعائر
کی تکمیل کنندگان کی مثل ہے۔

۲۲ ایسا سننے میں آتا ہے کہ ادنیٰ درجہ کی یافت سے بازگشت ہوتی
ہے اور حرارت خمسہ کے تلازم سے ولادت ہوتی ہے۔

۲۳ تارک الدنیا کا قابل ترک کو ترک کرنا اور قابل قبول کو قبول
قبول کرنا راج کا شیر کو اخذ کرنے کی مثل ہے۔

۲۴ جس کو اعلیٰ ترین علم کا حصول ہوا ہے، اس کی صحبت میں اسی کی مثل
ہو جاتا ہے۔

۲۵ طوطے کی مثل دیدہ دانستہ رغبت زدہ اشخاص کی صحبت میں نہ
جائے۔

۲۶ اوصاف کے ربط سے طوطے کی مثل وابستگی ہوتی ہے

۲۷ مرتاض کی مثل لذات دنیوی سے لطف اندوزی طمانیت کا سبب
نہیں ہوتی

۲۸ دونوں میں عیب دیکھنے سے

۲۹ آلودہ قلب میں پند و نصائح کا تخم پھوٹتا ہی نہیں۔

۳۰ بے آب آئینہ کی مانند عکس جھلک تک نہیں ہوتی۔

۳۱ اُس سے آفریدہ میں بھی کنول کی مثل یکسانیت کا نہ ہونا۔

۳۲ جاہ وجلال کے ربط سے بھی کامرانی نہیں ہے، قابل پرستش کی تصدیق کی مثل، قابلِ پرستش کی تصدیق کی مثل۔

• • •

باب پنجم

تردید مناظرات

۱ دعائے خیر مانگی گئی ہے ۔ شائستگی، اظہار مراد اور شہادت کلام ربانی کی رو سے

۲ خدا کا ممکن ہونے میں ثمرہ کا تیقن نہیں ہے۔، اس کی (ثمرہ) دلالت فعل سے ہونے میں ۔

۳ اپنی بہبود ہونے سے، دنیا کی مثل دست گیری ہو؟

۴ اس صورت میں دنیاوی خداوندگاں کی مثل ہوگا ۔

۵ یا توضیحی زبانی تشرح بیان ہوگا ۔

۶ علت تعین ہونے سے رغبت کے بغیر اس کا ہونا ثبت نہیں ہے ۔

۷ اس کے تلازم سے بھی دائمی غیر معینہ نہ ہوگا ۔

۸ جوہر ابتدائی کی قوت عمل سے تو اتصال کا حصول ہوتا ہے ۔

۹ محض وجود سے قدرت ہونے میں تمام کی قدرت ہوگی ۔

۱۰ تصدیق کے فقدان سے اس کا مثبت ہونا نہیں ہے

۱۱ علاقہ کے فقدان سے استخراج نہیں ہوسکتا۔

۱۲ کلام ربانی بھی جوہر ابتدائی کا عمل ہونے پر ہے۔

۱۳ لاشریک کا جہل کی قوت عمل کے ساتھ تلازم نہیں ہے

۱۴ اُس کے تلازم میں اس کی دلالت ہونے سے باہمی انحصار ہوتا ہے۔

۱۵ عالم کی ابتدا کے بارے میں کلام ربانی ہونے سے تخم اور کونپل کی مثل نہیں ہے۔

۱۶ علم ہی کی دیگر صورت ہونے میں ہست مطلق کو مسخ کر دینے کا موضوع ہے۔

۱۷ تردید نہ ہونے میں بے مصرف ہوتا ہے۔

۱۸ علم سے سزاوار تردید ہونے میں کائنات کا بھی اسی طرح۔

۱۹ اسی کی صورت ہونے سے یا ابتدا مثبت ہے۔

۲۰ علتِ اولیٰ کے معلول ہا میں گوناگونی ہونے سے خاصہ طبیعی کی عدم صداقت ممکن نہیں۔

۲۱ کلام ربانی کی رُو سے واجب ہونے سے مثبت ہے۔

۲۲ دیگر شہادتوں کا فقدان ہونے میں ضابطہ نہیں ہے۔

۲۳ دونوں ہی میں اسی طرح سے۔

۲۴ مفہوم کی تکمیل سے دونوں کی شہادت مساوی ہے۔

۲۵ افعال متعلقہ وغیرہ کی تعلیل حواس باطن سے ہے۔

۲۶ صفت وغیرہ کا کلی اتلاف نہیں ہے۔

۲۷ تمسہ جزدیات کے تلازم سے مسرت وغیرہ کا ادراک ہوتا ہے۔

۲۸ ایک بار کی ربط کی اخذیت سے رشتہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔

۲۹ دونوں کا یا ایک کا معترہ خاصہ طبیعی کے ساتھ ہونا باہمی نفوذ ہے

۳۰ شئے کے تصور کا موضوع ہونے سے ہئیت میں عدم مطابقت

/ نہیں ہے۔

۳۱ بعض اساتذہ کا نظریہ ہے کہ باہمی نفوذ بھی صلاحیت عمل سے ہوتا ہے

۳۲ استاد پنج شکہ کا نظریہ کہ تائیدی قوت عمل کا تلازم باہمی نفوذ ہے۔

۳۳ صلاحیت ہیئت تکرار معنی کا موضوع ہونے سے صحیح ترتیب نہیں۔

۳۴ وصف کے مہمل ہونے کے موضوع سے

۳۵ نہی وغیرہ میں مثبت نہ ہونے سے۔

۳۶ تائیدی قوت عمل سے باہمی نفوذ ثبت ہونے میں مماثل معقولیت سے بھی صلاحیت عمل کی مناسبت سے بھی صورت باہمی نفوذ ہونے کی دلالت ہے۔

۳۷ ترتیب مسندی ومظہر لفظ ومعنی کا رشتہ ہے۔

۳۸ تین سے رشتہ کی دلالت ہے۔

۳۹ دونوں نظریات سے عمل کا قاعدہ نہیں ہے۔

۴۰ عالم میں صاحب استعداد کو وید کے معنی کی آگاہی ہوتی ہے۔

۴۱ وید کے کار انسانی نہ ہونے سے اور معنی حیط حواس سے بالا ہوتے سے اس میں ادرج مستند ہدایات میں قبولیت مساق صلاحیت کا ہونا ممکن نہیں ہوتا۔

۴۲ نہیں، ریاضی وغیرہ کا آئین صورت ہونے سے اور مخصوص ثمر دہندہ ہونے سے۔

۴۳ ذاتی صلاحیت، علم صرف کے ذریعہ اور تقسیم و تعلق کے ربط سے ہدایت کی جاتی ہے۔

۴۴ معقول اور غیر معقول سے روشناس کرانے والی ہونے سے اس کی دلالت ہوتی ہے۔

۴۵ کلام ربانی کی شہادت کی رو سے عمل ہونے سے وید کی ابدیت نہیں ہے۔

۴۶ شخصی فاعل کا فقدان ہونے سے کار انسانی نہیں ہے۔

۴۷ غیر وابستہ اور وابستہ دونوں کے اہل نہ ہونے سے۔

۴۸ کار غیر شخصی ہونے سے کونپل کی مثل ازلی ہونا مثبت نہیں ہوتا۔

۴۹ ان کا بھی اس کے ساتھ تلازم ہونے میں ظاہراً رد کیے جانے کا موضوع ہے۔

۵۰ جس غیر مرئی میں بھی ساختہ ہونے کا عقل سے ادراک ہوتا ہے وہ کار شخصی ہے۔

۵۱ ذاتی صلاحیت کے ظہور سے بلا تحریک غیر مستند ہے۔

۵۲ انسان کے سینگ کی مثل غیر حقیقی کا علم ہونا ممکن نہیں۔

۵۳ رکاوٹ دیکھنے میں آنے سے حقیقی نہیں ہیں۔

۵۴ حیطہ بیان سے بالا کا وجود نہیں ہوتا، اس کی لاشیئیت ہونے سے۔

۵۵ اپنے بیان کی غلط اندازی سے بصورت دیگر آگاہی نہیں ہے۔

۵۶ حق و باطل آگاہی، ابطال و تصدیق ہونے سے۔

۵۷ وقوف اور لا وقوف دونوں ہونے سے لفظ مظہر نہیں ہے۔

۵۸ عمل ہونے کے وقوف سے لفظ کی ابدیت نہیں ہے۔

۵۹ چراغ کے وسیلہ سے شبو کی مثل قبل میں مثبت وجودیت کا آشکار ہوتا ہے۔

۶۰ "وجود عمل" نظریہ ہونے میں تکرار اثبات ہے۔

۶۱ روح کی رو سے اس کے تنوع کا احساس ہونے سے، وحدت نہیں ہے۔

۶۲ غیر روح سے بھی عیاں طور پر تردید ہونے سے وحدت نہیں ہے

۶۳ متذکرہ وجوہات کی بنا پر غیر مادی روح اور مادی کائنات دونوں کی وحدت نہیں ہے۔

۶۴ اس میں حاد انسگان کے تئیں تفضیلت دیگر ہے۔

۶۵ روح اور جہل دونوں لاتعلق ہونے سے وہ کائنات کی علت مادی
نہیں ہوسکتے

۶۶ حالت کیف اور حالت شعور دونوں میں تفریق ہونے سے وہ ایک کا
خاصہ طبیعی نہیں۔

۶۷ اذیت کے ازالہ کی رُو سے مجازی ہے۔

۶۸ کم عقل والوں کے تئیں نجات کی توصیف و تعریف ہے۔

۶۹ عضو ہونے سے اور حاسہ ہونے سے قلب شعور نہیں ہے۔

۷۰ حرکت ہونا سُننے سے اور عمل کا انسلاک ہونے سے۔

۷۱ ان کے ساتھ اتصال ہونے سے شبو کی مثل لاجزو نہیں ہے۔

۷۲ علت اولیٰ اور ذات کے علاوہ تمام عارضی ہیں۔

۷۳ کلام ربانی میں متلذذ کا لذت سے مبرا ہونا تحقیق کیا گیا ہے،
لہذا وہ باجزو نہیں ہے۔

۷۴ خاصہ طبیعی سے منزہ ہونے سے کیف کا ظہور نجات نہیں ہے۔

۷۵ اسی طرح مختص صفات کا اتلاف نجات نہیں ہے۔

۷۶ فعل و عمل سے منزہ کی مختص منزل مقصود نہیں ہے۔

۷۷ عارضی ہونا وغیرہ کے عیب سے نقش کی وابستگی کا اتلاف نجات
نہیں ہے۔

۷۸ نجات نہ ہونے کی خامی ہونے سے کلیتاً اتلاف نجات نہیں ہے۔

۷۹ اسی طرح عدم وجود بھی۔

۸۰ جملہ اتصال و انفصال دم مرگ تک ہوتے ہیں، اس لیے یافت مقام
وغیرہ بھی نجات نہیں ہے۔

۸۱ جزو اور جزوی کا اتصال نجات نہیں ہے۔

۸۲ تخفیف وغیرہ کا تلازم بھی دیگر تلازمات کی مثل ہے اُن کا اتلاف
ہونا امر لازم ہونے سے نجات نہیں

۸۳ اسی طرح آنند روغیرہ کا رتبہ کا حصول بھی نجات نہیں ہے

۸۴ حواس کے پندار خودی کا عمل ہونے کے بارے میں کلام ربانی کی شہادت ہونے سے اُن کا عنصری ہونا مثبت نہیں ہے

۸۵ شش موضوعات کا اصول اور اُن کا علم ہونے سے نجات نہیں ہوتی ۔

۸۶ اسی طرح سولہہ (۱۶) وغیرہ کے بارے میں ۔

۸۷ جو ہر یعنی ایٹم کی علیت کے بارے میں کلام ربانی ہونے سے اُن کی ازلیت نہیں ہے ۔

۸۸ عمل ہونے سے لاجزو ہونا مثبت نہیں ہوتا ۔

۸۹ وضع قطع کے وسیلہ ہی سے مرئی ہونے کا قاعدہ نہیں ہے ۔

۹۰ جسامت چار اطوار کی نہیں ہے، دو ہی معقولیت ہونے سے ۔

۹۱ فانی ہونے پر بھی استقامیت کے اتصال سے مشترک کا اکتسابی علم ہوتا ہے ۔

۹۲ اُس سے اس کے خلاف واقعہ ہونا نہیں ہے ۔

احساس کی آگاہی ہونے سے دیگر کے مفقود ہونے کی صورت نہیں ہے ۔

۹۴ صریح ادراک ہونے سے مماثلت اساسی اختلاف نہیں ہے ۔

۹۵ فطری اثر کی مظہریت بھی مماثلت نہیں ہے، غیر مشابہت سے اس کا ادراک ہونے سے ۔

۹۶ اسم اور مسمیٰ کا تعلق بھی نہیں ہے ۔

۹۷ دونوں کے عارضی ہونے سے تعلق کی دوامیت نہیں ہے ۔

۹۸ چنانچہ فاعل اساسی کا آخذ ہونا اثبات سے نفی ہو جانے سے تعلق کا ہونا نہیں ہے ۔

۹۹ لالازم ملزوم ہونے کی حالت میں تصدیق کا فقدان ہے۔ اس

لیے لزوم مادہ نہیں ہے۔

۱۰۰ دونوں میں ان سے برعکس کی دلالت ہونے سے نہ نمایاں ہے اور نہ استخراج ہے۔

۱۰۱ نزدیک ہی تقسیم دیکھنے والے کو اس کا اور اس کے ساتھ ترکیب پائے ہوئے دونوں کا صریحاً احساس ہونے سے عمل کا مثبت ہونا محض استخراج ہی سے معقول نہیں ہے۔

۱۰۲ جسم خمسہ عنصری نہیں ہے متعدد کی علت مادی نہ ہونے سے۔

۱۰۳ کثیف ہی ہونے کا قاعدہ نہیں ہے، حاصل اعلیٰ کا وجود ہونے سے۔

۱۰۴ حواس کا حصول نہ کردہ کا مظہر ہونا ممکن نہیں، بغیر حصول کے تمام کا حصول ہونے کا استدلالی ربط ہونے سے۔

۱۰۵ روشنی کے پھیلنے سے چشم روشنی آفریدہ نہیں ہے، معمولاً مثبت ہونے سے۔

۱۰۶ حاصل شدہ موضوع کے آشکار ہونے کی علامت سے محمول کا ہونا مثبت ہے۔

۱۰۷ جزو اور صفت سے مختلف جزو ترکیبی معمول کا طریقہ عمل تعلق کے لحاظ سے۔

۱۰۸ اُس میں اتصال ہونے سے مادہ ہونے کی ترتیب نہیں ہے۔

۱۰۹ مکان کا فرق ہونے میں بھی مختلف دستیابی نہیں ہے، ہم لوگوں کی مانند ہی قاعدہ ہے۔

۱۱۰ محرک کی ترکیب سے اُس کی ترکیب ہے۔

۱۱۱ حرارت زاد، بیضہ زاد، رحم زاد، روئیدہ، توصیفی اور تحصیلی اجسام ہیں، لہٰذا قاعدہ نہیں ہے۔

۱۱۲ تمام میں خصوصیت سے خاک اسباب مادی ہے، یہ بیان قبیل کی مثل ہے۔

۱۱۳ دم جسم کا ابتدائی مادہ نہیں ہے ۔ اس کی دلالت حواس کی قوتوں
سے ہے ۔

۱۱۴ احساس کنندہ کی اساس سے مسکن احساس مرتب ہوتا ہے ۔
ورنہ روشن عفونت ہے ۔

۱۱۵ آقا کی دست گیری غلام کی وساطت سے ہے، اکیلے سے نہیں۔

۱۱۶ مراقبہ، گہری نیند اور رستگاری میں کیفیت ہست مطلق ہے ۔

۱۱۷ دونوں باہم ہیں، دوسرے میں اُس کا فقدان ہے ۔

۱۱۸ دو کی مثل تیسرے کے بھی ظاہر ہونے سے دو ہی نہیں ہیں ۔

۱۱۹ نیند کے نقص کے ربط سے بھی رغبت کے موضوع کی یاد آوری نہیں
ہوتی، نہ ہی محرک سبب نمایاں کیفیت کا مزاحم ہوتا ہے ۔

۱۲۰ ایک کارِ تاثر خاتم ہے، کثرت تصور کا موضوع ہونے سے ردّ عمل
کے تاثرات کی تفریق نہیں ہے ۔

۱۲۱ خارجی حس کا قاعدہ نہیں ہے ۔ درخت، جھاڑی، بیل، طبعی
نباتات، گھاس خوشبودار، پودے وغیرہ کا بھی احساس کنندہ
اور مسکن احساس ہونا قبل کی مثل ہے ۔

۱۲۲ روایات و منقولات کی رو سے بھی ۔

۱۲۳ کلام ربانی کی رُو سے خصوصیت ہونے سے فعل کے استحقاق کی دلالت
محض جسم سے نہیں ہے ۔

۱۲۴ تین کے تین طرح کے جسم اعمال، جسم لذات اور جسم ہر دو ہونے
کا معمول ہے ۔

۱۲۵ تارک الدنیا کا جسم تینوں میں سے کوئی نہیں ۔

۱۲۶ آتش کی مثل عقل وغیرہ کی کسی مخصوص اساس میں دوامیت
نہیں ہے ۔

۱۲۷ اساس کی دلالت نہ ہونے سے بھی

۱۲۸ یوگ کے کمالات بھی ادویات کے کمالات کی مثل عدم صداقت

بکے جانے کے سزاوار نہیں ہیں۔

۱۲۹ ہر ایک میں عیاں نہ ہونے سے، مرتب ہونے کی حالت میں بھی
مرتب ہونے کی حالت میں حس عناصر میں شعور نہیں ہے۔

باب ششم

خلاصہ نظریات

۱ نیستی کی عدم تصدیق ہونے سے تروح کا ہوتا ہے۔

۲ غیر معمولی ہونے سے یہ جسم سے مختلف ہے۔

۳ اضافت کی ترکیب سے بھی

۴ اثبات مشتہر فاعل اساسی سے تردید ہو جانے سے پتھر کا
بیٹا کی مثل نہیں ہے۔

۵ اذیت کے کلیتاً ازالے سے کامرانی ہے۔

۶ اذیت سے انسان کو جیسی بے زاری ہوتی ہے راحت میں
ایسا موضوع اختیار نہیں ہوتا۔

۷ کہیں بھی کوئی بھی شادماں ہے!

۸ وہ بھی تکلیف کی آمیزش لیے ہوئے ہے۔ صاحب عقل اس
کا شمار اذیت ہی کے زمرہ میں کرتے ہیں۔

۹ شادمانی کے نہ ہونے میں نجات کا نہ ہونا نہیں ہے ۔ اس میں
دو رخی ہونے سے
۱۰ لا تلازمیت کی تحقیق کرنے والا کلام ربانی ہونے سے رُوح کا صفات
سے مبّرا ہونا ثبت ہے۔
۱۱ دیگر کا خاصہ طبیعی ہونے سے بھی نافہمی سے اس کی دلالت ہے ۔
۱۲ نافہمی ازلی ہے ورنہ دو نقائص کا موضوع ہوگا۔
۱۳ روح کی شل لا متناہی نہیں ورنہ اس کا اتلاف نہ ہوگا۔
۱۴ تاریکی کی شل علت تعینی سے اس کی تحلیلت ہے۔
۱۵ اس میں بھی شمول و خارج کا طرز عمل ہے ۔
۱۶ کسی اور طرح سے ممکن نہ ہونے سے نافہمی ہی پابندی ہے
۱۷ کلام ربانی کی رد سے باز گشت کا نہ ہونا حتمی طور پر واجب
کیا جانے، رستگار کو پھر وابستگی ہونے کی متاسیت نہیں ہے۔
۱۸ بصورت دیگر کلیتاً نجات کا ہونا ثبت نہ ہوگا۔
۱۹ دونوں میں کوئی امتیازی صورت نہ ہونے کا حصول ہوگا ۔
۲۰ مزاحمت کا فنا ہونا ہی نجات ہے ۔ دوسری کوئی شے نہیں
ہے۔
۲۱ اس میں بھی مطابقت ہے ۔
۲۲ تین قسم کے مستعین ہونے کی وجہ سے ضابطہ نہیں ہے ۔
۲۳ ثابت قدمی کے لیے متاخر کا ۔
۲۴ آرام سے جاگزیں ہونا طرز نشست ہے ضابطہ نہیں ہے ۔
۲۵ قلب کا دنیوی موضوعات سے تہی ہونا تفکر ہے ۔
۲۶ دونوں صورتوں میں تفریق کا نہ ہونا نہیں ہے، موضوعات
وابستگی کے مسدود ہونے میں تفریق ہے۔
۲۷ لاتعلق میں بھی نافہمی سے موضوعات عالم سے وابستگی ہوجاتی ہے
۲۸ گلاب کے پھول اور بلور کی مماثل نہیں ہے لیکن گماں ہے۔

۲۹ تفکر، قیام، شغل، تلاوت وغیرہ سے اس کا مسدود ہوتا ہے

۳۰ بعض اساتذہ فنا و انتشار کی کیفیات کے مفقود ہو جانے سے بتلاتے ہیں۔

۳۱ مسرت قلب کا واسطہ ہونے سے مقام کا ضابطہ نہیں ہے۔

۳۲ علت اولی کا ابتدائی سبب مادی ہونا دیگراں کے مرتب معلول ہونے سے ہے۔

۳۳ دائمی ہوتے ہوئے بھی تلازم کا فقدان ہونے سے ذات سبب مادی نہیں ہے۔

۳۴ کلام ربانی کے خلاف غیر معقول دلائل پیش کرنے والوں کو ذلت کا حصول نہیں ہوتا۔

۳۵ مرتب مجموعہ ہونے سے بھی جوہر ابتدائی کی اعادت جوہر کے مماثل ہے۔

۳۶ ہر جگہ عمل کا مشاہدہ ہونے سے جوہر ابتدائی کی ہمہ جائی ہے

۳۷ عمل کا اتصال ہونے میں بھی جوہر کی مثل اساسی علت ہونے کا دعویٰ باطل ہوتا ہے۔

۳۸ معروف سے جوہر ابتدائی کا زائد ہوتا ہے اس لیے ضابطہ نہیں ہے۔

۳۹ صفت ملکوتی (ست) وغیرہ علت اولی کی صورت ہونے سے اس کا خاصہ طبیعی نہیں ہیں۔

۴۰ استفادہ نہ ہونے سے بھی شتر کے زعفران کی بار برداری کی مثل جوہر ابتدائی کی تخلیق ذات کے لیے ہے۔

۴۱ عمل کے تنوع سے کائنات کا تنوع ہے۔

۴۲ ترکیب ہم نوع اور ترکیب مختلف الاوضاع سے دو اقسام ہوتے ہیں۔

۴۳ تخلیق کا احساس ہو جانے پر جوہر ابتدائی کی تخلیق کا ہونا معمول عالم کی مثل نہیں ہے۔

۴۴ عمل حرکت کے بہ غرض دیگر ہونے میں بھی محرک کے نہ ہونے سے
رستگار اس ترکیب عمل سے مبّرا ہوتا ہے ۔

۴۵ طرز عمل سے شخصی رُوح کا متعدد ہونا ظاہر ہے ۔

۴۶ نیابت کی دلالت ہونے میں پھر ثنویت ہے ۔

۴۷ دوسرے بھی تصدیق کی عدم مطابقت ہے ۔

۴۸ دو میں عدم مطابقت نہ ہونے پر بھی مقدمہ کا فقدان ہونے سے
قول اولین و بیان متاخر کا اطلاق نہیں ہوتا ۔

۴۹ نُور سے اس کی دلالت ہونے میں فعل و فاعل کا تخالف ہے ۔

۵۰ مادی سے مسدود غیر مادی شعور صورت مادی کو منور کرتا ہے ۔

۵۱ دنیا پرستوں کے لیے ترک دُنیا اور اس کی تکمیل ہونے سے کلام
ربانی میں دوگر گوئی نہیں ہے ۔

۵۲ عالم حق ہے اُس کی تخلیق بے عیب سبب سے ہوئی ہے ۔ جس
میں تضاد نہیں ہے ۔

۵۳ اور کسی طرح سے تخلیق کا ہونا ممکن نہ ہونے سے حق کا صدور
ہوتا ہے ۔

۵۴ پندار خودی فاعل ہے نہ کہ شخصی روح ۔

۵۵ احساس لذت و اذیت غیر مادی کو ہوتا ہے ۔ اُس کے فعل
سے مجتمع ہونے سے ۔

۵۶ طبقہ آبی (چندر لوک)، وغیرہ سے بازگشت ہے محرک کے ہست
ہونے سے ۔

۵۷ قبل کی مثل دُنیا میں درس سے مطلب برآری نہیں ہوتی ۔

۵۸ روایتاً اُس کی تکمیل ہونے پر نجات کا ہونا سُنا جاتا ہے ۔

۵۹ معدومگی ہونے پر بھی حرکت کا ہونا نیابت سے سُنا جاتا ہے
خلا کی مثل احساس لذت و اذیت ہونا مکان و زمان کی یافت
سے ہوتا ہے ۔

۶۰ مسکن کے بغیر روش عفونت کا تلازم ہونے سے اُس کی دلالت نہیں ہوتی ۔

۶۱ غیب کی وساطت سے ہونے میں علاقہ سے تہی کا وہ ممکن نہ ہونے سے، کونپل میں آب وغیرہ کی مثل ہے ۔

۶۲ صفات سے برتر ہونے سے یہ پندار خودی کے خواص طبیعی ہیں ۔ شمول وخارج سے مختص کی حساسیت ہے ۔

۶۴ پندار خودی کنندہ کے اختیار کے تحت تکمیل عمل ہے ۔ اثبات کے فقدان سے خدا کے اختیار کے تحت نہیں ہے ۔

۶۵ غیب کی ظہور کی مثل مماثلت ہے ۔

۶۶ مزید عنصر کبیر سے ۔

۶۷ علت ادلیٰ کا خود اور اُس کے مالک کی ترتیب کا ہونا عمل سے خلق شدہ ہونے میں بھی تخم اور کونپل کی مثل ازلی ہے ۔

۶۸ یا نافہمی سے، ایسا پنج شکھ کا عقیدہ ہے ۔

۶۹ علامتی جسم سے خلق ہوتا ہے، یہ عقیدہ سنندن کا ہے ۔

۷۰ خواہ کسی وجہ سے ہو اُس کا اطلاق نجات ہے، اُس کا اتلاف نجات ہے ۔ ●●

فہرست اصطلاحات

अंशी-अंश	مجری وجزو، خالق ومخلوق۔
अक्लिष्ट	معاون
अचेतन	لاشعور۔ بے حس
अचेतनत्व	غیر شعوری ہونا
अण्डज	بیضہ زاد
अतिप्रसक्ति	زائد الموضوع
अतिप्रसंग	زائد الموضوع
आतिवाहिक	حامل اعلیٰ
अतीन्द्रिय	حواس کے حیطہ سے بالا
अदृष्ट	غیب۔ لا آشکار، اتفاق۔
अद्वैत	وحدت، وحدہٗ لاشریک
अद्वैतवादी	توحید پرست، توحید
अधिकारी	مستحق، تمکن، استقرار
अधिष्ठित	تمکن، استقرار
अधिष्ठातृत्व	دست گیری ہونا۔
अधिष्ठान	دست گیری۔ مسکن
अध्यस्तरूप	ذات مطلق کی مسلط صورت، النفس
अध्यात्मक	النفس، باطنی۔
अध्यास	وقوف باطل،
अन्नमय	پر غلہ، غلہ سے ترتیب شدہ۔

حیطۂ بیان سے باہر	अनिर्वचनीय
استخراج	अनुमान
اعادت ۔ بازگشت، اعادہ مزاولت	अनुवृत्ति
مزاولت ۔	अनुष्ठान
حواس باطن ۔	अन्तःकरण
سفلی مخلوق ۔	अन्त्यज
غلط بیانی، عدم صداقت ۔	अपलाप
نجات ۔	अपवर्ग
جو کارِ انسانی نہ ہو ۔	अपौरुषेय
غیر مستند، غیر معتبر، فقدان، نیستی،	अप्रामाण्य
فقدان، نیستی	अभाव
ظہور	अभिव्यक्ति
مزاولت، شغل،	अभ्यास
تثلیث ۔ حالت، بیداری خواب، اور گہری نیند ۔	अवस्थात्रय
جہل، لاعلمی،	अविद्या
مماثل ۔	अविशेष
غیب، لاظہور،	अव्यक्त
عدم صلاحیت،	अशक्ति
لاتعلق ۔ لاتلازمیت	असंगत्व
باطل،	असत
غیر دستیابی ۔	असिद्धि
پندار خودی، حرکت اولی	अहंकार
غیر مرئی، عالم روحانی، عالم مخفی ۔	आचक्षुक
نفس روح، شخصی روح	आत्मा

आत्मसाक्षात्कार	اشراق ذات، جلوہ ذات
आदिपुरुष	جدِّ اولین، خالق کائنات (برہما)
आद्यकारण	علت مقدم، سبب اول،
आरम्भकारण	سبب ابتدائی۔
आधेयशक्ति	تائیدی قوت عمل
आप्त	مستند، عارف
आप्त उपदेश	مستند ہدایت، کلام عرف، وحی۔
आरोप	انتساب، عمل تقرر
आवृत्ति	اعادہ، بازگشت، معمول مقرر،
आश्रम	مرحلۂ حیات۔
आसन	نشست
इन्द्रिय	حاسہ
ईश्वरत्व	الوہیت
उदासीन	بے نیاز
उदाहरण	مثال کبریٰ، منطق
उत्तर	متاخر
उत्पत्ति	تخلیق
उपरति	بے توجہی،
उपनय / उपराग	موضوعات عالم سے وابستگی / مقدمہ، صغریٰ منطق،
उपादान कारण	علت مادی۔ سبب مادی،
उपाधि	عوضیت، نیابت، قائم مقام۔
ऊर्ध्व	عالم بالا۔
एकदेशीय	مخصوص صورت میں قابل اطلاق
ऐतिह्य	روایاتی نظریہ
औपाधिक	قائم بالغیر کی نسبت سے، نیابتی

कर्तृत्व	فعالیت
कर्म	فعل
कर्मइन्द्रिय	عمل حاسہ
कर्मदेह	جسم افعال، علت، سبب
कारण	علت، سبب
कार्य	عمل معمول
कार्य-कारण भाव	تعلیل
काल	زماں، عدم، مرگ، وقت
कृति	طریق عمل ۔
क्लिष्ट	مزاحم ۔
गति	کیفیت، حرکت
गति योग	ترتیب عمل، اتصال عمل
गौण	ثانوی، مجازی
चित्त	قلب
चैतन्य	شعور بالذات، غیر مادی،
चन्द्रलोक	طبقۂ آبی ۔
जड़	مادی ۔
जरायुज	رحم زاد
जनःलोक	خلا کا دائرہ
जीव	مخلوق ذی جان
जीवत्व	حساسیت، مخلوق ہونا
ज्ञान	مادی پابندیوں سے آزاد ۔
	علم معرفت، عرفاں، آگاہی، وقوف، ادراک
ज्ञानइन्द्रिय	حاسۂ علمی
तत्त्व	عنصر، حق ۔

عنصری خاصیت	तनमात्रा
روشن کرہ، کرہ انانیت	तप:लोक
خاطر جمعی	तुष्टि
مکاں، سمت	दिशा
مادی، دُنیوی	दृष्ट
سماوی، ہستی، حواس کی قوت، بسیط	देवता
مکاں، مقام	देश
سماوی مخلوق	दैव
ہیولائی مادہ، ہیولا۔	द्रव्य
ناظر	द्रष्टा
ثنویت	द्वैत
فعل متعلقہ، خاصہ طبیعی، ذاتی، محسن سیرت	धर्म
انتساب، تعلیل	धर्मत्व
فاعل اساسی، بنیاد طبیعی۔	धर्मी
قیام	धारणा
محویت، تفکر	ध्यान
فطرتاً مست قلندر۔	निजमुक्त
نجی صلاحیت عمل۔	निजशक्ति
مزاولت میں ثابت قدمی جو تحقیق ہو چکا ہے اُس پر ثابت قدم رہنا	निदिध्यासन
محرک، فاعل	निमित्त
علت فاعلی (بمنزلہ آلہ)	निमित्त कारण
سبب مقررہ۔	नियत कारण
لاہیئت۔	निरवयव
مسدود کرنا یا ہونا۔	निरोध

निर्गुण	برتر از صفات
निर्गुणत्व	انتساب صفات سے مبرا ہونا۔
निर्विकल्प	معین، بلاقیاس
निर्वर्तक	خاتم
निर्विषम	ساکن، دنیوی علائق سے مبرا
	علائق عالم سے آزاد
निवृत्त	بے اعتنائی، ازالہ
निश्चय	تجزیہ، علم الیقین
निसंग	لاشریک
नेति-नेति	یہ نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے۔
पंच अवयव	خمسہ جزویات منطق، دعویٰ، سبب، مثال (کبریٰ)، مقدمہ (صغریٰ) اور نتیجہ۔
पंचाग्नि	خمسہ حرارتیں، عالم بالا، ابر، ارض، نطفہ، رحم یا بیضہ کی حرارتیں۔
पदार्थ	مادی شئے، موضوع مشاہدہ۔
परब्रह्म	ہست مطلق۔
परमाणु	جزو لایتجزیٰ، جوہر، اقل حصہ، ایٹم۔
	کلیتاً نجات، تدبیر ذات۔
पुरुष	ذات، ہست مطلق، شخصی روح۔
पूर्व	ماقبل، سابق۔
प्रकृति	علت اولیٰ، عالم صفاتی، قدرت۔
प्रकृतिलय	مجذوب، علت مادی۔
प्रतिनियत कारण	علت تعینی۔
प्रतिबंध	مزاحمت، سد، رکاوٹ

تکذیب، رد کرنا	प्रतिषेध
اکتسابی علم	प्रत्यभिज्ञान
جوہرِ ابتدائی، غیب	प्रधान
کائنات، کارِ عالم	प्रपंच
شہادت	प्रमाण
رغبت، التفات، دنیوی موضوعات سے دل بستگی	प्रवृत्ति
مسرت، انبساط، حظ	प्रसाद
دم، بادِ حیاتی، عنصری انفاس۔	प्राण
بادِ حیاتی	प्राणवायु
ابطال و تصدیق	बाध-अबाध
خارجی، عالمِ خارجی	बाह्य
شعوری، غیر مادی	बुद्ध
حصولِ معرفت، وقوف۔	बोध
قابلِ ادراک۔	बोधगत
ہستِ مطلق۔	ब्रह्म
جدِ اولین، خالقِ کائنات	ब्रह्मा
غرض و غایت، ترتیبِ وجود۔ علت و معلول کی مطابقت۔	भाव
عنصر، جزوِ ترکیبی۔	भूत
عنصری۔	भूत प्रकृति
شگفتگی کا عمل، لطف اندوزی۔	भोग
متلذذ، احساس کنندہ	भोक्ता
متلذذ ہونے کی صلاحیت ہونا۔	भोक्तृत्व
ذہن، قلب، دل، نفس۔	मन

मनन	فکر، تفکر۔
मध्य	درمیان یعنی عالم اجسام
महत्तत्व	عنصر کبیر۔
महाभूत	عناصر بسیط
मात्रा	جزو ترکیبی عنصری
मूर्त	مجسم، مادی
मूर्तत्व	صورت مجاز۔
मूलकारण	مقام علت
मोक्ष	نجات
योग	اتصال، تلازم، معقولیت
योगनिद्रा	قیامت اور دوبارہ تخلیق کے درمیان کا وقفہ
योनि	صنف
राग	رغبت، التفات۔
रागोपहत	رغبت زدہ۔
लय	جذب ہونا، تحلیل، فنا
लिङ्ग	علامت، نشان، اساس۔
लिङ्गी	نشان دار۔
लिङ्ग शरीर	علامتی جسم
लोकान्तर	آخرت، عقبیٰ
वस्तु	شئے، مادہ، ہیولیٰ، وجودیت۔
वाद	حجت، مباحث
विकल्प	صفت تضاد، عوض۔
विकार	تغیر پذیری، تنزل۔
विजातीय	مختلف الاوضاع، مختلف النوع ۔ غیر نوعی، مختلف العناصر

विज्ञान	اصل صورت اختیار کرنے والی آگاہی روح کیفیت و توقف باطل ۔
विधारण	سانس اندر کھینچ کر روکنا ۔
विपर्यय	برعکس
विभुत्व	ہمہ جائی ۔
विराग	بے اعتنائی ۔
विरुद्ध सिद्धान्त	قول متناقض ۔
विवेक	تمیز، حق و باطل کے فرق کی تمیز
विवेकवान	صاحب تمیز
विषम भाव	ترکیب مختلف الاوضاع ۔
वृत्ति	کیفیت
व्यपदेश	ترکیب، اُجگت
व्यभिचार	غیر منطقی استدلال
व्यापक	معمور
व्याप्ति	نفوذ پذیری
शून्य	لاشیئت، نیستی، عدم وجود
षट पदार्थ निरुप	کناد کے فلسفہ ویشیشک کا شش موضوعات کا اصول
षष्टि तंत्र	سانکھیہ کی رو سے ساٹھ (۶۰) مادوں کا تفکر ۔
षष्टि विद्या	سانکھیہ فلسفہ ۔
संकल्पक	تعینی، توصیفی ۔
संग	ربط، تلازم، اتصال، شرکت
संसादिक	تحصیلی ۔

تناسخ	संसृति
تاثر، تاثرات	संस्कार
حق۔	सत
وجود، ہستی، کون	सत्ता
ماہیئت امکانی۔	सत्तासंभव
نظریہ وجود عمل،	सत्कार्य सिद्धान्त
ربط و ضبط	समन्वय
کائنات اکبر	समष्टि
مراقبہ	समाधि
لزوم، لازم و ملزوم ہونے کی حالت	समवाय
خالق کل	सर्वकर्ता
ہمہ داں۔	सर्ववित
جلوہ	साक्षात्कार
شاہد عینی۔	साक्षी
با ابتدا۔	सादि
مقدمات۔	साधक
مستخرج، ممکن الحصول۔	साध्य
صریح المعمول۔	सामान्यतोदृष्ट
مصدقہ۔	सिद्ध
کامل	सिद्धपुरुष
تکرار، اثبات	सिद्ध साधन
گہری نیند	सुषुप्ति
کائنات، تخلیق، موجودات	सृष्टि
جمادات	स्थावर
حافظہ، روایات ومنقولات۔	स्मृति

स्वभाव	جبلت، خاصہ طبیعی، ماہیئت۔
स्वस्वामिभाव	ترکیب مالک وملک
हान	ترک ربط، دست برداری
हिंसा	آزردگی۔
हेतु	علت، سبب
हेतुता	علاقۂ علیت، ترکیب علت ومعلول
हेतुमान	علتی۔
हेय	قابلِ ترک۔

ترقّی اُردو بیورو کی چند مطبوعات

قیمت	مصنف	نام کتاب
۱۵/۵۰	رائے شیو موہن لال ماتھر	قدیم ہندی فلسفہ
۹/۶۰	سید عابد حسین	قومی تہذیب کا مسئلہ (دوسرا ایڈیشن)
۱۴/۵۰	محمد شریف خان	کامرس کیسے پڑھائیں ؟
۱۴/=	ریاض شاکر خاں	معاشیات کیسے پڑھائیں
۹/۷۵	اڈولف فیریر/شیخ غلام حسین	مدرسۂ عمل
۸/۵۰	محمد عبدالقادر عمادی	نسل اور نسلی امتیاز
۵/۲۵	برنارڈ ہارٹ/عبیدہ زماں	نفسیاتِ جنوں
۶/۵۰	سید سخی حسن نقوی	ہمارا قدیم سماج (دوسرا ایڈیشن)
۹/=	سید حامد حسین	ہندو فلسفہ مذہب اور نظامِ معاشرت
۱۵/=	شیاما چرن دوبے/محمد عبدالقادر عمادی	ہندوستانی گاؤں (دوسرا ایڈیشن)
۹/=	آئی۔سی۔آر/صغرا مہدی	ہندوستان میں عورت کی حیثیت
۳۸/=	ضیاء الدین احمد	ہندوستانی سماج ساخت اور تبدیلی
۱۸/=	شیو موہن لال ماتھر	ہندی فلسفہ کے عام اصول

ملنے کا پتہ

شعبۂ فروخت و نمائش ویسٹ بلاک ۸ آر۔ کے۔ پورم نئی دہلی ۶۶-۱۱۰۰
شعبۂ انتظامی امور ویسٹ بلاک ۱ ونگ نمبر ۶ دوسری منزل آر۔ کے۔ پورم نئی دہلی ۶۶-۱۱۰۰